www.urduchannel.in

شکارِ عروض و بلاغت

الوَمیشالی

اردو چینل
www.urduchannel.in

فعولن	مفاعلن	مستفعلن	مفاعلن
پشیمانی	جو راہ سے	نفرت کی ہے	کا ہوا
مستفعلن / مفتعلن	مفاعلن / مستفعلن	مستفعلن / مفاعلن	مفاعلن
اپنا ہو / اپنا ہو	تم ہو / تو ہو	کی انہی کے / کی تم نے	اگا ہے

www.urduchannel.in

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

کتاب کا نام	:	شہکار عروض و بلاغت
نام مصنف	:	انور مینائی
ضخامت	:	160 صفحات
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	40 روپے
سال اشاعت	:	1995ء
ترتیب و تزئین	:	شکیل جاوید مدیر ادب روزنامہ پاسبان بنگلور
طباعت	:	یونیٹی پرنٹرس
کتابت	:	زبیر احمد روزنامہ سالار بنگلور

ملنے کے پتے :-

- انور مینائی - الامین ایجوکیشنل کامپلکس - درگاہ محلہ، کولار - 563101
- مکتبہ جامعہ ملیہ، اردو بازار دہلی - 6
- شب خون کتاب گھر، رانی منڈی، الہ آباد۔
- نیو کتاب منزل تاتارپور، بھاگلپور۔
- بک امپوریم - سبزی باغ - پٹنہ - ۴۔
- اقبال بک ڈپو - سٹی مارکیٹ، بنگلور - ۲

(یہ کتاب پروفیسر محبوب بڑائچ کی ایماء اور پروفیسر م. ن. سعید سے نصابی مرحلوں پر تبادلۂ خیال کے بعد مرتب کی گئی۔)

یہ کتاب

ہندوستانی یونیورسٹیوں میں

ایم۔ اے (اردو)

کے عروضی نصاب کے پیشِ نظر

مرتب کی گئی ہے

انور مینائی

- بنگلور -

www.urduchannel.in

کیا اور کہاں ؟

صفحہ نمبر

تعارف ——— 5
آسان ۔ تدریسِ عروض ۔ پروفیسر م۔ن۔سعید ——— 6
پیش لفظ ——— ناوک حمزہ پوری ——— 8
شاعری اور علمِ عروض کی ابتداء ——— 12
تلازماتِ شعر ——— 16
سالم ارکان ——— 25
بحریں ——— 28
تقطیع کے اصول وضوابط ——— 32
حروف علت کا عمل ——— 36
علامات جمع ——— 37
بحور و موازین ——— 39
زحافات ——— 46
تقطیع مع بحور و اوزان ——— 62
اقسامِ نثر ——— 108
علمِ کلام ——— 110
عیوبِ شعر ——— 142
علامتیت ——— 149
حواشی ——— 158
امتنان ——— 160

تعارف

نام : انور خاں

تخلص : انور مینائی

وطن : مالور (ٹون) ۔ ضلع کولار ۔ کرناٹک ۔

تعلیم : ایم اے ۔ بی ایس سی ایڈ ۔ (ریسرچ اسکالر)

مشغلہ : ایجوکیٹر ۔ الامین ٹیچرس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کولار

مطبوعہ تصانیف :۔

1) روشنی کے پھول (غزلوں کا مجموعہ) ۱۹۸۵ء

2) روشن جزیروں کا سفر (جدید شعری تجربات) ۱۹۹۰ء

(دونوں تصانیف کرناٹک اُردو اکاڈمی کے مالی اشتراک سے شائع ہوئیں)

3) شہکارِ عروض و بلاغت (ایم اے اُردو طالبوں کے لئے نصابی کتاب)

زیرِ طبع کتابیں :۔

1. سفر سفر سراب (آزاد نظمیں)
2. عوامی سائنس ۔
3. روشنی کا خواب (غزلیں)

www.urduchannel.in

آسان ۔ تدریسِ عروض

انور مینائی عہدِ جدید کے اُن معروف عروضیوں میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے فنِ عروض کی باریکیوں پر عبور حاصل کرنے میں بڑی ریاضت کی ہے۔ اور اب عروض دانی میں ایک ممتاز مقام کے مالک تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اُردو کے مقبول اُستاد ہونے کی حیثیت سے وہ نہ صرف درسِ عروض کی دشواریوں کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں بلکہ اُس طریقۂ کار سے بھی آگاہ ہیں جس کے ذریعے اس مشکل فن کی سلیس اور نتیجہ خیز ترسیل کی جا سکتی ہے۔

وہ ملک گیر شہرت کے حامل شاعر ہیں۔ اور اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربوں پر ان کی نظر گہری ہے۔ ایک استاد، شاعر، ادیب اور صاحب نظر ہونے کے اعتبار سے انہیں ان تمام وسائل پر دسترس حاصل ہے جن کے ذریعے عروض کو سہل الحصول بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

مروجہ عروض و بلاغت کی کتابوں کا ایک نقص یہ بھی ہے کہ مثالیں ایسی بے جان اور ثقیل ہوتی ہیں کہ ان کا یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ انور مینائی نے اپنے علم و ذوق کو رہ نما بنا کر "شہکارِ عروض و بلاغت" تصنیف کی ہے اور حد درجہ دلچسپ اور سلیس بنا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب مسلمہ علم عروض کو استحکام بخشے گی اور فنِ عروض و بلاغت پر عبور حاصل کرنے میں زیادہ مددگار ثابت ہوگی۔

پروفیسر م۔ن۔ سعید
۔ صدر شعبۂ اُردو ۔ بنگلور یونیورسٹی ۔

www.urduchannel.in

پیش لفظ

ناوک حمزہ پوری
پوسٹ آفس بشیر گھاٹی ۸۲۴۲۱۱
ضلع گیا (بہار)

شکست و ریخت کے اس زمانے میں جب زبان کے نہ داخلی آہنگ کی کسی کو فکر ہے نہ خارجی آہنگ و ہیئت کی کوئی پروا کرتا ہے۔ جب آزادی کا نام بے راہ روی کو دے دیا گیا ہے، کوئی افاعیل تفاعیل کا نام لیتا ہے تو حیرت تو ضرور ہوتی ہے لیکن مسرت بھی ہوتی ہے کہ ؏

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

اکثر شعراء سے
من نہ دانم فاعلاتن فاعلات
شعری گویم بہ از قند و نبات

کے سایے تلے پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ شاعری مرہونِ منت ہے موزونیٔ طبع کی اور موزونی طبع وہبی صفت ہے۔ اسی لئے شاعر کو غالباً تلمیذ الرحمان کہا گیا ہے۔

یہ بھی سچ ہے کہ کل بھی اور آج بھی تمام شعراء نہ عروض کا علم رکھتے تھے نہ رکھتے ہیں بلکہ یہ اُن کی موزونیٔ طبع ہی ہے جو اُن سے رواں بحروں میں نک سک سے

درست اشعار کہلوا لیتی ہے لیکن ان مشاق شعراء کو بھی جب نامانوس اور قلیل الاستعمال بحروں سے سابقہ پڑتا ہے تو ساری موزونیت طبع دھری رہ جاتی ہے

شاعری بھی ایک فن ہے اور جب فن ہے تو دوسرے تمام فنون کی طرح اس کے بھی حدود اربعہ کی واقفیت اس کے شغف رکھنے والوں کو ہونی چاہیئے۔ ایک زمانہ تھا جب معتبر اساتذہ اپنے متبعین و تلامذہ کی عروضی و فنی غلطیوں کی اصلاح فرماتے رہتے تھے۔ آج کے دور میں جب شاگردی و استادی کا رشتہ ٹوٹا نہیں تو کمزور ضرور ہوا ہے یہ بات اور ضروری ہو گئی ہے کہ شعراء علم العروض کی کم از کم کام چلاؤ واقفیت ضرور رکھیں تاکہ اگر اُن کی شاعری اعتبار و استناد کے درجے تک نہ پہنچے تو کم از کم عیوب و اسقام سے داغ دار تو نہ رہے۔ یوں علم العروض کی اہمیت سے کوئی فاتر العقل ہی انکار کر سکتا ہے۔ اردو میں عروض و بلاغت پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی بھی جا رہی ہیں۔ ان کتابوں کو دو شقوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جو عروضیات کی الف سے یا تک تمام بحثوں کو سمیٹتی ہیں، ضخیم ہیں۔ ان کے اندازِ بیان مغلق اور الجھے ہوئے ہیں۔ اُن اساتذہ کے سوا جو عروض سے فطری شغف رکھتے ہیں، دوسروں کو سمجھنا تو دور کی بات معمولی استعداد کے لوگ انہیں پڑھ بھی نہیں سکتے۔ دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جو مبتدیوں بالخصوص طلبہ کی ضرورتوں کے پیشِ نگاہ لکھی گئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ عروض و بلاغت ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے اور اس لئے ہمارے طلبہ کو بھی اس کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے، مقابلہ جاتی امتحانوں میں بھی عروض و بلاغت سے متعلق سوالات آتے ہیں۔ ان ضروریات کو پیشِ نگاہ رکھ کر کچھ کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بعض مفید بھی ہیں لیکن اکثر تشنہ ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اچھی کتاب راقم الحروف کی نظر میں پروفیسر عبدالمجید کی تھی لیکن اوّل تو عروض و

www.urduchannel.in

پر دو الگ الگ کتابیں تھیں دوم یہ کہ عروضیات میں موصوف مذکور نے بعض اصولی تصرفات سے کام لیا تھا۔ مثلاً زحافات کی تعداد کو مختصر کرکے صرف پندرہ زحافات پر سمیٹ لیا تھا اور ان سے مفرد و مرکب تمام زحافات کا کام لے لیا تھا۔ طلبہ کے لئے آسانی تو ضرور پیدا ہو گئی تھی لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ بعض تصرفات چیستاں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ مثلاً "نحر" کے ذکر میں موصوف نے اس قدر کہنے پر بس کر دیا کہ "مفعولات"، فاعلاتن یا فعلاتن سے "منع" بنانا۔ ظاہر ہے کہ جب تک نحر کا عمل طالب علم نہ سمجھے گا اس تحریر کو کس طرح سمجھے گا۔

اسی طرح مرکب بحور کے اصل نام کی بجائے اُن میں مستعمل ارکان کے مطابق سے نام رکھ دیے مثلاً مفاعی لن فاعلاتن مفاعی لن فاعلاتن (بحر مضارع) کا نام "ہزج رمل" رکھا۔ اس اقدام سے بھی بحروں کے انیس ناموں کی بجائے صرف آٹھ نام یاد رکھنے کی سہولت تو پیدا ہو گئی لیکن طالب علمی کے بعد عملی دنیا میں قدم رکھنے پر جب طلبہ مضارع کا نام سُننے لگے تو انہیں دشواریوں کا سامنا ہوا۔ اسی طرح کی بعض دوسری پریشانیاں بھی اس کتاب سے متعلق ہیں۔

ان دشواریوں پر قابو پانے کے پیشِ نظر ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک کتاب ایسی تالیف کی جائے جو طلبہ کی عروض و بلاغت کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ کتاب زبان کے لحاظ سے سہل ہو۔ مذکورہ بالا دو انتہاؤں کے بین بین چل کر ادق مسائل سے دامن کشاں بھی رہے اور ضروری باتوں کو نظر انداز بھی نہ کرے نیز بدلتی ہوئی دنیا میں عروضیات میں بھی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ بعض بحریں جو اصلاً مسدس تھیں اب دھڑلے سے مثمن استعمال کی جا رہی ہیں بعض نئی صنفیں اُردو میں بار پا چکی ہیں، پیکر تراشی اور علامت نگاری صنعتوں میں داخل ہو چکی ہے اور عروضیات کی کتابیں ان کے ذکر سے خالی ہیں لہٰذا ان کی واقفیت بھی طلبہ کو کرائی جائے۔

ڈاکٹر انور مینائی بفضلہ تعالیٰ استاذ ہیں اور ایک فرض شناس استاد ہیں مشہور شاعر تو ہیں ہی تنقید و تحقیق سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ عروضیات پر کچھ اُن حضرات نے جو خود شاعر نہ تھے بھی خامہ فرسائی کی ہے اور انصاف نہ کر سکے ہیں۔ استاذ ہونے کی وجہ سے انور صاحب کو ایک طرف تو طلبہ کی ضرورتوں کا کما حقہ احساس و ادراک ہے شاعری تنقید اور تحقیق کی وجہ سے عروض کے تمام ضروری مسائل سے واقفیت ہے اور ان کا تنقیدی شعور بھی۔ ان صفات کی جلوہ گری جا بہ جا ان کی اس تصنیف لطیف میں بھی نظر آتی ہے۔

میں نے شہکارِ عروض و بلاغت کے مسودے کو جستہ جستہ بغور دیکھا ہے اور اسے بہر صورت مفید پایا ہے۔ کچھ ضروری مشورے بھی اپنی فہم کے مطابق دیے ہیں جن کی شمولیت سے کتاب اور زیادہ مفید ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

میں اس کتاب کی تصنیف پر انور صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ اس سے طلبہ نیز دیگر شائقین عروض مستفید و مستفیض ہوں گے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ

حمزہ پور
۳۱ دسمبر ۱۹۹۲ء

فقیر گوشہ گیر
ناوک حمزہ پوری

www.urduchannel.in

شاعری اور علم عروض کی ابتداء

یہ اک تحقیق طلب موضوع ہے کہ شاعری کی ابتداء کب ہوئی؟ تادمِ تحریر کوئی مدلل ثبوت، مصنف کے پاس نہیں کہ واقعی دنیا کا پہلا شاعر کون تھا؟ شارق جمال نے عروض میں نئے اوزان کا وجود کے دیباچے میں لکھا ہے کہ "زین القصص کابل التواریخ۔ مراتِ آفتاب فی روضتہ الاحباب اور معالم التنزیل کے مصنفوں نے لکھا ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اس صدمۂ جانکاہ کے زیرِ اثر حضرت آدم صفی اللہ نے چند شعر کہے جو سریانی زبان میں تھے۔ مگر علامہ زمخشری، فخرالدین رازی اور نظام نیشاپوری کے اقوال کے مطابق حضرت آدم کی زبان سے جو الفاظ نکلے تھے وہ سریانی زبان کی نثر تھے۔ انہوں نے شعر نہیں کہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے المناک نثری جملوں کو یعرب بن قحطان (جو عربی اور سریانی زبانوں کا ماہر تھا) نے عربی شعر بنا دیا۔ عرب میں شعر گوئی سے پہلے کلام موزوں کا رواج تھا۔ کلام موزوں وہ کلام تھا جس میں کچھ شعر باوزن اور کچھ بے وزن تھے۔ اُس وقت باقاعدہ عروضی اصول بھی وضع نہیں کئے گئے تھے بعض عربی روایتوں سے یہ پتا چلتا ہے کہ کچھ لوگ اشعر بن سابمی کو عربی زبان کا پہلا شاعر تسلیم کرتے تھے اور بعض حضرات ہود علیہ السلام کے کاتب فالجان ابن ادھم کو:

فارسی میں شعر گوئی کی ابتدا سے متعلق بھی اختلاف ہے۔ کچھ لوگ پانچویں صدی عیسوی کے مشہور ایرانی بادشاہ بہرام گور کو فارسی کا پہلا شاعر مانتے ہیں اور کچھ بادشاہ ضحاک کے

ہم عصر افرائرچ حکیم کو پہلا شاعر تسلیم کرتے ہیں۔ صاحب بحر الفصاحت کے قول کے مطابق افرائرچ حکیم ہی فارسی کا پہلا شاعر ہے۔

خلیل بن احمد ابن فرہید۔ آٹھویں صدی عیسوی کا بلند پایہ عالم تھا وہ عربی اور یونانی زبانوں کا ماہر تھا۔ ابن عماد کے قول کے مطابق۔ یہ ۱۰۰ھ میں بروز یکشنبہ پیدا ہوا۔ اس کا سال وفات ۱۷۰ھ ہے۔ یہ بصرہ اور مکے میں بھی رہا۔ علم موسیقی کے علاوہ سنسکرت اور یونانی عروض کا بھی ماہر تھا خلیل بن احمد کو تادمِ تحریر عروج کا موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔ خلیل سے پہلے کسی باضابطہ عروضی نظام کا پتا نہیں چلتا۔ صاحب قواعد العروض قدر بلگرامی نے: جو شعر خلیل سے پہلے کہے گئے انہیں جاہلیتِ عروض سے تعبیر کیا ہے۔ علم عروض کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے والا پہلا شخص محمد یوسف نیشاپوری تھا۔ اس کا زمانہ خلیل ابن احمد سے دو سو برس بعد کا ہے۔ خلیل بن احمد نے عربی کی جو پندرہ بحریں ایجاد کیں وہ یہ ہیں:۔ طویل۔ مدید بسیط۔ کامل۔ وافر۔ ہزج۔ رجز۔ رمل۔ مضارع۔ سریع۔ خفیف۔ منسرح۔ مجتث۔ متقارب اور مقتضب۔ قریباً ساٹھ ستر برس بعد ابوالحسن اخفش نے بحر متدارک ایجاد کی۔ اس نے متقارب اور متدارک کے دائرے کو دائرۂ متفقہ سے موسوم کیا۔ اس کے بعد بزرجمہر قمی نے بحر جدید ۔ اور مولانا یوسف نیشاپوری نے بحر قریب ایجاد کی۔ انیسویں بحر۔ بحر مشاکل (یا متشاکل) کا اضافہ آخر میں ہوا۔ اس بحر کا موجد کون ہے؟ ہنوز یہ سوال جواب طلب ہے۔ بحر متدارک چوں کہ بحر متقارب کا عکس ہے اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خلیل بن احمد نے اسے ایجاد کیا ہوگا۔ امیر خسرو کے زمانے میں عاشق صادق نامی ایک فرد نے دو نئے رکن مُتَفَاعِلُنْ اور مَفْعُولَاتُنْ ایجاد کئے۔ اور تین بحور، رکف۔ زلل اور وافر اختراع کئے۔ مگر ان کی اتباع نہیں کی گئی۔ رسالہ محب دہلی اور رسالہ میزان الاشعار میں گیارہ

www.urduchannel.in

بحروں کا ذکر ہے۔ یہ بحریں اُنیس مروجہ بحروں سے مختلف ہیں، مگر ان بحروں کے موجد کا مذکور نہیں ہے۔ قدر بلگرامی نے ان بحور میں دو تین کے سوا باقی بے موقع زحافات وغیرہ حقیقی تقطیع کے سبب ناجائز قرار دیا ہے۔ کمال احمد صدیقی نے رکن مفعولاتن کا دوبارہ احیا کیا ہے۔ رکن ترفیل مُتَفَاعِلاتُنْ ایجاد کیا ہے، جس میں الف ساکن کو ساقط کرنے سے مُتَفَا عِلَتُنْ حاصل ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو آہنگ اور عروض) لفظ عُرُوض کا ماخذ کیا ہے اس میں بھی اختلاف رائے ہے۔ مصنفِ زر کامل عیار نے لفظ عروض کو عرض (عرض کرنا) سے ماخوذ قرار دیا ہے اور اسے وَتِدِ کثرت لکھا ہے۔ یعنی "ع" بالفتح (زبر کے ساتھ) رائے (ر) بالضم (پیش کے ساتھ) وَاوْ ساکن اور ضاد موقوف۔ صاحبِ رسالۂ عروض سیفی نے اس کے معنی ہر چیز کا طرف اور کنارہ کشادہ راستہ بادل وغیرہ دیئے ہیں۔ صاحب حدائق البلاغت نے اس کے معنی ستونِ خیمہ لکھے ہیں۔ عروض خانہ کعبہ کا بھی ایک نام ہے۔ اصطلاح عروض میں پہلے مصرعے کے آخری رکن کو عروض کہتے ہیں عروض کے مُرادی معنی، موزوں اور ناموزوں اشعار کو جانچنے اور ان کے معائب و محاسن کو پرکھنے کے ہیں۔ پنڈت رتن پنڈوروی نے رسالۂ عروض سیفی اور صاحب اشعار العجم کے حوالے سے عروض کے معنی ظہور کے لکھے ہیں مصنفِ معیار جمالی شمس فخری نے لکھا ہے کہ "عروض مشتق ہے عارض سے اور عارض وہ شخص ہے کہ لشکر کو بادشاہ پر عرض کرے اور ظاہر ہے کہ شعر کے نیک و بد کا عرض شاعر پر اس علم سے ہوتا ہے۔ ہندی میں عروض کو پنگل گیان کہتے ہیں۔

ایجادِ عروض سے متعلق دو روایتیں عام ہیں۔

(1) صاحب بدیع العروض نے عروض کی ایجاد کا محرک دھوبی کی موگری سے کپڑے دھونے کی آواز کو بتایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس آواز کو سُن کر خلیل بن احمد اُچھل گیا اور اس کے منہ سے نکل پڑا۔ وَاللّٰہُ یُظْھِرُ مِنْ ھٰذَا شَیْءٌ

(2) قواعد العروض کے مصنف قدر بلگرامی نے صاحب بدیع العروض کے قول سے اختلاف کیا ہے کہ موگری کی آواز سے جھنکار نہیں پیدا ہوتی اور اس سے ظرف اور تار کی آواز بھی نہیں آتی۔ قدر بلگرامی لکھتے ہیں کہ ایک دن خلیل بن احمد ٹھیٹھری بازار (برتن بنانے والوں کے بازار) سے گزر رہا تھا کہ طشت پر تھوڑا مارا گیا وہ جھنکار کیا تھا مارے خوشی کے اُچھل پڑا۔ اور بے اختیار اس کے مُنہ سے نکل پڑا۔ وَاللّٰہُ یُظْھِرُ مِنْ شَیْءٍ

علامہ نادم بلخی (ملاحظہ ہو: تفہیم العروض) رقم طراز ہیں کہ خلیل ابن احمد بصری جب حج بیت اللہ شریف کے لئے مکہ شریف گیا تو اس نے خانہ کعبہ میں دعا مانگی کہ اسے کوئی ایسا علم عطا ہو جس کے سبب اس کا نام دنیا میں قائم رہے۔ جب اُس نے اس فن کی بنیاد ڈالی تو اس کا نام بھی عروض رکھا کیوں کہ عروض خانہ کعبہ کا نام بھی ہے۔

عنوان چشتی کا قول ہے کہ قومی زبان اور لوک گیتوں کی دھنوں کے آہنگ سے استفادہ کرنے کے علاوہ غیر ملکی شعری آہنگ کو اپنا کر نئے اوزان وضع کئے جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔

جوہر مراد آبادی بھی موجودہ بحور و اوزان سے مطمئن نہیں (ملاحظہ ہو جواہر البلاغت) وہ لکھتے ہیں کہ "مقررہ بحریں (انیس بحریں اور ان کی فروعات) ہماری موجودہ شاعری کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اور جس طرح شعراء فارس کو جدید بحریں ایجاد کرنی پڑیں ہم کو بھی نئی بحریں ایجاد کرنے کی ضرورت ہے"۔ اردو شاعری میں نئے عروضی تجربے کئے جا رہے ہیں۔ جدید شاعروں نے سرسی چھند، سار گیتگا چھند، اور دوہا چھند میں غزلیں کہی ہیں۔ جناب شارق جمال نے اپنی کتاب "عروض میں نئے اوزان کا وجود" میں عروضی اصولوں کی روشنی میں نئے اوزان وضع کئے ہیں۔ ان اوزان میں شاعروں نے متعدد غزلیں بھی کہی ہیں۔ شارق صاحب کی یہ سعی لائق ستائش تو ہے مگر ان کے ایجاد کردہ بیشتر اوزان شاعری سے زیادہ ذہنی جمناسٹک کے مقتضی ہیں۔

www.urduchannel.in

تلازماتِ شعر

شاعری :- تخیل کی قوت کے بل بوتے پر احساسات ۔ جذبات ۔ نظریات ۔ تاثرات ۔ مشاہدات ۔ واقعات اور واردات کو شعری تلازمات و موزوں الفاظ کے ذریعے بحر و وزن کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنے کا نام ہے ۔

شعر :- لغت میں یہ مصدر ہے جو جاننا یا کسی چیز سے واقف ہونا کے معنی دیتا ہے : مگر شعر عام طور سے مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی "جانی ہوئی چیز"

شاعری کی اصطلاح میں شعر وہ کلام موزوں ہے جس سے پڑھنے یا سُننے والے کے دل میں رنج و مُسرت کی کیفیت پیدا ہو ۔ شعر کے لئے یہ شرط لازمی نہیں کہ وہ قصداً کہا گیا ہو اور اس میں قافیہ بھی ہو کیوں کہ کلامِ موزوں میں خود بخود قصداً کا مطلب پوشیدہ ہے ۔ اور فرد میں قافیہ نہیں ہوتا ۔ نظم و غزل میں قافیے کے ساتھ ردیف کی پابندی عام ہے ۔

مصرع :- لغوی معنے دروازے کا ایک کواڑ ۔ شعر کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں جو دو ارکان سے کم نہ ہو ؎ جیسے ۔

؎ بدنام ہو رہا ہوں ÷ میں صاف گو رہا ہوں
مُستَفعِلُن فَعُولُن ÷ مُستَفعِلُن فَعُولُن

لہٰذا پہلے مصرعے میں دو ارکان (مُستَفعِلُن فَعُولُن) اور دوسرے مصرعے میں یہی دو ارکان ہیں ۔

قافیہ :- قافیے کا مخرج قَفْوٌ ہے جس کے معنی ہیں "پیچھے آنے والا" قافیہ ان حروف کا مجموعہ ہے جو شعر کے اخیر میں یا پھر ردیف سے پہلے آتا ہے ۔ یہ مطلع اور مطلعِ ثانی میں دونوں مصرعوں کے اخیر میں آتا ہے ۔ اور دیگر شعروں میں صرف ثانی مصرعوں میں واقع ہوتا ہے ۔ قوافی کے حروف مختلف الفاظ میں مکرر واقع ہوتے ہیں اور بدلتے رہتے ہیں ۔ الفاظِ قوافی کا معنی کے اعتبار سے مختلف ہونا لازمی ہے ؎ کس کی پھیلی ضیا ÷ جگمگائی فضا ۔

ضیا ۔ اور فضا ۔ مختلف الفاظِ قوافی ہیں جو معنی کے اعتبار سے مختلف اور مکرر واقع ہوئے ہیں ۔ قافیہ کا آخری حرفِ اصلی روی ہوتا ہے جیسے ساحل اور منزل میں "ل" حرفِ روی ہے ۔ مگر ساحلیں اور منزلیں ۔ یا ساحلوں ۔ اور منزلوں میں "ل" روی اور حروفِ اضافت "یں" اور "وں" ہیں ۔

رَدِیف رِدْف کے لغوی معنی "سوار کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص" کے ہیں لیکن اصطلاح میں ردیف وہ کلمہ ہے جو تلفظ میں مستقل ہو اور قافیہ کے بعد ایک معنی میں مکرر آئے ۔

؎ سب کے ہونٹوں پہ مسرت کے ترانے ڈھونڈوں
جو پلٹ کر نہیں آتے وہ زمانے ڈھونڈوں

اس شعر میں "ڈھونڈوں" وہ کلمہ ہے جو تلفظ میں مستقل اور قافیے "ترانے" اور "زمانے" کے بعد ایک ہی معنی میں دونوں مرتبہ آیا ہے ۔

مطلع ، مطلعِ ثانی ، زیبِ مطلع اور حسنِ مطلع

مطلع :- دو موزوں مصرعوں کا مجموعہ ہے جو بحر و وزن اور ارکان کے اعتبار سے یکسانیت رکھنے کے علاوہ ہم قافیہ یا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے غزل اور

www.urduchannel.in

قصیدے کا پہلا شعر عام طور سے مطلع ہوتا ہے۔

میرائیں ہو نہیں سکتا مرے اندر تقسیم
قطرہ قطرہ کہیں ہوتا ہے سمندر تقسیم
(ظہیر غازی پوری)

جدید شاعر مطلع میں بھی اپنا تخلص لاتے ہیں۔

میں اک سیاہ خواب کا انور ہدف سا تھا
یا خود تمہارا شہر ہی غارِ کہف سا تھا
(انور مینائی)

حسنِ مطلع کے متعلق مختلف لوگوں کی مختلف آرا

(1) ایک مطلع کے بعد دوسرا مطلع آئے تو اسے حسنِ مطلع کہتے ہیں۔
(ڈاکٹر گیان چند)

(2) دوسرے مطلع کو مطلع ثانی، تیسرے کو مطلع ثالث.... الخ۔ کہیں گے۔ حسنِ مطلع صرف اس شعر کو کہتے ہیں جو مطلع یا مطلعوں کے بعد آئے اور جس کے پہلے مصرع میں قافیہ نہ ہو (شمس الرحمٰن فاروقی)

(3) حسنِ مطلع غزل کے دوسرے شعر کو کہتے ہیں، اس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو کر نہ ہو۔ (آنند نارائن ملا)

(4) مطلع کے بعد کا شعر اگر مطلع ہے تو اسے مطلع ثانی کہتے ہیں لیکن اگر مطلع نہیں ہے تو اسے حسنِ مطلع، (ڈاکٹر سید رفیق حسین)

(5) مطلعِ ثانی کو زیبِ مطلع بھی کہتے ہیں۔ غزل میں مطلع کے بعد اگر دوسرا شعر بھی ہم قافیہ مصرعوں پر مشتمل ہو تو اسے مطلع ثانی کہا جاتا ہے۔
(شمیم احمد)

مذکورۂ بالا سطور سے دو نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

(الف) حسنِ مطلع مطلع کے بعد کا مطلع ہے۔ اسے زیبِ مطلع اور مطلعِ ثانی بھی کہتے ہیں۔ (ب) حسنِ مطلع مطلع کے بعد کا شعر ہے جس کے پہلے مصرعے میں قافیہ نہ ہو۔ یہ مطلعوں کے بعد آنے والا شعر بھی ہوتا ہے جس کے پہلے مصرعے میں قافیہ نہ ہو۔

1) اندھیرا کیسے بھلا نور کی قبا دے گا
جو خود ہے غیر کا محتاج ہم کو کیا دے گا

2) زمانہ جرأتِ حق گوئی کی سزا دے گا
کبھی صلیب کبھی دار پر چڑھا دے گا

3) جو روشنی کی طلب ہو تو خون اپنا جلا
ترا دیا نہ کوئی دوسرا جلا دے گا
(ناوک حمزہ پوری)

پہلا شعر مطلع ہے دوسرا شعر زیبِ مطلع، مطلعِ ثانی اور حسنِ مطلع بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور تیسرا شعر حسنِ مطلع بھی ہو سکتا ہے۔

مقطع :- کلام موزوں (خصوصاً غزل) جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔

تمام عمر کٹی کاوشوں میں کاوش کی
جیا تو خاک جیا مر گیا تو خواب ہوا
(کاوش بدری)

شاعر کبھی کبھی مقطعے میں اپنے تخلص کے معنی کی رعایت سے کام لیتا ہے۔

کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں
اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں
(داغ)

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

www.urduchannel.in

دونوں مقطعوں میں خوبی یہ ہے کہ شاعر کی ذات اور اس کے معنی بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ عام معنی ظاہر ہوں اور شاعر کی ذات مراد نہ لی جائے تو یہ مقطع کا عیب ہوگا۔

جیسے ؎ برسوں کی ایک دم میں رفاقت جو چھوڑ دے
کیا ایسی زندگی کا بھروسہ کرے کوئی (مرزا رفاقت)

اجزائے شعر :- شعر کے اجزاء ارکان کہلاتے ہیں۔ ارکان شعر کے اوزان ہوتے ہیں۔ مصرعے کے ابتدائی رکن کو صدر اور آخری رکن کو عروض کہتے ہیں۔ دوسرے مصرعے کا ابتدائی رکن ابتداء اور آخری رکن ضرب کہلاتا ہے۔ دونوں مصرعوں کے درمیانی ارکان حشوین کہلاتے ہیں۔ مربع بحر میں حشو نہیں ہوتا۔ مسدس بحر کے مصرعے میں ایک حشو، مثمن میں دو، دوازدہ (بارہ رکنی) میں چار اور شانزدہ (سولہ رکنی) میں چھ حشوین ہوتے ہیں۔

مربع بحر :-

فَعُوْلُنْ	نَعُوْلُنْ	نَعُوْلُنْ	فَعُوْلُنْ
صدر	عروض	ابتداء	ضرب

مسدس بحر :-

فعولن فعولن	فعولن	فعولن فعولن	فعولن
صدر حشو	عروض	ابتداء حشو	ضرب

مثمن بحر :-

فعولن	فعولن فعولن	فعولن	فعولن فعولن	فعولن	فعولن فعولن	فعولن
صدر	حشوین	عروض	ابتداء حشوین			ضرب

دوازدہ رکنی (بارہ رکنی)

فعولن	فعولن فعولن فعولن فعولن	فعولن
صدر	حشوین	عروض
فعولن	فعولن فعولن فعولن فعولن	فعولن
ابتدا	حشوین	ضرب

شانزدہ رکنی (سولہ رکنی)

فعولن	فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن	فعولن
صدر	حشوین	ضرب

فعولن	فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن	فعولن
ابتدا	حشوین	ضرب

وزن : لغت میں کسی چیز کے تولنے کو کہتے ہیں۔ اور عروض کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کو وزن کہتے ہیں۔ ارکان اس ترازو کے باٹ ہیں۔ ارکان کو افاعیل اور تفاعیل کہتے ہیں۔

بحر :- ان ارکان کا مجموعہ ہے جن پر شعر کو تولا جاتا ہے۔ بحر کی اک تعریف یہ بھی ہے کہ بحر وہ وزن شعر ہے جو ارکان کی تکرار یا ترتیب کے ذریعے کسی دائرے کے تحت ہو۔

رکن :- بحر جن ٹکڑوں سے بنتی ہے اُن کو ارکان کہتے ہیں۔ رکن بحر کا اک حصہ ہے۔ ارکان کو افاعیل، تفاعیل یا اوزان بھی کہتے ہیں۔

کلام موزوں :- اس کلام کو کہتے ہیں جس سے ارکان شعر اور ان کے حرکات وسکنات یکساں ہوں۔ یعنی شعر کے دونوں مصرعے ارکان اور حرکات وسکنات (زیر، زبر، پیش، جزم وغیرہ) کے اعتبار سے برابر ہوں۔ اگر ایک مصرعے میں چار رکن ؎ (فعولن فعولن فعولن فعولن) ہوں تو دوسرے مصرعے میں بھی یہی چار رکن ہوں گے۔

کلمہ اور حرف :- فن عروض میں حروف کے مجموعے کا نام کلمہ ہے۔ تنہا کسی حرف کو کلمہ نہیں کہتے۔ حروف تین طرح کے ہوتے ہیں۔ متحرک، ساکن اور مشدد۔

حرف متحرک :- وہ حرف ہے جس پر اعراب (زیر، زبر، پیش وغیرہ) میں سے کوئی ایک ہو۔ جیسے "دل" کے "د" پر پیش "تم" کے "ت" پر زبر اور "کل" کے "ک" پر پیش۔ زبر کو فتح اور اس کے حرف کو مفتوح، زیر کو

www.urduchannel.in

کسر اور اس کے حرف کو مکسور اور پیش کو ضمہ اور اس کے حرف کو مضموم کہتے ہیں۔

حرفِ ساکن :- جس حرف پر زبر زیر پیش میں سے کوئی بھی نہ ہو وہ حرف ساکن ہوتا ہے۔ ساکن کی علامت جزم (ْ) ہے جس حرف پر جزم ہو اُسے مجزوم کہتے ہیں۔ لفظ عَمْ میں میم مجزوم ہے۔ عربی اور فارسی میں کوئی بھی لفظ حرفِ ساکن سے شروع نہیں ہوتا۔ جیسے لفظ اللہ (عربی) الف سے نہیں ہے۔ بلکہ ءَ سے ہے۔ تلفظ کی سہولت کے طور پر اسے ہم نے الف بنالیا ہے۔ انگریزی اور ہندی میں حرف ساکن سے شروع ہونے والے الفاظ موجود ہیں۔ مثلاً PSYCHOLOGY میں 'P' ساکن ہے پریم प्रेम اور کیا क्या میں بولتے وقت ساکن حرف متحرک اور متحرک حرف ساقط ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کیا 'کا' کے وزن پر اور 'پریم' 'پیم' کے وزن پر موزوں ہے۔ یعنی 'پ' اور 'ک' جو ساکن ہیں متحرک ہو جاتے ہیں 'ر' اور 'ے' جو ساکن ہیں ساقط ہو جاتے ہیں۔

مشدّد :- تشدید کے ساتھ آنے والے حروف مشدّد ہوتے ہیں۔ جیسے شدّت معمّر۔ یہاں دال اور میم دو مرتبہ پڑھے جائیں گے۔

شدّت = شِ + دْ + دَ + تْ، اور معمّر = مُ + عَ + مْ + مَ + رْ

موقوف :- تین حروف والے الفاظ میں وہ حرف ہے جو ساکن حرف کے بعد آئے۔ مثلاً 'شرط' اور 'زور' میں 'ط' اور 'ر' موقوف ہیں۔ حروف وقف دو اور تین بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے "دوست" اور "راست" میں دونوں آخری حروف موقوف ہیں۔ 'راشٹر' اور 'شاستر' میں آخری تینوں حروف موقوف ہیں۔ عربی میں ایک حرف، فارسی میں دو، ہندی اور انگریزی میں تین حروف موقوف ہوتے ہیں۔

اجزائے رکن :- جن ٹکڑوں سے رکن بنتا ہے انہیں اجزائے رکن کہتے ہیں۔

عروضیوں نے حرکات و سکنات کی تقسیم اس طرح کی ہے۔ (1) سببِ خفیف (2) سببِ ثقیل (3) وتدِ مجموع (4) وتدِ موقوف (5) وتدِ مفروق (6) فاصلۂ صغریٰ (7) فاصلۂ کبریٰ۔

سببِ خفیف :- وہ دو حرفی لفظ جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے۔ کَبْ۔ ہَمْ۔ جَلْ وغیرہ۔ ہندی عروض میں اسے گرو یعنی بڑا رکنیہ کہتے ہیں۔

سببِ ثقیل :- وہ دو حرفی لفظ جن کے دونوں حروف متحرک ہوں۔ ہندی میں متحرک حرف کو لگھو کہتے ہیں۔ دو لگھو مل کر ایک سببِ ثقیل بنتا ہے۔ جیسے۔ رگ جان' اور غم یار' ان دونوں ترکیبوں میں پہلے دو حروف متحرک ہیں نیز "رگ" اور "غم" دو لگھو یعنی سببِ ثقیل ہیں۔

وتدِ مجموع :- تین حروف والے لفظ کو وتد کہتے ہیں۔ وہ سہ حرفی لفظ جس کے پہلے دو حروف متحرک ہوں اور تیسرا حرف ساکن۔ جیسے نَظَرْ۔ بَھَرْمْ۔ ہَوَاْ۔ وغیرہ

وتدِ مفروق :- وہ سہ حرفی لفظ ہے جس کا درمیانی حرف ساکن ہو باقی دونوں طرف کے حروف متحرک ہوں جیسے۔ خاکِ چمن دردِ دل 'خاک' میں درمیانی الف ساکن اور 'دردِ' میں 'ر' ساکن ہے۔ اُردو میں وتدِ مفروق ہمیشہ اضافتوں کے ساتھ آتا ہے۔ وتدِ مفروق جب مصرعے کے صدور ابتدا یا حشوین میں آئے گا تو اپنی اصلی حالت میں ہوگا۔ مگر مصرعے کے آخر یعنی عَروض و ضرب میں آئے گا تو اس کا آخری حرف ساکن ہو کر وتدِ موقوف ہو جائے گا۔ کیوں کہ مصرعے میں کوئی بھی لفظ حرفِ متحرک پر ختم نہیں ہوتا۔

وتدِ موقوف :- ہمیشہ اضافی ترکیب میں آتا ہے۔ اور اضافت کا دوسرا

www.urduchannel.in

لفظ ہوتا ہے۔ اس کا پہلا حرف متحرک اور باقی دو حروف ساکن ہوتے ہیں چونکہ آخری حرف وقف ہوتا ہے اس لئے اسے وتدِ موقوف کہتے ہیں جیسے شہر دَرْدْ خوفِ قتْلْ وغیرہ۔

فاصلۂ صغریٰ:- چار حرفی لفظ ہے۔ جس کے پہلے تین حروف متحرک اور چوتھا حرف ساکن ہو۔ یہ چاروں حروف ملفوظی ہیں۔ اسے فاصلۂ صوت بھی کہتے ہیں جیسے حَرَکت۔ بَرَکت وغیرہ۔

فاصلۂ کبریٰ:- پانچ حرفی لفظ ہے جس کے پہلے چار حرف متحرک اور پانچواں حرف ساکن ہو۔ جیسے۔ حَرَکَتیں۔ بَرَکَتیں۔ وغیرہ۔ اُردو اضافتوں میں اس کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ جیسے طَرَبِ محفل۔ شَفَقِ شام وغیرہ۔ اسے فاصلۂ ضبط بھی کہتے ہیں فاصلۂ صغریٰ عربی الفاظ سے مخصوص ہے۔

سالم ارکان

سالم ارکان تعداد میں دس ہیں۔ یہ ارکان دو قسم کے ہیں (الف) پانچ حرفی (ب) سات حرفی۔

پانچ حرفی ارکان:- (یعنی خماسی) (1) فَعُولُنْ (2) فَاعِلُنْ

سات حرفی ارکان:- (یعنی سباعی) (1) مَفَاعِیْ لُنْ (2) مُسْ تَفْ عِلُنْ (3) فَاعِلَاتُنْ (4) فَاعِ لَاتُنْ (5) مَفْعُولَاتُ (6) مُسْ تَفْعِ لُنْ (7) مَفَاعِلَتُنْ (8) مُتَفَاعِلُنْ۔

مجموعی ارکان:- وتدِ مجموع والے ارکان مجموعی ہوتے ہیں۔ فَاعِ لَاتُنْ اور مُسْ تَفْعِ لُنْ کے علاوہ تمام ارکان مجموعی ہیں جیسے فَعُولُنْ میں فَعُوْ اور فَاعِلُنْ میں عِلُنْ وتدِ مجموع ہیں۔

مفروقی ارکان:- وتدِ مفروق والے ارکان مفروقی ہوتے ہیں۔ فَاعِ لَاتُنْ اور مُسْ تَفْعِ لُنْ، مفروقی ہیں۔ کیوں کہ فَاعِ اور تَفْعِ وتدِ مفروق ہیں۔

مجموعی اور مفروقی ارکان کا فرق صرف حرکات و سکنات کے اعتبار سے ہے ورنہ عملی طور پر ان میں کوئی فرق نہیں۔

www.urduchannel.in

سالم مجموعی ارکان کے اوزان پر الفاظ

(1)

فَعُولُنْ	فَعُو (وتدِ مجموع)	لُنْ (سببِ خفیف)
اشارے	اِشا	رے
سیاست	سِیا	سَت
تمنا	ثَمَن	نا

(2)

فَاعِلُنْ	فا (سببِ خفیف)	عِلُنْ (وتدِ مجموع)
شاعری	شا	عِری
التجا	اِلْ	تجا
سانحے	سا	نحے

(3)

مَفَاعِی لُنْ	مَفَا (وتدِ مجموع)	عِیْ (سببِ خفیف)	لُنْ سببِ خفیف
پریشانی	پری	شا	نی
اداکاری	ادا	کا	ری
مٹادینا	مٹا	دے	نا

(4)

مُسْ تَفْ عِلُنْ	مُسْ (سببِ خفیف)	تَفْ (سببِ خفیف)	عِلُنْ (وتدِ مجموع)
جادُوگری	جا	دُو	گری
دیکھا ہوا	دے	کھا	ہوا
کس کے لئے	کس	کے	لئے

(5)

فَاْعِلَاْ تُنْ	فَاْ (سببِ خفیف)	عِلَاْ (وتدِ مجموع)	تُنْ (سببِ خفیف)
خوبصورت)	خو	بَصُوْ	رت
زندگانی	زِن	دَگَاْ	نی
مسکرادے	مُس	کُرَا	دے

(6)

مُتَفَاْعِلُنْ	مُتَفَاْ (فاصلۂ صغریٰ)	عِلُنْ (وتدِ مجموع)
بَرکت اُڑی	بَرکت	اُڑی
وہ چلا گیا	وہ چلا	گیا
نہ کرو ستم	نہ کرو	سِتَم

www.urduchannel.in

(7)

مَفَاعِلَتُنْ	مَفَا (وتدِ مجموعی)	عِلَتُنْ (فاصلہ صغریٰ)
شہیدِ وطن	شہی	دِ وطَنْ
نگاہِ کرم	نِگا	ہِ کرم

(8)

مَفْعُولَاتُ	مَفْ	عُو	لَاتُ
ہم نے پایا	ہم	نے	پایا
شب کا نوحہ	شب	کا	نوحہ

بحریں

سالم بحر:- وہ بحر جس کے ارکان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی نہ ہو۔
مثلاً۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن ۔ (بحر متدارک مثمن سالم)

مزاحف بحر:- وہ بحر جس کے ارکان پر زحافات کے عمل سے کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو۔
مثلاً: مَفْعُولُ فَاعِلَاتُ مفاعیلُ فاعلن (بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مکفوف محذوف)

مرکب بحر:- وہ بحر ہے جو دو سالم ارکان کے اجتماع سے بنتی ہے۔
مثلاً: فَاعِلَاتُنْ فَاعِلُنْ۔ فاعلاتن فاعلن (بحر مدید مثمن سالم)

بحر مربع:- وہ بحر جس میں چار رکن فی شعر ہوں۔ یعنی ہر مصرع میں دو رکن آئیں: جیسے۔ مُتَفَاعِلُنْ متفاعلن (بحر کامل مربع سالم)
اس بحر میں صدر و ابتدا اور عروض و ضرب تو ہوتے ہیں مگر حشو نہیں آتا۔ یہ بحر۔

سالم۔ مرکب اور مزاحف بھی ہو سکتی ہے۔

بحر مسدس:- وہ بحر ہے جس کے ہر شعر میں چھ رکن یعنی ہر مصرع میں تین رکن ہوں۔ سالم۔ مرکب اور مزاحف بحریں مسدس ہوتی ہیں۔
مثلاً۔ مَفَاعِیلن مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِیلُنْ (بحر ہزج)

بحر مثمن:- وہ بحر جس کے ہر شعر میں آٹھ ارکان یعنی ہر مصرع میں چار ارکان ہوں۔ سالم۔ مرکب اور مزاحف بحریں مثمن ارکان والی ہوتی ہیں۔
مثلاً۔ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلُنْ (بحر رمل مثمن محذوف)

نوٹ: اب اُردو میں مثنیٰ بحریں بھی استعمال کی جا رہی ہیں مثلاً (فی مصرع ایک رکن)

۱۔ جو ردیف تھی ÷ وہ غزل ہوئی
۲۔ تری خامشی ÷ ہے جواب سی
۳۔ مرے خواب کو ÷ نہ دے آگہی
۴۔ کوئی حادثہ ÷ نہیں خودکشی
(تسلیم نیازی)

سات مُفرّد بحریں

(1) بحر ہزج مثمن سالم:- وزن:- مَفَاعِی لُنْ مَفَاعِی لُنْ مَفَاعِی لُنْ مَفَاعِی لُنْ
(2) بحر رجز مثمن سالم:- وزن:- مُسْ تَفْ عِلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ
(3) بحر رمل مثمن سالم:- وزن:- فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ
(4) بحر متقارب مثمن سالم:- وزن:- فَعُولُن فَعُولُن فَعُولُن
(5) بحر کامل مثمن سالم:- وزن:- مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ
(6) بحر وافر مثمن سالم:- وزن:- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ
(7) بحر متدارک مثمن سالم:- وزن:- فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ

www.urduchannel.in

بارہ مرکّب بحریں

1). بحرِ طویل مثمن سالم :۔ وزن :۔ فَعُولُنْ مَفَاعِی لُنْ فَعُولُنْ مَفَاعِی لُنْ

2). بحرِ عریض مثمن سالم :۔ وزن :۔ مَفَاعِی لُنْ فَعُولُنْ مَفَاعِی لُنْ فَعُولُنْ

3). بحرِ مدید مثمن سالم :۔ وزن :۔ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلُنْ

4). بحرِ عمیق مثمن سالم :۔ وزن :۔ فَاعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ فاعلن فاعلاتن

5). بحرِ بسیط مثمن سالم :۔ وزن :۔ مُسْ تَفْ عِلُنْ فَاعِلُنْ مس تف علن فاعلن

6). بحرِ وسیع مثمن سالم :۔ وزن :۔ فَاعِلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ فَاعِلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ

7). بحرِ مضارع مثمن سالم :۔ وزن :۔ مَفَاعِی لُنْ فَاعِلَاتُنْ مَفَاعِی لن فَاعِلَاتُنْ

8). بحرِ مشاکل مثمن سالم :۔ وزن :۔ فَاعِلَاتُنْ مَفَاعِی لُنْ فَاعلاتن مفاعی لن

(بحرِ مضارع اور بحرِ مشاکل میں فَاعِلَاتُنْ منفصل رکن ہے۔ طالبوں کی آسانی کے لئے اسے متصل لکھا ہے۔ حالاں کہ عملی طور پر منفصل اور متصل ارکان میں کوئی فرق نہیں)

9). بحرِ مُقْتَضَب مثمن سالم :۔ وزن :۔ مَفْعُولَاتُ مُسْتَفْ عِلُنْ مَفْعُولَاتُ مُسْ تَفْ عِلُنْ۔

10). بحرِ مُنْسَرِح مثمن سالم ؛ وزن : مُسْ تَفْ عِلُنْ مَفْعُولَاتُ مس تف علن مفعولات

11). بحرِ خفیف مثمن سالم ؛ وزن : فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فاعلاتن مُسْتَفْعِلُنْ

12). بحرِ مُجْتَثّ مثمن سالم ؛ وزن : مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتن مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ

(بحرِ خفیف اور بحرِ مُجْتَثّ میں منفصل رکنِ مستفع لن کو مُسْتَفْعِلُنْ (متصل) لکھا گیا ہے)

دوراجِ مسدّس بحریں

13). بحرِ قریب مسدّس سالم ؛ مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن

14). بحرِ مشاکل مسدّس سالم : فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن

(نوٹ :۔ اگلے صفحہ میں "تقطیع کے اصول و ضوابط" کے تحت "تقطیع" کی تعریف شمار کی جائے)

(تقطیع) تقطیع علمِ عروض کا اک اہم اصول ہے۔ شعر کے اجزاء کو بحر کے ارکان پر تولنے یا وزن کرنے کو تقطیع کہتے ہیں۔ تقطیع کے لغوی معنی ہیں، ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ شعر کا وزن کرنے کے لئے الفاظ کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں۔

www.urduchannel.in

تقطیع کے اُصول وضوابط

حرُوف کی اقسام

حروف کی تین قسمیں ہیں۔

(1) **مکتوبی غیر ملفوظی:۔** مکتوبی حروف وہ ہیں جو لکھے جائیں اور جو زبان سے ادا ہوں وہ ملفوظی ہیں۔ مکتوبی غیر ملفوظی حروف لکھے جاتے ہیں لیکن پڑھنے اور بولنے میں نہیں آتے۔ تقطیع میں ان کا شمار نہیں ہوتا۔

(2) **ملفوظی ومکتوبی:۔** جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں وہ لکھنے میں بھی آئیں ـــ اکثر یہی الفاظ لکھنے اور پڑھنے میں آتے ہیں۔ تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

(3) **ملفوظی غیر مکتوبی:۔** وہ الفاظ بولنے اور پڑھنے میں آئیں مگر لکھنے میں نہ آئیں۔ ان کا تقطیع میں شمار ہوتا ہے۔

مکتوبی غیر ملفوظی .. ہائے مختفی:۔ وہ "ہ" (ہائے ہوّز) جو لفظ کے آخر میں اپنے سے پہلے حروف کی حرکت ظاہر کرتی ہے۔ "ہائے ہوّز" کہلاتی ہے۔ جیسے نامہ۔ پرانہ نغمہ وغیرہ کی "ہ" گر جاتی ہے۔ اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتی۔ مگر جب کھینچ کر پڑھی جاتی ہے تو الف ساکن یا "ے" کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ جیسے نامہ = ناما، اور دیوانہ = دیوانا وغیرہ انہیں تقطیع میں شمار کیا جاتا ہے۔

واؤ معدولہ:۔ وہ واؤ جو لکھی جائے مگر پڑھی نہ جائے معدولہ کہلاتی ہے اور تقطیع میں شمار نہیں کی جاتی۔ مثلاً۔ خواب۔ خوش۔ خورشید۔ خوُر۔ وغیرہ کی واؤ ساقط کبھی جاتی ہے خواب بروزن خاب۔ خوش

بروزن خُش۔ خورشید بروزن خُرشید اور خور بروزن خُر شامل کئے جاتے ہیں۔

واؤ معطوفہ:۔ وہ واؤ جو دو کلموں یا جملوں کو ملائے۔ یہ واؤ بامعنی ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (1) واؤ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر ہلکا سا پیش ظاہر کرتا ہے۔ جیسے جسم وجاں، جسمُ جاں۔ جان ومال، جانُ۔ مال وغیرہ (2) واؤ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر پیش کھل کر ظاہر کرتا ہے جیسے۔ لطف وکرم = لطفوکرم۔ خواب وخیال = خوابوخیال وغیرہ عربی الفاظ کے درمیان واو ہمیشہ بالفتح (زبر کے ساتھ) ہوتا ہے جیسے مَنّ وسلویٰ۔ وغیرہ

عربی الفاظ: عربی الفاظ کا وہ الف جو لکھنے میں آئے اور پڑھا نہ جائے تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔ جیسے۔ بالکل = بلکُل۔ انا الحق = اَنلحق۔ بالفرض = بلفرض وغیرہ۔ عربی کا وہ "الف لام" جو لکھنے میں آئے اور پڑھا نہ جائے تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔ جیسے۔ بالفرض = بلفرُض۔ وغیرہ عربی الفاظ کی "ی" اور "الف" جو لکھنے میں آتے ہیں لیکن پڑھنے میں نہیں آتے تقطیع میں شمار نہیں ہوتے۔ مثلاً فی الوقت = فلوقت۔ فی الحال = فلحال وغیرہ۔ عربی الفاظ کی تنوین (دو زیر۔ دو زبر اور دو پیش) کو دو حرفی سمجھا جاتا ہے اور آخری حرف جس پر تنوین ہو ساکن ہوجاتا ہے۔ جیسے۔ انتقاماً = انتقامن۔ معاً = معن۔ فوراً = فورن وغیرہ۔

ہائے مخلوط:۔ وہ دوچشمی "ھ" جو کسی حرف سے مرکب ہوکر آئے اپنے سے قبل حرف میں ضم ہوجاتی ہے۔ اور وہ مخلوط لفظ ایک حرفی شمار کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ تمہارا۔ تمارا۔ دلہن = دُلن۔ گھر = گر۔ کوڑھ = کوڑ دودھ = دُود۔ رتھ = رَت۔ جھانجھ = جانج۔ وغیرہ

یائے مخلوط:۔ وہ "ی" جو کسی حرف کی آواز میں مرکب ہوتی ہے، تقطیع میں شمار

www.urduchannel.in

نہیں کی جاتی۔ جیسے۔ کیا = کا۔کیوں۔کو پیار = پار۔ وغیرہ

نون مخلوط : وہ نون جو کسی آواز میں مرکب ہو یا اپنے سے پہلے حرف کی آواز میں مرکب ہو۔ جیسے بھنور = بھوَرْ ۔ سنور = سوَر مگر رنگ۔ بھنگ۔ چنگ۔ جنگ وغیرہ کا نون مخلوط تقطیع میں شمار ہوتا ہے۔

حروفِ علت کے بعد آنے والا نون : حروفِ علت ۔ا۔و۔اور ی کے بعد آنے والا نون تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔ جیسے۔گونگا = گُوگا۔ بانس = باس ۔ جھونکا = جَوکا۔ وغیرہ

نون غنہ کا میم ہونا : وہ عربی الفاظ کا نون جو متحرک "ب" سے پہلے آئے میم میں بدل جاتا ہے جیسے۔ انبساط = امبِساط۔ منبر = ممبر۔ انبیاء = امبیا۔ وغیرہ۔

فارسی اور عربی کے حروفِ علت (ا۔و۔ی) اصولاً ساقط نہیں کئے جاتے۔ مگر جدید نسل کے بیشتر شعراء انہیں ساقط کرتے ہیں۔ جیسے تنہائی رعنائی۔ زیبائی رسوائی۔ بروزن مفعولن ہے۔ مگر انہیں بروزن مفعولُ (جیسے تنہاء، مفعولُ) استعمال کیا جانے لگا ہے۔ حالاں کہ معتبر شعراء اب بھی عربی و فارسی الاصل الفاظ سے حرف علت کے سقوط کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

ملفوظی غیر مکتوبی : وہ حروف جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں اور لکھنے میں نہ آئیں تقطیع میں شمار کئے جاتے ہیں۔

(۱) **مشدّد :** تشدید والے حروف ایک دفعہ لکھے جاتے ہیں اور دو دفعہ پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے۔ شدّت = شِدْ + دَتْ۔ (دال پہلے ساکن پھر متحرک ہے) دال تقطیع میں دو بار شمار کیا جاتا ہے۔

الف ممدودہ : مد والے الف کو الف ممدودہ کہتے ہیں جو ایک دفعہ لکھا جاتا ہے اور

دو دفعہ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے آدمی، آ + اُ + دَ + می آج = اَ + اُ + جْ وغیرہ۔ یہ الف تقطیع میں دو مرتبہ شمار کیا جاتا ہے۔

الف مقصورہ : وہ الف جو کھڑا زبر کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ تقطیع میں ایک حرف شمار ہوتا ہے۔ یہ عربی الفاظ سے مخصوص ہے۔ جیسے علیٰ۔ معنیٰ۔ الٰہی وغیرہ۔ علیٰ = علیا۔ معنیٰ = معنا۔

اضافت یائے باطنی : علامتِ اضافت زیر جب کھینچ کر پڑھی جائے تو وہ "نے" ہو جاتی ہے اور تقطیع میں اک حرف شمار ہوتی ہے۔ زخمِ دل = زخمے دل۔ بہارِ چمن = بہارے چمن وغیرہ اگر اضافت کو خفیف تلفظ سے پڑھا جائے تو وہ تقطیع میں شمار نہیں ہوتی۔ جیسے بزمِ وفا = مُفتَعِلُن۔ داغِ دل = فاعلن وغیرہ

ہمزہ واؤ : جس واؤ پر ہمزہ ہوتا ہے وہ دو حرفی شمار ہوتا ہے پہلے "مُ" متحرک پھر ساکن۔ جیسے۔ ماؤف = ما + وُ + وْ + ف طاؤس = طا + وُ + وْ + س۔ وغیرہ۔ مگر ہندی الفاظ میں ہمزہ ساقط بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ گھاؤ۔ الاؤ۔ تاؤ وغیرہ میں ہمزہ ساقط ہو جاتا ہے اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ان الفاظ میں واؤ پر ہمزہ ہے ہی نہیں اور واؤ تقطیع میں اک حرفی شمار ہوتا ہے۔ جیسے گھاؤ = فاعْ۔ الاؤ = مَفْعُولْ۔ ناؤ = فاعْ۔

ہمزہ 'ی' جس 'ی' پر ہمزہ ہوتا ہے۔ وہ تقطیع میں دو حرفی شمار ہوتا ہے۔ جیسے۔ کئی = کِ + یِ + ئی۔ (پہلی 'ی' متحرک اور دوسری ساکن) نئی وغیرہ۔ ضرورتِ شعری کے تحت دونوں 'ی' (یائے) یا صرف ایک متحرک 'ی' ساقط کئے جاتے ہیں۔ جیسے کئی = کی، یا۔ کئی = کِ شمار کی جاتی ہے۔

www.urduchannel.in

حروف علت کا عمل

واؤ علت، واؤ مجہول ہندی: وہ واؤ جس پر ہلکا پیش یا زبر ہو اسے ضرورت شعری کی بنا پر گرایا جاسکتا ہے۔ جیسے۔ جو۔ تو۔ سو۔ کو۔ چلو۔ بڑھو۔ وغیرہ کی واؤ۔ تو: تُ۔ سو: سُ وغیرہ۔

واؤ معروف ہندی وہ واؤ ہندی جس سے پہلے حرف پر پیش ہو اور جو کھل کر پڑھی جائے اور بولی جائے۔ ضرورت شعری کے تحت گرائی جاتی ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔ جیسے تُو۔ لٹّو۔ ٹٹّو۔ گھریلو یعنی تُو: تُ۔ لٹّو: لٹّ

الفِ علّت (۱) الفِ وصل:- وہ الف جو کسی لفظ کے شروع میں ہو۔ اور وہ مصرع کا پہلا لفظ نہ ہو بلکہ درمیان میں کسی جگہ ہو، اور اس سے پہلے ساکن حرف ہو، وہ الف اپنی حرکت اپنے سے پہلے ساکن حرف کو دے کر گر جاتا ہے۔ جیسے سَبْ اَپنے: سَبَ پنے۔ الف متحرک ساقط ہوگیا اور اپنی حرکت (زبر) اپنے سے پہلے حرف 'ب' کو دے گیا اور 'بَ' متحرک ہوگیا۔

الفِ آخرِ اسمِ ہندی اور الفِ آخرِ فعلِ ہندی:- وہ الف جو ہندی الفاظ کے آخر میں آتا ہے۔ ضرورۃً گرایا جاتا ہے۔ جیسے ہَوَا: ہَوْ، فضا: فَضْ۔ میرا: مَیْرَ وغیرہ۔ وہ الف جو ہندی الفاظ کے آخر میں آتا ہے، گرایا جاسکتا ہے۔ جیسے۔ چلتا۔ دیتا آتا۔ کھاتا وغیرہ کا الف۔

یائے درمیانی ہندی: وہ یائے معروف ومجہول جو ہندی الفاظ کے درمیان میں آتی ہے، ضرورۃً گرائی جاسکتی ہے۔ جیسے۔ میں: مے۔ ہیں: ہی۔ تمہیں: تُم، وہیں: وہی۔ کریں: کرے۔ وغیرہ نون غنہ حسبِ قاعدہ گر جاتا ہے۔

علاماتِ جمع

علامتِ جمع کی "ے": ہندی اسماء کی جمع کی "ے" ضرورۃً گرائی جاسکتی ہے۔ مثلاً لڑکے۔ گھوڑے۔ وغیرہ کی "ے" کی گری ہوئی صورت: لڑکْ۔ گھوڑْ ہوگی۔

علامتِ جمع 'یْ' اور 'نْ': ہندی قاعدے سے بنائی ہوئی جمع کے ی۔ ن۔ بھی گرائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً آنکھیں: آکْ۔ نظریں: نظرْ۔ غزلیں: غزلْ وغیرہ۔

علامتِ جمع کے 'وْ' اور 'نْ': ہندی قاعدے سے بنی ہوئی جمع کے و۔ ن بھی گرائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً: آنکھوں۔ نظروں۔ غزلوں وغیرہ کے و۔ ن۔ نظروں: نظر۔ غزلوں: غزل۔ آنکھوں: آکْ۔ وغیرہ

ہائے ہوّز: یہاں۔ وہاں۔ آپ ہی۔ تم ہی وغیرہ کی ہائے ہوّز گرائی جاسکتی ہے۔ اس طرح یہاں: یاں۔ وہاں: واں اور آپ ہی: آپی حاصل ہوتے ہیں۔

دو ساکن اور تین ساکن حروف: جب کسی لفظ میں دو ساکن حرف یکے بعد دیگرے واقع ہوں تو دوسرا حرف متحرک ہوجاتا ہے۔ جیسے زَخْم: زَخَم۔ رَنْج: رَنَج۔ وغیرہ۔ جب تین ساکن حروف ایک جگہ جمع ہوں تو دوسرا ساکن متحرک ہوجاتا، اور تیسرا ساکن گر جاتا ہے۔ مثلاً۔ دَوْسْت: دَوَسْت

www.urduchannel.in

دَوْس۔ راست، رَاس وغیرہ۔

متحرک کا ساکن ہونا: بعض جگہ ضرورتِ شعری کی بنا پر متحرک حرف کو ساکن کر دیا جاتا ہے۔ اور ساکن حرف کو متحرک۔ مثلاً۔ ؎ تم نے بات نہ مانی میری اس مصرع میں بات کا ت دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہے اور نہ کا نون جو متحرک ہے اسے ساکن کر لیا گیا۔ تقطیع کے اجزا یوں ہوں گے۔ تم نے۔ فعلن۔ باتن۔ فعلن۔ مَانی۔ فعلن میَیری۔ فعلن

یائے مجہول ہندی: یائے مجہول ہندی ضرورۃً گرائی جا سکتی ہے مثلاً۔ تھے۔ ہے۔ کہے۔ سہے۔ وغیرہ کی ے۔

یائے معروف ہندی: ہندی الفاظ کی یائے معروف (ی) بھی ضرورۃً گرائی جا سکتی ہے۔ مثلاً ویسی۔ ہوتی۔ اپنی۔ وغیرہ کی ی گرنے پر یہ صورتیں رہ جاتی ہیں۔ ویسِ۔ ہوتِ۔ اپنِ۔ وغیرہ۔

دیگر نکات: (1) کہ (کافِ بیانیہ) چہ (لفظ استفہام) نہ (لفظ ہی)۔ یہ (لفظ اشاریہ)۔ ان تمام کی ہ ساقط ہوگی اور ہر لفظ ایک حرفی شمار ہوگا۔ کہ = کَ۔ چہ = چَ۔ نہ = نَ اور یہ = ے۔

(2) لفظ دو کے بعد سببِ خفیف آجائے تو دو کا واو، گر جاتا ہے جیسے دوعالم کو دعالم (بروزن فعولن) تقطیع کریں گے۔

بحور و موازین

بحرِ ہزج مثمن سالم

وزن:۔ مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِیلُنْ

شعر:۔ تہلکا ڈال دیتی ہے فضائے آسمانی میں
محبت جب خدا کا نام لیتی ہے جوانی میں (سیماب)

(1)

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
تہلکا ڈا	ل دیتی ہے	فضائے آ	سمانی مے
محبت جب	خدا کا نا	م لیتی ہے	جوانی مے

ل دیتی میں ساکن لام کو متحرک کر دیا گیا اسی طرح سمانی میں س ساکن متحرک اور م لیتی ہے، میں میم متحرک ہو گیا۔

(2) **بحرِ ہزج مثمن سالم:۔** وزن: مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ

شعر: مستی میں لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
اے اہلِ مسجد اس طرف آیا ہوں میں بہکا ہوا (میر تقی میر)

مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن
مستی میں لغ	زش ہو گئی	معذور رک	کا چاہیے
اے اہلِ مس	جد اس طرف	آیا ہُ مے	بہکا ہوا

www.urduchannel.in

رکھا' کا ہائے مخلوط ساقط ہوا۔ اور لے رَک + کا تقطیع کیا گیا۔ "ہوں" میں دونوں نون غنہ ساقط کئے گئے۔ اور "ہُ مے" تقطیع میں شمار کیا گیا۔

3) **بحرِ رمل مثمن سالم** :- وزن :- فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ

شعر :- آج تجھ کو کیا ہوا ہے اے دلِ ناداں بتا تو
بیقراری ہے سوا کیوں راز جو بھی ہے سُنا تو (نامعلوم)

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
آج کا تج	کو ہوا ہے	اے دلے نا	دا بتا تُو
بیقراری	ہے سوا کو	راز جو بی	ہے سُنا تُو

"کیا تجھ" میں "کیا" کی یائے مخلوط ساقط ہوئی اور "تجھ" میں ہائے مخلوط تقطیع میں شمار نہیں کی گئی۔ "ناداں" کا نون غنہ شمار نہیں کیا گیا۔ "راز جو بھی" میں کی ہائے دوچشمی ساقط کی گئی۔

4) **بحرِ کامل مثمن سالم** :- وزن :- مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ

شعر :- نہ خزاں میں ہے کوئی تیرگی، نہ بہار میں کوئی روشنی
یہ نظر نظر کے چراغ ہیں کہیں بجھ گئے کہیں جل گئے (نامعلوم)

مُتَفَاعِلُنْ	مُتَفَاعِلُنْ	متفاعلن	متفاعلن
نَ خزاں مے	کی تیرگی	نَ بہار مے	کوئی روشنی
نے نظر نظر	کے چراغ ہی	کہیں بجھ گئے	کہیں جل گئے

"میں ہے" کی یائے مخلوط اور نون غنہ، "کوئی کا واؤ اور ہمزہ ساقط۔ "کے چراغ ہیں"۔ میں کے کا "ے" اور ہیں کا یائے مخلوط اور نون غنہ گرا دیئے گئے۔

کبھی بجھ گئے" میں "بجھ" اور "بُھ" ایک لفظ شمار کئے گئے

5) **بحرِ متقارب مثمن سالم** :- وزن :- فَعُولُنْ فَعُولُنْ فَعُولُنْ فَعُولُنْ

شعر :- پھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے
اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے

فَعُولُنْ	فَعُولُنْ	فَعُولُنْ	فَعُولُنْ
پھرے را	ہ سے وَ	یہاں آ	تے آتے
اجل مر	رہی تُو	کہاں آ	تے آتے

پہلے مصرعے میں "وہ" کی "ہ" اور یہاں کا نون غنہ ساقط۔ "آ" دو لفظی یعنی متحرک الف اور ساکن الف ہے (آ = ا + ا) "آتے آتے" میں پہلی "آتے" کا "ے" ساقط کیا گیا۔

6) **بحرِ متدارک مثمن سالم** :- وزن :- فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ

شعر :- دوستی کا مزا اب کہاں دوستو
آگئی ہے غرض درمیاں دوستو (زار علامی)

فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
دوستی	کا مزا	اب کہا	دوستو
آگئی	ہے غرض	درمیا	دوستو

پہلے مصرعے میں "کہاں" کا نون غنہ اور دوسرے مصرعے میں "درمیاں" کا نون غنہ ساقط۔

بحرِ وافر مثمن سالم :- وزن :- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ

www.urduchannel.in

مذاق ترا، دماغ ترا، مزاج ترا سمجھ نہ سکا
شعر:- مَرَض کو ترے سمجھ نہ سکا علاج ترا سمجھ نہ سکا

مفاعلتن	مفاعلتن	مفاعلتن	مفاعلتن
مذاق ترا	دماغ ترا	مزاج ترا	سمجھ نہ سکا
مَرَض کو ترے	سمجھ نہ سکا	علاج ترا	سمجھ نہ سکا

مذاق۔ دماغ۔ مزاج۔ علاج کے آخری حروف ساکن ہیں انہیں متحرک کیا گیا۔ سمجھ کا بُجھ اک لفظی اور نہ کی ہائے مختفی شمار نہیں کی گئی۔

سالم مسدّس بحریں

1) بحر ہزج مسدّس سالم:۔ وزن:۔ مَفَاعِیلُنْ مفاعیلن مفاعیلن
2) بحر رجز مسدّس سالم:۔ وزن:۔ مُسْتَفْعِلُنْ مستفعلن مستفعلن
3) بحر رمل مسدّس سالم:۔ وزن:۔ فَاعِلَاتُنْ فاعلاتن فاعلاتن
4) بحر کامل مسدّس سالم:۔ وزن: مُتَفَاعِلُنْ متفاعلن مُتَفَاعِلُنْ
5) بحر متقارب مسدّس سالم:۔ وزن:۔ فَعُولُنْ فعولن فعولن
6) بحر متدارک مسدّس سالم:۔ وزن:۔ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ فَاعِلُنْ
7) بحر وافر مسدّس سالم:۔ وزن:۔ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ

بحر ہزج مسدّس سالم:

وزن:۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

شعر:- سواری کس کی آئی ہے گلستاں میں
صبا فرطِ مسرّت سے ہوئی پاگل

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
سواری کس	کی آئی ہے	گلستاں میں
صبا فرطِ	مسرّت سے	ہوئی پاگل

"سواری" اور "کی" کی یائے گرائی گئیں۔ گلستان کا نون غنہ اور "ہوئی" کا واو ساقط کیا گیا۔

بحر رجز مسدّس سالم:۔ وزن:۔ مُسْتَفْعِلُنْ مستفعلن مستفعلن

شعر:- ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا
کب وہ صبا کو لطف ہے گلزار کا (نامعلوم)

مُسْتَفْعِلُنْ	مُسْتَفْعِلُنْ	مُسْتَفْعِلُنْ
ہم کو ملا	جو لطف کو	ئے یار کا
کب وہ صبا	کو لطف ہے	گلزار

بحر رمل مسدّس سالم:۔ وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

شعر:- چند روزہ زندگی کی کچھ نہ پوچھو
خواب ہے لیکن پریشاں خواب ہے یہ (فضا شمسی)

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
چند روزہ	زندگی کی	کچھ نہ پوچھو
خواب ہے لے	کن پریشا	خواب ہے یہ

پہلے مصرعے میں کچھ نہ پوچھو" میں دونوں "چھ" کو اک لفظی پڑھا گیا۔ دوسرے مصرعے

www.urduchannel.in

میں "خواب" کا واو معدولہ اور "پریشاں" کا نون غنہ گرائے گئے۔ پھر "خواب" کا واو معدولہ ساقط ہوا۔

بحرِ کامل مسدس سالم :۔ وزن :۔ مُتَفَاعِلُنْ متفاعلن متفاعلن

شعر :۔ مرے ذوقِ رنج پسند کا یہ صلا ملا — کہ ازل ہی سے مجھے ذوقِ عشق سوا ملا (فضا شمسی)

متفاعلن	متفاعلن	متفاعلن
مرے ذوقِ رَن	جَ پسند کا	ے صلا ملا
کَ ازل س ہی	مجھے دردِ عش	قِ سوا ملا

پہلے مصرعے میں "ذوقِ رنج" کے "ق" کی اضافت ساقط کی گئی۔ اسی طرح دوسرے مصرعے میں دردِ عشق کے "درد" کی اضافت شمار نہیں کی گئی۔ اور "مجھے" کا چھ اک حرفی مانا گیا اور عشق کا "ق" متحرک کیا گیا۔

بحرِ متقارب مسدس سالم :۔ وزن :۔ فَعُولُنْ فعولن فعولن

شعر :۔ یہاں کو رہوتے ہیں بینا ہے غبار آنکھ کا تُوتیا ہے (نامعلوم)

فَعُولُنْ	فعولن	فعولن
یہا کو	رَ ہوتے	ہَ بینا
غبارَ آ	ک کا تُو	تیا ہے

پہلے مصرعے میں "یہاں" کا نون غنہ گرایا گیا۔ اور "کور" کی رائے متحرک کی گئی۔ "ہیں بینا" میں "ہیں" کی یائے اور نونِ غنہ ساقط کئے گئے۔ "آنکھ" کا کھ اک حرفی شمار کیا گیا۔

بحرِ متدارک مسدس سالم : وزن :۔ فَاعِلُنْ فاعلن فاعلن

اپنی صورت مجھے بھی دکھا۔

شعر :۔ میرے دل کی لگی کو بجھا (نامعلوم)

فاعلن	فاعلن	فاعلن
اپنَ صُو	رت مجے	بی د کا
میرے دل	کی لگی	کو بجُا

پہلے مصرعے میں "اپنی" کی یائے ساقط کی گئی اور "مجھے" اور "بھی" کی "جھ" اور "بھ" کو اک حرفی شمار کیا گیا۔ دوسرے مصرعے میں بھی دکھا" میں "بھ" کھ کو اک حرفی شمار کیا گیا۔

بحرِ وافر مسدس سالم :۔ وزن :۔ مَفَاعِلَتُنْ مفاعلتن مفاعلتن

شعر :۔ خدا تجھے اب گلی سے مری جدا نہ کرے ؛ جدا ترے در سے رہوں میں کبھی خدا نہ کرے

مفاعلتن	مفاعلتن	مفاعلتن
خدا تجھ اب	گلی سَ تری	جدا نَ کرے
جدا ترے در	سَ رہوں کبھی	خدا نَ کرے

پہلے مصرعے میں "تجھے" کا "جھ" اک حرفی شمار کیا گیا اور اس کی یائے ساقط کی گئی۔ "گلی سے" میں سے کی یائے گرائی گئی۔ "جدا نہ کرے" میں نون ایک حرفی شمار کیا گیا یعنی اس کی ہائے مختفی ساقط کی گئی۔ دوسرے مصرعے میں سے "رہوں میں کبھی" میں "سے" کی یائے "رہوں" کا نون غنہ اور "کبھی" کی ہائے دو چشم ساقط کی گئیں۔

www.urduchannel.in

زحافات

زحاف کے معنی تیر کا نشانے پر لگنا۔ زحاف کی تین صورتیں ہیں۔

(1) اضافہ :۔ کوئی حرف زیادہ کرنا

(2) سقوط :۔ ایک یا اس سے زیادہ حروف گرانا۔

(3) تحریک :۔ ساکن حرف کو متحرک کرنا۔

وہ زحافات جو صدر و ابتدا، حشو ین اور عروض و ضرب میں یعنی ہر مقام پر لائے جاتے ہیں عام زحافات کہلاتے ہیں۔ صدر و ابتدا اور عروض و ضرب کے لئے مخصوص زحافات کو خاص زحافات کہتے ہیں۔ نازعلامی نے جملہ چھبیس زحافات کا ذکر کیا ہے۔ مگر کندن اراولی نے اٹھائیس زحافات درج کرتے ہوئے باقی زحافوں کو انہیں کے ذریعے حاصل کئے جانے کا عروضی ثبوت پیش کیا ہے۔ انہوں نے چند زحافات کو مسترد بھی کیا ہے۔ زحافات کی تخصیص سے متعلق عروضیوں میں اختلاف ہے۔ زحاف عربی میں جمع کے طور پر مستعمل ہے اور اردو عروض میں واحد ہے۔ زحافات مفرد بھی ہوتے ہیں اور مرکب بھی۔ مفرد زحافات میں ایک ہی رکن پر کئی زحاف لگ سکتے ہیں۔ اور مرکب زحاف ایک ساتھ رکن کے مختلف اجزاء پر لگتے ہیں۔ اور یہ عروض کا بنیادی اصول ہے۔ یہ اصول ملحوظ رکھا جائے کہ مرکب زحاف مختلف ارکان کے مختلف اجزاء پر نہیں لگتے۔

بحرِ ہزج کے زحافات مَفَاعِیْلُنْ = مَفَا (وَتدِ مجموع) + عی (سببِ خفیف) + لُن (سببِ خفیف)

خَرْم : (معنی :۔ آنکھ کا پردہ چیرنا) شروعِ رکن میں یعنی "مفا" کا پہلا حرف ساقط کرنا۔ مفاعیلن کے "مفا" سے "م" گر گیا اور "فاعیلن" بچا۔ جسے اس کے ہم وزن رکن مفعولن سے بدل لیا۔ یہ اخرم ہے۔

کَفّ : (معنی :۔ روکنا) مفاعیلن کے ساتویں مقام سے سببِ خفیف کے "لُن" کا ساکن نون (جس پر رکن ختم ہوتا ہے) ساقط ہوا اور "مَفَاعِیلُ" بچا۔ یہ مکفوف ہے۔

قَصْر[1] : (معنی :۔ چھوٹا کرنا) مفاعیلن کے آخری سببِ خفیف "لُن" کا ساکن نون گر گیا اور "لُ" ساکن ہو گیا یعنی "لْ" (بالجزم) حاصل ہوا۔ اس طرح "مَفَاعِیلْ" برآمد ہوا۔ یہ بروزن فَعُوْلَانْ بھی درست ہے۔ اور مقصور ہے

قَبْض : (معنی نیچے پکڑنا) مفاعیلن کا دوسرا سببِ خفیف "عی" کا ساکن "ی" گرا اور "مَفَاعِلُنْ" بچا۔ یہ مَقْبُوْض ہے۔

شَتْر : (معنی پلکیں چھر جانا) خرم اور قبض کا عمل ایک ساتھ سالم رکن مفاعیلن پر ہوا۔ خرم سے مفاعیلن کا "م" اور قبض سے "عی" کی "ی" گرنے سے "فَاعِلُنْ" بچا۔ یہ اُشتر ہے۔

ہَتْم : (معنی :۔ دانت کو جڑ سے نکالنا) مفاعیلن کا آخری سببِ خفیف "لُن" گرا اور "مفاعی" بچا۔ "عی" کے ساکن "ی" کو ساقط کیا گیا۔ متحرک "ع" بچا جسے ساکن "عْ" بنایا گیا۔ اس طرح "مَفَاعْ" حاصل ہوا جسے ہم وزن فَعُوْلُ سے بدل لیا۔ یہ اہتم ہے۔

جَبّ : (معنی :خصی کرنا) مفاعیلن کے آخر کے دو اسبابِ خفیف

---

[1] یہ نکتہ چند عروضیوں کی نظر سے نہاں ہے کہ قصر کا عمل رکن کے آخری سببِ خفیف پر ہوتا ہے۔ سالم رکن پر دو زحافات ایک ساتھ لگتے ہیں۔ الگ الگ نہیں۔ لہٰذا ہتم کو مقصور و محذوف / مخروف مقصور لکھنا غلط ہے۔

www.urduchannel.in

(عی + لُن) ساقط ہونے سے مَفَا بچا۔ جو فَعَلْ کا ہم وزن ہے۔ اسے مَحبُوب کہتے ہیں۔

زَلَلْ (معنی:۔ ران کا بے گوشت ہونا) (خرم اور ہتم) یہ زحاف خرم اور ہتم کا مرکب ہے۔ خَرَمْ سے مفاعیلن کا مْ "گرا اور فاعیلن' بچا اور ہتم سے فاعیلن فَاعْ ہوگیا۔ جسے ہموزن فَعَلْ یا فَاعْ سے بدل لیا۔ یہ اَزَل ہے۔

جبّ و خرم :۔ جبّ سے مفاعیلن کے دونوں اسبابِ خفیف (یعنی عی لن) ساقط ہوئے۔ مَفَا بچا۔ جو خرم کے عمل سے 'فَا' ہوا۔ جسے ہم وزن فَعْ سے بدل لیا یہ مجبوب اخرم ہے جب وقطع کے عمل سے بھی فَعْ حاصل ہوتا ہے: اور فَعْ کو مجبوب مقطوع کہا جاتا ہے۔ (ابنِ قیس کے بقول۔ بَتر اور حَذف سے 'فَعْ' حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مزید ایں کہ جب وعرج کے عمل سے 'فاعْ' برآمد ہوتا ہے)

خَرْب : (معنی: دونوں کان پھاڑنا) یہ زحاف مرکب ہے خرم و کف سے۔ خرم سے مفاعیلن کا مْ اور کف سے ساتواں حرف ن گرا۔ فاعیلُ' بچا۔ اسے ہم وزن مفعول سے بدل لیا۔ اور یہ اخرب ہوا۔

حَذْف : (معنی: گرا دینا) مفاعیلن کا آخری سببِ خفیف "لُنْ" گرایا گیا۔ مفاعی بچا۔ اسے ہم وزن فَعُولُنْ سے بدل لیا۔ اور یہ محذوف ہے۔

قبض و تسبیغ : (تسبیغ: نیچے پکڑنا) قبض کے عمل سے مفاعیلن میں 'ی' گرا اور مَفَاعِلُنْ بچا۔ تسبیغ سے 'لُنْ' کے درمیان الف (ساکن) کا اضافہ کیا۔ اور مفاعلان حاصل ہوا۔ لہٰذا یہ مقبوض مسبغ ہوا۔

خَرْم و حَذْف : مفاعیلن میں خرم سے 'مْ' گرا اور حذف سے 'لُنْ' کے گرنے کے بعد 'فاعی' بچا۔ اسے ہم وزن فعلن سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ اخرم محذوف ہے۔

خرم و قصر :۔ مفاعیلن میں خرم سے 'مْ' اور قصر سے آخری سببِ خفیف 'لُنْ' کا 'نْ' گرا اور 'لُ' ساکن 'لْ' ہوا۔ اس طرح فَاعِیلْ بچا۔ اسے ہم وزن فَعَلَاتْ (بہ سکون عین) سے بدل لیا۔ لہٰذا مزاحف کو اخرم مقصور کہتے ہیں۔

(ابنِ قیس کے مذہب کی رُو سے ہزج میں بَتر کے عمل سے فعلن مفرد زحاف بھی ہو سکتا ہے۔ خرم و تسبیغ کے عمل سے فعولان بھی اخذ کیا جا سکتا ہے)

بحرِ رمل

فَاعِلَاتُنْ : فَا ء (سببِ خفیف۔ عِلَا : وتدِ مفروق۔ تُنْ : سببِ خفیف

خبن : (معنی: چھپا دینا) فاعلاتن کے سببِ خفیف 'فَا' کا ساکن الف گرا۔ اور فَعِلَاتُنْ بچا۔ اسے مَخبُوْن کہتے ہیں۔

کف : (معنی: روکنا) فاعلاتن سے سببِ خفیف 'تن' کا ساکن ساتویں مقام سے گرا اور فاعلاتُ حاصل ہوا۔ اسے مکفوف کہتے ہیں۔

قصر : (معنی: چھوٹا کرنا) فاعلاتن کے آخری سببِ خفیف سے 'تُنْ' ساقط ہو۔ فاعِلاتُ (بہ سکون ت) باقی رہا۔ اسے ہم وزن فاعِلَاتْ سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مقصور ہے۔

تشعیث : (مخبون + تسکین) (معنی: پراگندہ کرنا)

فاعلاتن پر خبن کے عمل سے فَعِلَاتُنْ حاصل ہوا۔ اسے تسکین اوسط سے فَعِلَاتْنْ کر لیا۔ جو مفعولن کا ہم وزن ہے۔ یہ مزاحف رکن مخبون مکّن ہے۔ محقق طوسی نے بھی اسے مخبون مسکّن مانا ہے۔

شکل : (معنی: چوپایوں کے پاؤں باندھنا) فلاعلاتن پر خبن اور کف کا عمل ایک ساتھ کرنے سے 'فا' (پہلا سببِ خفیف) کا ساکن الف اور آخری سببِ خفیف 'تُنْ' کا ساکن نون گرا دینے سے فَعِلَاتُ بچا۔ لہٰذا یہ مشکول ہے۔

www.urduchannel.in

حذف : فاعلاتن کے آخری سببِ خفیف "تُن" کو گرادیا۔ فَاعِلا رہا۔ اسے بروزن مفاعلن بدل دیا۔ لہٰذا یہ محذوف ہوا۔

خَبْن و حَذْف : فاعلاتن میں خبن سے "فا" کا الف گرا اور حذف سے تن ساقط ہوا۔ فَعِلَا بچا۔ اسے فَعِلُنْ (بہ حرکت ع) سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ مخبون محذوف ہوا۔ فَعِلُنْ کی درمیانی حرکت ع کو ساکن کرنے سے فَعْلُنْ حاصل ہوا۔ اسے مخبون محذوف کہتے ہیں۔

(صاحبِ بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینہ بلاغت نے رمل کے تحت بتر کو حذف و قطع کا اجتماع بتایا ہے۔ مگر قطع کا عمل صرف سالم رکن پر ہوتا ہے۔ وتدِ مجموع رکنِ سالم میں نہیں بلکہ مزاحف فَاعِلَا میں ہے۔ لہٰذا اسے متروک کیا جاتا ہے)

قلع : فاعلاتن کے درمیانی وتدِ مجموع "علا" کو ساقط کیا۔ فاتُن بچا۔ اسے ہمُوزن فعلن سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ مقلوع ہوا۔ یہ زحاف کمال احمد صدیقی نے وضع کیا ہے جو عروضی بے ضابطگی کو دور کرتا ہے۔

قلع و حذف : فاعلاتن میں قلع کے عمل سے علا بچا۔ اور حذف سے تُن ساقط ہوا۔ اور "فا" بچا جو فع کا ہموزن ہے۔ لہٰذا یہ مقلوع محذوف ہے۔ جحف عربی کا زحاف ہے جس سے فَعِلَاتُن میں فاصلۂ صغریٰ فَعِلَ (تمام حروف متحرک) ساقط ہوتا ہے۔ مگر رکن فَعِلَاتن سالم نہیں مزاحف ہے۔ اس پر دوبارہ زحاف نہیں لگتا۔

(صاحبِ قواعد العروض نے بھی اس کی تردیدیوں کی ہے کہ پورا فاصلۂ صغریٰ اڑایا نہیں جاسکتا۔ اس بے ضابطگی کو کمال احمد صدیقی نے قلع و حذف کے ذریعے رفع کیا ہے)

خبن و قلع : خبن کے عمل سے فاعلاتن کے "فا" کا الف گرا۔ اور قطع سے علا

ساقط ہوا۔ فَتُنْ بچا اسے ہم وزن فَعَلْ سے بدل لیا۔ مزاحف مجنون مقطوع حاصل ہوا (صاحبِ بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینۂ بلاغت نے فَعَلْ کو مربوع لکھا ہے۔ چوں کہ مربوع میں قطع شامل ہے اور فاعلاتن کے وتدِ مجموع پر قطع کا عمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ زحاف متروک کیا جاتا ہے)

بحرِ رجز

مُسْتَفْعِلُنْ : مُسْ = (سببِ خفیف) + تَفْ = (سببِ خفیف) عِلُنْ = وتدِ مجموع۔

خَبْن :- مُسْتَفْعِلُنْ میں پہلے سببِ خفیف مُسْ کا ساکن "س" گرا۔ مُتَفْعِلُنْ باقی رہا۔ اسے ہموزن مَفَاعِلُنْ سے بدل لیا۔ یہ مخبون ہے۔

طَیّ :- (معنی : لپیٹنا۔ تہہ کرنا) مُسْتَفْعِلُنْ میں دوسرے سببِ خفیف تَفْ کا "ف" ساقط ہوا۔ مُسْتَعِلُنْ باقی رہا۔ اسے ہموزن مُفْتَعِلُنْ سے بدل دیا یہ مطوی ہے۔

طَیّ و تسکین :- مُفْتَعِلُنْ میں تَعِلُ کے "ت" "ع" اور "ل" پر تین متواتر حرکات ہیں۔ "ع" ساکن کرنے سے مُفْتَعِلُنْ رہا۔ اسے ہموزن مَفْعُولُنْ سے بدل لیا۔ یہ عام زحاف ہے۔

قطع :- مُسْتَفْعِلُنْ میں وتدِ مجموع عِلُنْ کا ساکن "ن" گر گیا۔ اور "ل" (متحرک) کو ساکن "ل" میں بدل لیا۔ اس طرح مُسْتَفْعِلْ باقی رہا۔ اسے ہموزن مفعولن سے بدل لیا۔ یہ مقطوع (مفعولن) صرف عروض / ضرب میں آسکتا ہے۔

خَلْع :- (معنی = کپڑے اتار لینا) (خبن + قطع) - مُسْتَفْعِلُنْ میں خبن سے "مس" ساقط ہوا۔ مُتَفْعِلُنْ بچا۔ قطع کے عمل سے وتدِ مجموع عِلُنْ کا "ن" ساقط اور متحرک "ل" ساکن "لْ" ہوا۔ اس طرح مُتَفْعِلْ باقی رہا۔ اسے فعولن سے بدل لیا۔ یہ مخلع ہے۔

www.urduchannel.in

رَفع : (معنی : اٹھانا) مُستَفعِلُن کا پہلا سببِ خفیف مُس ساقط ہوا۔ تَفعِلُن بچا۔ اسے ہم وزن فاعلن سے بدل لیا۔ یہ مرفوع ہے۔

جَدَع : (معنی : ناک کان ہاتھ کاٹنا) مُستَفعِلُن سے شروع کے دونوں اسبابِ خفیف۔ مُس اور تف ساقط ہوئے۔ عِلُن باقی رہا۔ اسے فَعَل سے بدل لیا۔ یہ مجدوع ہے۔

حَذَف :۔ (معنی : دُم چھوٹی کرنا) مُستَفعِلُن سے وتد مجموع عِلُن ساقط ہوا۔ مُستَف باقی رہا۔ یہ فَعَلُن کا ہم وزن ہے اور محذوف ہے۔

خَبن و اِذالہ :۔ (اذالہ : دامن دراز کرنا) مستفعلن میں خبن سے مفاعلن حاصل ہوا۔ اذالے کے عمل سے مفاعلن 'مفاعلان ہوا، یہ مزاحف مخبون مذال ہے۔

رفع و اذالہ :۔ رفع و اذالہ کے ایک ساتھ عمل سے مُستَفعِلُن کا پہلا سببِ خفیف مُس گرا۔ تَفعِلُن بچا۔ اذالے کے عمل سے علن میں ساکن الف کا اضافہ ہوا۔ اور تَفعِلَان حاصل ہوا اسے ہم وزن فاعلان سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مرفوع مذال ہوا۔

جدع و اذالہ :۔ جدع سے مستفعلن میں دونوں اسباب خفیف (مس + تف) ساقط ہوئے اور اذالہ سے علن میں نون سے پہلے الف کا اضافہ ہوا۔ علان حاصل ہوا جو فَعُولُ کا ہم وزن ہے۔ یہ مجدوع مذال ہے۔

رفع و ترفیل :۔ رفع سے مستفعلن میں پہلا سبب خفیف 'مُس' ساقط ہوا اور تَفعِلُن بچا۔ ترفیل سے وتد مجموع علن میں ایک سببِ خفیف کا اضافہ کیا۔ اس طرح تَفعِلُن۔ تَفعِلَنتُن ہوا، جو بَروزن فاعلاتن ہے۔ یہ مرفوع مُرفّل ہے۔

رَفع و حَذَف :۔ مستفعلن میں رفع اور حذف کے ایک ساتھ عمل سے پہلا سبب خفیف مُس اور وتد مجموع محذوف ہے۔

جدع و عَرَج :۔ مستفعلن میں جدع اور عرج کے ایک ساتھ عمل سے شروع کے دو اسباب خفیف مُس اور تف ساقط ہوئے اور وتد مجموع کا دوسرا متحرک 'ل' ساکن ہوا۔ عِلُن ('ل' اور 'ن' ساکن) باقی رہا۔ اسے فَاعُ سے بدل لیا۔ یہ مجدوع اعرج ہے۔

خبن و حذف :۔ مستفعلن میں خبن سے 'مُس' کا 'س' اور حذف سے علن ساقط ہوا۔ اور 'مُتَف' بچا۔ اسے فَعَل سے بدل لیا۔ یہ مخبون احذ ہے۔

خبن و عَرَج :۔ مستفعلن میں خبن سے سببِ خفیف مُس کا ساکن ساقط اور عرج سے علن کا متحرک 'ل' ساکن ہوا۔ اور مُتَفعِلُن بچا اسے ہم وزن فعولان سے بدل لیا۔

مَفعُولَاتُ

مَف = سببِ خفیف ۔ عُو = سببِ خفیف ۔ لَاتُ = وَتدِ مفروق

خَبن :۔ مفعولاتُ میں پہلے سببِ خفیف کا 'ف' گرا۔ فعولات باقی رہا، اسے مَفَاعِیلُ سے بدل لیا اور یہ مخبون ہوا۔

طَیّ :۔ مفعولات میں دوسرے سببِ خفیف 'عُو' کا واو ساقط ہوا۔ مَفعُلَاتُ باقی رہا۔ اسے ہم وزن فاعِلَاتُ سے بدل لیا۔ یہ مطوی ہوا۔

وَقف :۔ مفعولاتُ میں وتدِ مفروق "لاتُ" میں "تُ" متحرک کو ت' ساکن کیا۔ مفعولات بچا اسے ہم وزن مَفعُولَانْ سے بدل لیا اور یہ موقوف ہوا۔

خَبل :۔ (معنی = فسادِ عقل یا عضو) مفعولاتُ میں خبن اور طیّ کے عمل سے دونوں اسبابِ خفیف مف اور عو کے ساکن 'ف' اور 'و' ساقط ہوئے۔ مَعُولَاتُ

www.urduchannel.in

رہ گیا۔ اسے ہم وزن فَعِلاتُ سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ مخبول ہوا۔ یا مطوی مجنون۔

کَسْفْ یا کَشْفْ :۔ (پردہ ہٹانا)۔ مفعولات میں وتدِ مفروق لاتُ کا متحرک 'تُ' ساقط ہوا۔ مفعولا باقی رہا۔ جو بروزن مفعولن ہے۔ یہ مکسوف / مکشوف ہے۔

خبن و کف :۔ مفعولاتُ میں خبن سے 'ف' اور 'کف' سے 'تُ' کے گرنے کے بعد مَعُوْلا بچا۔ یہ ہم وزن فعولن ہے۔

رَفْعْ :۔ مفعولاتُ میں پہلے سببِ خفیف 'مَفْ' کو گرا دینے سے عُوْلاتُ باقی رہا۔ یہ مفعُولُ کا ہم وزن ہے۔ اور مرفوع ہے۔

صَلْمْ :۔ (معنی: کان اور ناک کاٹ لینا)۔ مفعولاتُ میں وتدِ مفروق لَاتُ ساقط ہوا مفعُو باقی رہا۔ اسے ہموزن فَعْلُنْ (ع ساکن) سے بدل لیا۔ یہ اصلم ہے۔

جدع و وقف :۔ مفعولاتُ پر جدع اور وقف دونوں ایک ساتھ عمل کرتے ہیں تو شروع کے دونوں اسبابِ خفیف ساقط ہو جاتے ہیں اور وقف کے عمل سے لاتُ" کا تُ ساکن تْ ہو جاتا ہے۔ اور لَاتْ کو 'فاعْ' سے بدل لیا جاتا ہے۔ (صاحب بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینۂ بلاغت نے جدع کے عمل کو غلط بتایا ہے۔ جدع مَفْعُولاتُ کے شروع کے اسبابِ خفیف کو تو ساقط کرتا ہے مگر لَاتُ کی متحرک 'تُ' کو ساکن کرنے کا عمل وقف ہے۔ اس لئے مفرد زحاف جدع سے 'فاعْ' حاصل نہیں کیا جا سکتا یہ اصولِ عروض کے خلاف ہے)

جَدْعْ :۔ جدع کے عمل سے مفعولاتُ کے دونوں اسبابِ خفیف (مف + عو) ساقط ہوئے۔ لاتُ بچا۔ اسے ہم وزن فعلُ سے بدل لیا اور یہ مجدوع ہوا۔

نَحْرْ :۔ (معنی اونٹ کا سینہ کاٹنا) (جَدْعْ + کَسْف) جدع سے شروع کے

دونوں اسبابِ خفیف (مف + عو) ساقط ہوئے۔ اور کسف کے عمل سے 'لاتُ' میں 'تُ' (متحرک) ساقط ہوا۔ 'لا' باقی رہا۔ اسے فَعْ سے بدل لیا۔ یہ مزاحف منحور ہے

(صاحبِ بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینۂ بلاغت دونوں نے جدع سے 'لاتُ' تو حاصل کیا مگر لَاتُ کے الف کے گرنے کا کوئی جواز پیش نہیں کیا۔ اسے یونہی ساقط کر دیا۔ مزاحف پر زحاف کا لگنا مسلماتِ عروض کے خلاف ہے۔ مرکب زحاف سالم رکن پر ایک ساتھ لگتے ہیں نہ کہ الگ الگ۔ لہٰذا صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینۂ بلاغت کا فع کے اخراج کا عمل غلط ہے)

خَبْنْ و وقف :۔ مفعولاتُ میں خبن سے مف کا 'ف' گرا اور وقف سے لاتُ کی 'تُ' ساکن ہوئی۔ مَعُوْلَاتْ (تائے ساکن) رہا۔ اسے فعولان سے بدل لیا۔ یہ مخبون موقوف ہے۔

طَیّ و وقف :۔ مفعولاتُ میں طے سے دوسرے سببِ خفیف 'عُوْ' کا ساکن واؤ گرا۔ اور وقف سے لاتُ کا 'تُ' ساکن ہوا۔ مَفْعُلَاتْ رہا۔ اسے فاعلان سے بدل لیا۔ مزاحف مطوی موقوف حاصل ہوا۔

طَیّ و کَفْ :۔ طے سے دوسرے سببِ خفیف کا ساکن واؤ گرا۔ اور کَسْف سے لاتُ کا 'تُ' ساقط ہوا۔ مَفْعُلَا بچا۔ اسے ہم وزن فاعلن سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ مطوی مکفوف ہے۔

بحرِ کامل

مُتَفَاعِلُنْ۔ مُتَ = سببِ ثقیل۔ فَا = سببِ خفیف، عِلُنْ = وتدِ مجموع

مُتَفَاعِلُنْ = مُتَ + فَا + عِلُنْ۔

اِضْمار :۔ مُتَفَاعلن کے سببِ ثقیل مُتَ میں متحرک 'تُ' ساکن ہوا۔ اور مُتْفَاعِلُنْ حاصل ہوا جسے ہم وزن مُسْتَفْعِلُنْ سے بدل لیا۔

www.urduchannel.in

وَقْصْ :- (معنی: گردن توڑنا) مُتَفَاعِلُنْ میں سببِ ثقیل 'مُتَ' کے 'تُ' کو ساقط کیا گیا۔ 'مُفَاعِلُنْ' بچا۔ اسے ہم وزن مَفَاعِلن سے بدل لیا۔ مزاحف کو مَوقُوص کہتے ہیں۔

(صاحبِ بحرالفصاحت اور صاحب آئینۂ بلاغت سے اس زحاف سے متعلق غلطی ہوئی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے اسے اضمار و خبن کا حاصل بتایا ہے۔ اضمار سے مُتَفَاعلن ۔ مُتْفَاعِلُن (تْ ساکن) تو بن جاتا ہے مگر خبن سے 'تْ' کو ساقط کرنا غلط ہے۔ کیوں کہ جس پر پہلے زحاف کا عمل ہو چکا ہے اس پر دوبارہ عملِ زحاف کرنا اصولِ عروض کی خلاف ورزی ہے)۔

حَزْل / جَزْلْ :- (اضمار + طیّ) متفاعلن کے سببِ ثقیل 'مُتَ' میں 'تْ' ساکن ہوئی۔ اور مُتْفَاعِلُنْ حاصل ہوا۔ طیّ سے سببِ خفیف 'فا' کا الف گرا اور مُتْفَعِلُنْ بچا۔ اسے ہم وزن مُفْتَعِلُنْ سے بدل لیا۔ اس مزاحف کو محزول / مجزول کہتے ہیں۔

قَطْعْ :- مُتفاعلن میں آخر کے وتد مجموع عِلُنْ کا نون ساقط ہوا۔ ساتھ ہی 'لُ' ساکن 'لْ' ہوا۔ لہٰذا مُتفَاعِلْ حاصل ہوا۔ اسے ہم وزن فَعِلاتُنْ سے بدل لیا۔ یہ مقطوع ہے۔

اضمار و اذالہ :- ظاہر ہے کہ اضمار و اذالہ کے عمل سے متفاعلن سے مُسْتَفْعِلانْ حاصل ہوگا۔ یہ مُضْمَر مَذَال ہے۔

قطع و تسکین یا اضمار و قطع :- مقطوع فَعِلاتن تسکینِ اوسط سے فَعْلاتن ہوا۔ اسے ہم وزن مَفْعُولُنْ سے بدل لیا۔ اضمار اور قطع کے ایک ساتھ عمل سے بھی مفعولن حاصل ہوگا۔

(مزاحف = مقطوع مسکّن یا مضمر مقطوع)

حَذْذ و تسکین یا اضمار و حذذ :- حذذ کے عمل سے فعلُنْ حاصل ہوا۔ اسے تسکینِ اوسط سے فَعْلُنْ (ع ساکن) کر لیا۔ اضمار و حذذ سے بھی فَعْلُنْ حاصل ہوتا ہے۔ (مزاحف = محذوذ مسکّن یا مضمر محذوذ ہوگا)

وَقْصْ و قطع :- متفاعلن میں وقص سے سببِ ثقیل 'مُتْ' کا 'تْ' ساقط ہوا۔ 'مُفَاعِلُنْ' بچا۔ قطع سے عِلُنْ کا ساکن نون ساقط اور متحرک 'لُ' ساکن (لْ) ہوا۔ اس طرح مَفَاعِلْ بچا۔ اسے ہم وزن فعولن سے بدل لیا۔ مزاحف موقوص مقطوع ہے۔

وَقْصْ و حَذْذْ :- مُتفاعلن میں وقص سے سببِ ثقیل مَتْ کا 'تْ' ساقط ہوا۔ مُفاعلن بچا۔ حذذ سے عِلُنْ ساقط ہوا۔ مُفا بچا اسے ہم وزن فَعَلْ سے بدل لیا۔ مزاحف موقوص محذوذ ہے۔

بحرِ مُتقارِب

فَعُولُنْ :- فَعُوْ (وتد مجموع) + لُنْ (سببِ خفیف)

قَبْضْ :- فعولن میں آخری سببِ خفیف کا ساکن نون ساقط ہوا اور فَعُولُ بچا یہ مَقْبُوض ہے۔

قَصْرْ :- فعولن میں آخری سببِ خفیف کا ساکن نون ساقط ہوا۔ فَعُولُ بچا۔ متحرک لُ ساکن 'لْ' ہوا۔ اس طرح فَعُولْ حاصل ہوا۔ یہ مزاحف مقصور ہے۔

حَذْفْ :- فعولن میں سببِ خفیف لُن ساقط ہوا۔ فَعُوْ بچا۔ اسے ہم وزن فَعَلْ سے بدل لیا۔ یہ محذوف ہے۔

ثَلَمْ :- (معنی: کنارا توڑ دینا) فعولن کے وتد مجموع فَعُوْ کا 'ف' ساقط ہوا۔ 'عُولُنْ' بچا۔ اسے ہم وزن فَعْلُنْ سے بدل لیا۔ یہ عمل خَرَم کہلاتا ہے مگر متقارب میں اسے ثَلَمْ کہتے ہیں۔ مزاحف اثلم کہلاتا ہے۔

ثَرَمْ :- فعولن کے وتد مجموع فَعُوْ پر خَرَم کے عمل سے 'ف' ساقط ہوا اور

www.urduchannel.in

عُولُنْ بچا۔ سببِ خفیف لُنْ پر قبض کے عمل سے نون ساقط ہوا۔ لہٰذا عُولُ بچا۔ اسے ہم وزن فَعَلُ سے بدل لیا۔ یہ اثرم ہے۔

بتر :۔ ابنِ قیس کا مذہب ہے کہ بتر سے شروع کا وتد مجموع فَعُوْ ساقط ہوا۔ لُن۔ باقی رہا اسے ہم وزن فع سے بدل لیا ــ مزاحف ابتر ہے۔

(صاحبِ بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینۂ بلاغت نے بتر کو حذف و قطع کا عمل بتایا ہے۔ مگر قطع کا عمل سالم رکن کے آخری وتد مجموع پر ہوتا ہے۔ حذف کے بعد فَعُوْ جو باقی رہتا ہے وہ مزاحف ہے لہٰذا مزاحف پر دوبارہ مزاحف نہیں لگتا۔ اور مرکب زحافات سالم رکن پر ایک ساتھ لگتے ہیں۔ لہٰذا دونوں عروضیوں کی بتر کی تعریف غلط ہوئی)

تسبیغ :۔ فعولن کے سببِ خفیف لُنْ میں الف کے اضافے سے مُسبّغ فَعُولَانْ حاصل ہوا۔ یہ مسبّغ ہے۔

ثلم و حذف :۔ فعولن میں ثلم کے عمل سے فَ ساقط ہوا۔ عُولُنْ بچا حذف سے لُنْ گرا اور عُوْ بچا۔ اسے ہم وزن فع سے بدل لیا یہ اثلم محذوف ہے۔

ثلم و قصر :۔ ثلم کے عمل سے فعولن کا فَ ساقط ہوا۔ عُولُنْ بچا۔ قصر کے عمل سے نون ساقط ہوا اور متحرک لُ ساکن لْ ہوا۔ اس طرح عُولْ بچا۔ اسے فاع سے بدل لیا۔ یہ اثلم مقصور ہے۔

ثلم و تسبیغ :۔ فعولن میں ثلم کے عمل سے فَ ساقط ہوا عولن بچا۔ تسبیغ کے ذریعہ عولن کے درمیان الف ساکن کا اضافہ کیا۔ اور عولان حاصل ہوا جو بروزن فَعَلَان موزوں ہے یہ مزاحف۔ اثلم مسبّغ ہے۔

بحرِ متدارک

فاعلن : فا = سببِ خفیف۔ + علن = (وتدِ مجموع)

خبن :۔ فاعلن میں سببِ خفیف 'فا' کا الف ساکن گرا۔ فَعِلُنْ باقی رہا۔ یہ مخبون ہے۔

قطع :۔ فاعلن میں قطع سے وتدِ مجموع علن کا نون ساقط ہوا۔ فَاعِلُ بچا۔ متحرک 'لُ' ساکن 'لْ' ہوا۔ فاعِلْ باقی رہا۔ اسے ہم وزن فَعِلُنْ سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مقطوع ہے۔

خبل :۔ (خبن + قطع) فَاعِلُنْ میں خبن سے 'فا' کا الف ساکن ساقط ہوا۔ فَعِلُنْ (ع متحرک) بچا۔ قطع سے فعِلُنْ کا نون ساقط ہوا فعِلُ بچا۔ متحرک 'لُ' ساکن 'لْ' ہوا اور فعِلْ بچا۔ اسے ہم وزن فَعَلْ سے بدل لیا۔ لہٰذا یہ زحاف مخبون و مقطوع ہے۔

حذف :۔ فاعلن میں حذف کے عمل سے علن گرا۔ 'فا' باقی رہا۔ اسے فَعْ سے بدل لیا۔ یہ محذوف یا احذ ہے۔

ترفیل :۔ ترفیل سے فاعلن کے وتدِ مجموع علن میں ایک سببِ خفیف کا اضافہ ہوا۔ یعنی فَاعِلُتُنْ ہوا۔ اسے ہم وزن فاعلاتن سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مُرفّل ہے۔

اذالہ :۔ فاعلن کے وتدِ مجموع عِلُنْ میں نون سے پہلے ساکن الف کا اضافہ کیا۔ یہ مزاحف مذال ہے۔ فاعلان حاصل ہوا۔

خبن و اذالہ :۔ خبن سے فاعلن میں سببِ خفیف 'فا' کا الف ساکن گرا اور اذالے سے وتدِ مجموع عِلُن کے نون سے پہلے ساکن الف کا اضافہ کیا۔ فَعِلَانْ حاصل ہوا۔ یہ مخبون مذال ہے۔

www.urduchannel.in

خبن، تسکین و اذالہ :- فاعلن کا مخبون مذال فعلان ہے۔ اس کا 'ع' تسکین اوسط سے ساکن ہوا۔ اور فعْلان حاصل ہوا۔ فعْلان مخبون مسکن مذال ہے۔

بحرِ وافر

مفاعلتن : مفا= (وتد مجموع) + عل (سبب ثقیل) + تن (سبب خفیف)

عضب :- مفاعلتن میں عضب کے عمل سے 'ل' ساکن ہوا اور مفاعلتن حاصل ہوا۔ یہ ہم وزن مفاعیلن ہے۔ اور مزاحف معضوب ہے۔

عضب :- وافر میں خرم کو عضب کہتے ہیں۔ مف کا 'ف' ساقط ہوا فاعلتن بچا۔ یہ ہم وزن مفعولن ہے۔ اور اقصم ہے۔

عقل :- عقل مفرد زحاف ہے = جو مفاعلتن میں عل (سبب ثقیل) کے متحرک 'ل' کو ساقط کرتا ہے۔ اس طرح مفاعتن باقی رہا۔ اسے ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا۔ یہ معقول ہے۔

(صاحبِ بحر الفصاحت اور صاحب آئینۂ بلاغت نے 'عقل' کو عضب اور قبض کا مرکب بتایا ہے۔ اگر عضب سے مفاعلتن کا 'ل' ساکن ہوگیا تو باقی مفاعلتن رہا جو مزاحف ہے۔ لہٰذا مزاحف پر زحاف کا عمل غلط ہے۔)

نقص :- (معنی: کم کرنا) (عضب + کف)

عضب سے مفاعلتن کا لام ساکن ہوا۔ اور مفاعلتن حاصل ہوا۔ کف کے عمل سے آخری نون ساقط ہوا مفاعلت بچا۔ یہ ہم وزن مفاعیل ہے۔ اور منقوص ہے۔

عقص :- (معنی: زلفیں لپیٹنا) (عضب + عضب + کف)

یہ تینوں عمل ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ عضب سے مفاعلتن کا 'م' ساقط ہوا۔ فاعلتن بچا۔ عضب سے 'ل' ساکن ہوا۔ فاعلتن حاصل ہوا۔ کف سے 'ن'

ساقط ہوا۔ فاعلت بچا۔ اسے مفعول سے بدل لیا۔

قطف :- (خوشہ کاٹنا) (عضب + حذف)

مفاعلتن میں عضب سے 'ل' ساکن ہوا۔ مفاعلتن بچا۔ حذف سے تن ساقط ہوا۔ مفاعل بچا۔ اسے ہم وزن فعولن سے بدل لیا۔ یہ مقطوف ہے۔

قصر :- مفاعلتن میں قصر سے 'ن' ساقط اور متحرک 'ت' ساکن 'ت' ہوا۔ اس طرح مفاعلت باقی رہا۔ جو ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا۔ یہ مقصور ہے۔

www.urduchannel.in

تقطیع مع بحور و اوزان

بحرِ ہزج

بحرِ ہزج مثمن مقبوض :-

وزن :- مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ

شعر :- وہ شخص تو شکوک کی حدوں میں یوں سمٹ گیا
کہ دوپہر میں جس طرح خود اس کا سایہ گھٹ گیا (انور مینائی)

تقطیع :-

مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن
وَشخص تو	شکوک کِ	حدودَ یُو	سمٹ گیا
کِ دوپہر	مَ جس طرح	خود اس کَ سا	یہ گھٹ گیا

بحرِ ہزج مسدّس مقبوض :- وزن :- مفاعلن مفاعلن مفاعلن

شعر :- روانہ میرے گھر سے جب ہوا صنم ہوا ستم ہوا ستم ہوا ستم

تقطیع :-

مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن
روانَ مے	رَگ رسَ جب	ہوا صنم
ہوا ستم	ہوا ستم	ہوا ستم

بحرِ ہزج مثمن اخرب :- وزن :- مَفْعُوْلُ مَفَاعِیْلُنْ مَفْعُوْلُ مَفَاعِیْلُنْ

شعر :- شاید مرے آنسو سے اُس کا کوئی رشتہ تھا
تپتے ہوئے صحرا میں جو پھول اکیلا تھا (بشیر بدر)

تقطیع :-

مفعولُ	مفاعیلن	مفعولُ	مفاعیلن
شاید مے	رَ آ سُو سے	اُس کا کو	ءِ رشتہ تا
تپ تے ہُ	ءِ صحرا مے	جو پھول	اکے لا تا

بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف :-

وزن :- مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُنْ

شعر :- بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے (غالب)

تقطیع :-

مفعولُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	فعولن
بازِ چۂ	ءَ اطفال	ہَ دنیا مَ	رَ آگے
ہوتا ہَ	شبو روزَ	تماشا مَ	رَ آگے

بحرِ ہزج مثمن اشتر :- وزن : فَاعِلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَاعِلُنْ مَفَاعِیْلُنْ

شعر :- عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا (غالب)

تقطیع :-

فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	مفاعیلن
عشق سے	طبیعت نے	زیس کا	مزا پایا
درد کی	دوا پائی	درد لا	دوا پایا

www.urduchannel.in

پہلے مصرعے کے حشو دوم میں زلیت بروزن فاعلن موزوں ہے۔ کیونکہ زلیت میں تین متواتر کنوں کی وجہ سے 'ت' ساقط ہوگئی اور 'زلیس' بچا۔

بحرِ ہزج مثمن سالم مسبّغ :-

وزن :- مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

شعر :- تمہیں ہے عشق مجھ سے اس نے جب پوچھا بصد اصرار
مجھے انکار کی جرأت نہ تھی کرنا پڑا اقرار (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلان
تمے ہے عشق	ق مجھ سے اُس	ن جب پُوچھا	بصدِ اصرار
مجے اِنکا	رَ کی جرات	نِ تی کرنا	پڑا اِقرار

بحرِ ہزج مثمن مکفوف محذوف :-

وزن :- مَفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن۔

شعر :- اگر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے
مجھے صاف یہ بتلادے کہ کیا میری خطا ہے (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	فعولُنْ
اگر دل ہَ	ترا صاف	تو کُو مج سں	خفا ہے
مجے صافَ	ے بتلادِ	ک کا میرِ	خطا ہے

بحرِ ہزج مثمن مکفوف و مقصور :-

وزن :- مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ/فعولان

شعر :- منہ آئے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار
آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار (نامعلوم)

تقطیع :-

مفعولُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ/فعولان
منہ آئے	نظر صافَ	وَہَ یارَ	کِ تلوار
آ ئینے	ک آئینَ	ہَ تلوارَ	کِ تلوار

بحرِ ہزج مسدس محذوف الآخر :- وزن :- مفاعیلن مفاعیلن فعولن

شعر :- کوئی رستہ نہ کوئی نقشِ پا ہے ∴ سمندر دور تک پھیلا ہوا ہے (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلن	مفاعیلن	فعولن
ک ءِ رستہ	ن کو ءِ نق	شَ پا ہے
سمندر دُو	رَ تک پھیلا	ہوا ہے

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف :-

وزن :- مفعولُ مفاعلن فعولن

شعر :- راتیں ہیں اداس دن کڑے ہیں
دل تیرے حوصلے بڑے ہیں (احمد فراز)

تقطیع :-

مفعولُ	مفاعلن	فعولن
راتے ہِ	اداس دن	کڑے ہی
لے دل تے	رَ حوصلے	بڑے ہی

رعایتی وزن: مفعولن فاعلن مفاعلن۔ بحرِ ہزج اخرب مقبوض مخنّق۔

www.urduchannel.in

شعر:- صبح کاذب کو دن نہ مانو
دھوکا ہے آج سب یہ جانو (نامعلوم)

تقطیع :-

مفعولن	مفاعلن	فعولن
صبحے کا	ذِب کَ دن	نَ مانو
دو کا ہے	آج سب	ے جانو

بحر ہزج مسدس مقصور :- وزن :- مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلُ
سالم سالم مقصور

شعر:- کوئی رکھ کر گیا وقتِ سحر پھول
مرے گلدان میں ہیں تازہ تر پھول (شارق جمال)

تقطیع :-

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلُ
کوئی رکھ کر	گیا وقتے	سحر پھول
مرے گلدا	ن مے ہی تا	زہ تر پھول

بحر ہزج مربع سالم :- وزن :- مفاعیلن مفاعیلن

شعر:- مرے دل میں چلے آؤ مری ہستی پہ چھا جاؤ (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلن	مفاعیلن
مرے دل مے	چلے آؤ
مری ہستی	پہ چا جاؤ

بحر ہزج مربع اخرب سالم :- وزن :- مفعولُ مفاعیلن

رعایتی وزن :- مَفعُولُنْ فَعولُنْ - ہنگامۂ ہستی کو ذرا گر غور سے دیکھو تم
ہر خشک و تر عالم ذرا صنعت کے تلاطم میں

مفعولُ	مفاعیلن
ہنگامَ	ءِ ہستی کو
گر غورَ	سَ دیکھو تم
مَفعُولُنْ	مَفعُولُنْ
ہر خشکو	تر عالم
مفعولُ	مفاعیلن
صنعت کَ	تلاطم مے

بحر رجز

بحر رجز مثمن سالم : وزن :- مُستَفعِلُنْ مُستَفعِلُنْ مُستَفعِلُنْ مُستَفعِلُنْ

شعر:- ہمسائے کے گھر دیکھ کر رنگیں کھلونوں کی جھلک
بچہ سُبک کر رہ گیا بچی مچل کر رہ گئی (ناوک حمزہ پوری)

تقطیع :-

مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن
ہمسائے کے	گر دیکھ کر	رنگیں کِلو	نو کی جھلک
بچہ سُبک	کر رہ گیا	بچی مچل	کر رہ گئی

بحر رجز مربع مذال مضاعف :-

(مضاعف :- بحر کے ارکان کو دُگنا کر لینے کو کہتے ہیں۔ جیسے : مستفعلن مستفعلان کو دو چند (دگنا) کرنے سے مستفعلن مستفعلان مستفعلن مستفعلان حاصل ہوا)۔

www.urduchannel.in

وزن :- مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلَانْ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلَانْ

شعر :- ہوں جس کی زلفوں کا اسیر وہ گل بدن بدرِ منیر
وہ ہے بہاروں کا سفیر اس کی نہیں کوئی نظیر (مثنوی سحر البیان)

تقطیع :-

مستفعلن	مستفعلان	مستفعلن	مستفعلان
ہُو جس کِ زُل	فِ کا اسیر	وہ گل بدن	بدرِ منیر
وہ ہَ بہا	رو کا سفیر	اُس کِ نہی	کو ءِی نظیر

بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون مضاعف :

وزن :- مُفْتَعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مُفْتَعِلُنْ مَفَاعِلُنْ ـــ مستفعلن پر طے سے مفتعلن اور مفتعلن میں تسکین سے مفعولن حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا مفتعلن کی جگہ شعر میں کسی بھی مقام پر مفعولن۔ مفاعلن اور مستفعلن رکھے جا سکتے ہیں۔ بطورِ جواز راقم تحریر کی اک غزل کے دو شعر پیش ہیں۔

1. فضائیں دہشتوں کی شہر شہر مت دکھائیے
اب روشنی کے گھاؤ پر مرہم ہی بس لگائیے

2. پتھریلی جو راہ ہے نفرت کی تو کیا ہوا
اپنا لہو تو بوئیے گل امن کے اگائیے

تقطیع 1.

مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن
فضائے دہ	شتوکِ شہَ	رِ شہر مت	دِ کا ءِ ے
مستفعلن	مفاعلن	مستفعلن	مفاعلن
اَب رَوشنی	ک گاؤ پر	مرہم ہِ بس	لگا ءِ ے

تقطیع :-

مفعولن	مفاعلن	مستفعلن	مفاعلن
پتھریلی	جو راہ ہے	نفرت کی تو	کیا ہوا
مستفعلن/مفتعلن	مفاعلن / مستفعلن	مستفعلن / مفاعلن	مفاعلن
اپنا لہو/اَپن لہو	تُ بوئیے / تو بوئیے	گل امن کے / گل م ن کے	اُگائیے

بحرِ رجز مثمن مطوی :- وزن :- مُفْتَعِلُنْ مُفْتَعِلُنْ مُفْتَعِلُنْ مُفْتَعِلُنْ

شعر :- خواب میں اک بوسۂ رنگِ کفِ پا ہاتھ لگا
رات اندھیری میں مرے وزدِ حنا ہاتھ لگا (نامعلوم)

تقطیع :-

مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن
خابَ م اک	بوسَ رن	گے کف پَ	ہات لگا
راتَ اَدَے	ری م مرے	وُزْدِ حنا	ہات لگا

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبون مضاعف :-

وزن :- فَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ فَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ

شعر :- روتے ہیں، وفا کو ہم یا وفا کو رو لئے
آپ کا گلہ نہیں آپ کچھ نہ بولئے (نامعلوم)

تقطیع :-

فاعلن	مفاعلن	فاعلن	مفاعلن
روت ہے	وفاکُ ہم	یا وفا	کُ رو لئے
آپ کا	گلہ نہی	آپ کچ	ن بو لئے

بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون مضاعف :-

www.urduchannel.in

وزن:۔ مُفتَعِلُن مَفَاعِلُن مُفتَعِلُن مَفَاعِلُن

شعر:۔ قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں (غالب)

تقطیع:۔

مفتعلن	مفاعلن	مفتعلن	مفاعلن
قیدِ حیا	تِ بندِ غم	اصلِ م دو	نَ ایک ہے
موت س پہہ	لِ آدمی	غم س نجا	ت پائے کو

نوٹ:۔ مصرعۂ ثانی کے آخری لفظ "کیوں" کا نون غنہ تقطیع میں شمار کیا گیا تو آخری رکن مفاعلن کے عوض مفاعلان (مذال) ہوگا۔

بحرِ رجز مثمن مطوّی مخبون مذال:۔

وزن:۔ مفتعلن مفاعِلان مفتعلن مفاعلان

شعر:۔ میں نے کہا بزمِ ناز غیر سے چاہیئے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھکو اٹھا دیا کہ یوں (غالب)

تقطیع:۔

مفتعلن	مفاعلان	مفتعلن	مفاعلان
مے نَ کہا	کَ بزمِ ناز	غیر س چا	ہیے تہی
سُن کَ ستم	ظریف نے	مج کُ اُٹا	دیا کہ یوں

چند عروضی حشو میں مفاعلان کی ترمیم کرتے ہیں۔ اگر اس نکتہ کو دھیان میں رکھا جائے کہ بحرِ رجز مربع مطوی مخبون مذال کو مضاعف کر دینے سے بحرِ مثمن مطوی مخبون مذال حاصل ہوگی تو مربع مفاعلان کی گنجائش نکل آئے گی اور اعتراض برائے اعتراض ثابت ہوگا۔

بحرِ رجز مثمن مطوّی مرفوع مذال: وزن:۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلان

شعر:۔ ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز (اقبال)

تقطیع:۔

مفتعلن	فاعلن	مفتعلن	فاعلان
ہاتَ ہَ ال	لا ہَ کا	بندۂ مو	من کا ہات
غالبُ کا	آفری	کارکشا	کارساز

بحرِ رجز مسدّس

بحرِ رجز مسدس سالم:۔ وزن:۔ مستفعلن مستفعلن مستفعلن

شعر:۔ ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا
کب وہ صبا کو لطف ہے گلزار کا (نامعلوم)

تقطیع:۔

مُستَفعِلن	مُستَفعِلن	مُستَفعِلن
ہم کُ ملا	جو لطف کو	ئے یار کا
کب وہ صبا	کو لطف ہے	گل زار کا

بحرِ رجز مربّع سالم: وزن:۔ مستفعلن مستفعلن

شعر:۔ اس عشق نے رسوا کیا ٭ میں کیا بتاؤں کیا کیا (واجد علی شاہ اختر)

تقطیع:۔

مستفعلن	مستفعلن
اس عشق نے	رسوا کیا
مے کیا بتا	وُ کا کیا

www.urduchannel.in

بحر رجز مربع مطوّی مخبون :- وزن :- مُفْتَعِلُنْ مَفَاعِلُنْ

شعر:- مٹ گئے دل کے ولولے ❊ اب ہیں کہاں وہ حوصلے (نامعلوم)

تقطیع :-

مفتعلن	مفاعلن
مٹ گ ءِ دل	ک ولولے
اب ہَ کہا	وہ حوصلے

بحرِ رمل

بحرِ رمل مثمن سالم :- وزن :- فَاعِلَاتُنْ فاعلاتن فَاعِلَاتُنْ فاعلاتن

شعر:- اک گھنا جنگل ہے جس میں بے بسی ہی بے بسی ہے

اس گھنے جنگل سے ہو کر اک سڑک لمبی گئی ہے (نادم بلخی)

تقطیع :-

فَاعِلَاتُنْ	فَاعِلَاتُنْ	فَاعِلَاتُنْ	فَاعِلَاتُنْ
اک گنا جن	گل ہَ جس مے	بے بسی ہی	بے بسی ہے
اس گنے جن	گل سَ ہو کر	اک سڑک لم	بی گئی ہے

بحرِ رمل مثمن محذوف لآخر :- وزن :- فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فاعلن

شعر:- ہاتھ میں پتھر کسی کے پھر کہاں رہ جائیں گے

ہر طرف جب صرف شیشے کے مکاں رہ جائیں گے (ظہیر غازی پوری)

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
ہاتھ میں پت	تر کسی کے	پر کہا رہ	جائیں گے
ہر طرف جب	صرف شیشے	کے مکا رہ	جائیں گے

نوٹ :- فاعلن کی جگہ اگر فاعلان آجائے تو کوئی حرج نہیں۔

مثلاً۔ شعر:- کیا ہوئی تقصیر ہم سے تو بتا دے اے نظیر

تاکہ شادی مرگ سمجھیں ایسے مرجانے کو ہم

پہلے مصرعے میں۔ اے نظیر بروزن 'فاعلان' ہے۔

نوٹ :- صدر و ابتداء میں فاعلاتن کی جگہ فعلاتن بھی آسکتا ہے۔

مثلاً۔ شعر:- سرِ منزل آکے میں گم گشتۂ منزل ہوا

گردشِ ایام آخر گردشِ ایام ہے۔

بحرِ رمل سالم مخبون و محذوف :-

وزن :- فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعِلن / (ع بہ حرکت)

شعر:- زندگی وہ ہے کہ جو ہمّا شناسائے اجل

کیا وہ جینا ہے کہ ہو جس میں تقاضائے اجل (اقبال)

تقطیع :-

فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعِلُنْ
زندگی وہ	ہَ ک جو ہو	نَ شناسا	ءِ اجل
ک وہ جینا	ہَ ک ہو جس	مَ تقاضا	ءِ اجل

نوٹ :- اس وزن میں فعِلن (بہ حرکت ع) کی جگہ فعْلُنْ (بسکون ع)، فعِلان اور فعلان بھی لائے جا سکتے ہیں۔ فعلاتن کی جگہ مفعولن بھی آسکتا ہے۔

بحرِ رمل سالم مخبون محذوف مسکّن :

وزن :- فَاعِلَاتُنْ فَعِلَاتن فعِلاتن فَعْلُنْ

شعر:- اس قدر روح کے زخموں سے دھواں اٹھتا ہے

جیسے طوفان کراں تا بہ کراں اٹھتا ہے (علیم صبا نویدی)

www.urduchannel.in

مفعولن کی مثال :-

شعر:- اس پہ راضی ہو تو قرآن اٹھا لاؤں گا
رکھ تو اے مصحف رو ہاتھ قسم کھاؤں گا (نامعلوم)

تقطیع :-

فاعلاتن / فعلاتن	فاعلاتن / فعلاتن	فعلاتن	
اِس پہ راضی	ہُ تو قرآ	نَ اُٹھا لا	فَعَلُن
رکھ تُ اے مص	حَفْ رو ہا	تَ قسم کھا	وُں گا

بحرِ رمل مثمن مشکول :- وزن: فَعِلاتُ فاعلاتن فَعِلاتُ فاعلاتن

شعر:- یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا (غالب)

تقطیع :-

فَعِلاتُ	فاعلاتن	فَعِلاتُ	فاعلاتن
ی نَ تی ہَ	مارِ قسمت	کِ وصالَ	یارَ ہوتا
اگر اَورَ	جیتَ رہتے	یہی اِنت	ظارَ ہوتا

بحرِ رمل مربع سالم :- وزن :- فاعلاتن فاعلاتن

شعر:- پارسائی فی زمانہ ❊ معصیت کی رہ گذر ہے۔

فاعلاتن	فاعلاتن
پارسائی	فی زمانہ

فاعلاتن	فاعلاتن
معصیت کی	رہ گذر ہے

بحرِ رمل مسدّس سالم : وزن :- فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

شعر:- چند روزہ زندگی کی کچھ نہ پوچھو
خواب ہے لیکن پریشاں خواب ہے (فضا شمسی)

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
چند روزہ	زندگی کی	کچھ نَ پوچھو
خواب ہَ لے	کِن پرے شا	خواب ہَ ے

بحرِ رمل مسدّس سالم مخبون و محذوف مسکّن :- وزن:- فاعلاتن فعلاتُن فَعلُن

شعر:- بال و پر ہوں تو فضا کافی ہے
ورنہ پروازِ انا کافی ہے (سلیم شہزاد)

تقطیع :-

فاعلاتن / فعلاتن	فاعلاتن / فعلاتن	فعلن
بال و پر ہو	تُ فضا کا	فی ہے
ورنَ پروا	زِ انا ہے	فی ہے

نوٹ:- اس وزن میں فَعلُن (بہ سکون ع) کی جگہ فعِلُن (بحرکت ع) بھی آسکتا ہے۔ مثلاً درج ذیل شعر میں مصرعۂ ثانی کا آخری رکن۔

شعر:- خفگی پھر کسی صورت نہ گئی
نہ گئی دل سے کدورت نہ گئی (نامعلوم)

تقطیع :-

فعِلاتن	فعِلاتن	فعِلن
خفگی پر	کِس صورت	نَ گئی
نَ گئی دل	سَ کدورت	نَ گئی

www.urduchannel.in

بحرِ رمل مسدّس محذوف لآخر :- وزن :- فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

شعر :- دھوپ اوڑھے پھر رہا ہے آدمی
پھر بھی سایہ ڈھونڈتا ہے آدمی (نذیر فتح پوری)

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
دوپ اوڑے	پھر رہا ہے	آدمی
پھر بی سایا	ڈونڈتا ہے	آدمی

بحرِ رمل مسدّس مقصور :- وزن :- فاعلاتن فاعلاتن فاعلان

شعر :- کرکے ٹھنڈی چھاؤں کا اظہار لوگ
سہہ رہے ہیں دھوپ کی یلغار لوگ (نذیر فتح پوری)

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلان
کرکے ٹنڈی	چاؤں کا اظ	ہار لوگ
سہہ رہے ہی	دُوپ ک یل	غار لوگ

بحرِ وافر

مربع سالم :- وزن :- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ

شعر :- کبھی تو ملائیں آپ نظر ؛ کبھی سرِ رہ گذر ہی ملیں (نامعلوم)
کمال احمد صدیقی P. 188

تقطیع :-

مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ
کبھی تُ ملا	ے آپ نظر
کبھی سرِ رہ	گذر ہِ ملے

بحرِ وافر مسدّس سالم :- وزن :- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ

شعر :- خدا مجھے اب گلی سے تری جدا نہ کرے
جُدا ترے در سے ہوں میں کبھی خدا نہ کرے (نامعلوم)

تقطیع :-

مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ
خدا مج اب	گلی س تری	جدا نہ کرے
جدا ترے در	س ہوں میں کبی	خدا نہ کرے

بحرِ وافر مثمن سالم :- وزن :- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِلَتُنْ

شعر :- مذاق ترا دماغ ترا مزاج ترا سمجھ نہ سکا
مرض کو ترے سمجھ نہ سکا علاج ترا سمجھ نہ سکا (شارق جمال)

تقطیع :-

مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ	مَفَاعِلَتُنْ
مذاق ترا	دماغ ترا	مزاج ترا	سمج ن سکا
مرض ک ترے	سمج ن سکا	علاج ترا	سمج ن سکا

بحرِ وافر مثمن سالم معصوب :- وزن :- مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِلَتُنْ مَفَاعِیلُنْ

شعر :- بہار ابھی نہیں آئی ہے بادِ صبا گلستاں میں
جہاں سے بھی ہو سکے ممکن اڑا کے تو لا مہک گُل کی (نامعلوم)
کمال احمد صدیقی P. 189

تقطیع :-

مفاعلتن	مفاعیلن	مفاعلتن	مفاعیلن
بہار ابی	نہی آئی	ہ بادصبا	گلستاں مے
جہاں س ب ہو	سکے ممکن	اُڑاک تُلا	مہک گل کی

www.urduchannel.in

بحرِ کامل

بحرِ کامل مسدس سالم :- وزن :- مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ

شعر:- مرے ذوقِ رنج پسند کا یہ صلہ ملا
کہ ازل ہی سے مجھے دردِ عشق سوا ملا (فضا شمسی)

تقطیع :-

متفا علن	متفا علن	متفا علن
مرے ذوق رن	ج پسند کا	ے صلہ ملا
کَ ازل سَ ہی	جَ دردِ عش	قَ سوا ملا

بحرِ کامل مربع سالم :- وزن :- متفاعلن متفاعلن

شعر:- نہ ہی کوئی میرا شریکِ غم ؛ نہ کسی سے مجھ کو امید ہے (فضا شمسی)

تقطیع :-

متفا علن	متفا علن
نَ ہِ کوءِ مے	رَ شریک غم
نَ کسی سَ جِ	کُ اُمید ہے

بحرِ کامل مثمن سالم :- وزن :- مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ

شعر:- نہ خزاں میں ہے کوئی تیرگی نہ بہار میں کوئی روشنی
یہ نظر نظر کے چراغ ہیں کہیں بجھ گئے کہیں جل گئے (نامعلوم)

تقطیع :-

متفا علن	متفا علن	متفا علن	متفا علن
ن خزاں ہے	کءِ تیرگی	نَ بہار مے	کُ ئی روشنی
ے نظر نظر	کَ چراغ ہی	کہیں بجھ گئے	کہیں جل گئے

بحرِ کامل مثمن سالم مذال :-

وزن :- مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ مُتَفَاعِلَانْ

شعر:- جو اُجال دے گا حیات کو ہے اُس آفتاب کا انتظار
جو کرے گا ظلم کا خاتمہ ہے اُس انقلاب کا انتظار (نامعلوم)

تقطیع :-

متفا علن	متفا علن	متفا علن	متفا علان
ج اُجال دے	گ حیات کُ	ہ اُس آفتا	ب کَ انتظار
ج کرے گ ظلم	م کَ خاتمہ	ہ اُس انقلا	ب کَ انتظار

بحرِ طویل :

بحرِ طویل مثمن سالم :-

وزن :- فَعُولُنْ مَفَاعِيلُنْ فَعُولُنْ مَفَاعِيلُنْ

شعر:- جگر میں وہی سوزش زباں پر وہی نالے
تڑپ کا وہی عالم وہی جان کے لالے (زار علامی)

تقطیع :-

فعولن	مفاعیلن	فعولن	مفاعیلن
جگر مے	وہی سوزش	زباں پر	وہی نالے
تڑپ کَ	وہی عالم	وہی جا	ن کے نالے

بحرِ طویل مسدّس سالم :-

وزن :- فعولن مفاعیلن مفاعیلن

شعر:- تڑپ کی ہمیشہ ہی رہی شدّت
ہوئی سوز دل سے کب ہمیں فرصت (زار علامی)

www.urduchannel.in

تقطیع :-

فعولن	مفاعیلن	مفاعیلن
تڑپ کی	ہمیشہ ہی	رہی شدّت
ہُئی سو	زِ دل سے کب	ہمی فرصت

بحرِ عریض : یہ بحر بحرِ طویل کا عکس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحرِ طویل مقلوب بھی کہتے ہیں۔ وزن :- مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن

شعر :- وہ سستی شہرتوں کا نہ گاہک بن سکے گا
خود اپنے آپ کو جو کبھی بیچا نہیں ہے (انور مینائی)

تقطیع :-

مفاعیلن	فعولن	مفاعیلن	فعولن
وہ سستی شہ	رتوں کا	نَ گاہک بن	سکے گا
خود اپنے آ	پ کو جو	کبھی بیچا	نہیں ہے

بحرِ عریض مزبع سالم :- وزن :- مفاعیلن فعولن

شعر :- نگاہوں میں سما جا ❊ مری ہستی پہ چھا جا (نامعلوم)

مفاعیلن	فعولن
نگاہ ہوسے	سما جا
مری ہستی	پہ چھا جا

بحرِ عریض مسدّس سالم :- وزن :- مفاعیلن فعولن مفاعیلن

شعر :- کہاں جائیں تری بزم سے اُٹھ کر
ہمارا تو کہیں بھی نہیں گھر در (نامعلوم)

بحرِ بسیط :- وزن :- مُستَفعِلُن فاعلن مُستَفعِلُن فاعلن

شعر :- جس شخص نے آج تک چاہا تجھے ٹوٹ کر
تجھ سے بچھڑ کر کہیں رویا نہ ہو پھوٹ کر (شارق جمال)

تقطیع :-

مستفعلن	فاعلن	مستفعلن	فاعلن
جس شخص نے	آج تک	چاہا تجھے	ٹوٹ کر
تج سے بچھڑ	کر کہی	رویا نہ ہو	پھوٹ کر

بحرِ بسیط مثمن مطوّی سالم / مذال :

وزن :- مُفتَعِلُن فاعلن مُفتَعِلُن فاعلن

شعر :- اور بھی ہے پرکشش عشق اگر خام ہے
عشق اگر خام ہے اور خوش انجام ہے (نامعلوم)

تقطیع :-

مفتعلن	فاعلن	مفتعلن	فاعلن
اور بھی ہے	پرکشش	عشق اگر	خام ہے
عشق اگر	خام ہے	اور خوش اَن	جام ہے

بحرِ بسیط مربع مضاعف مطوّی سالم / مذال :-

وزن :- مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان

شعر :- عشق ہے وہ شہود عشق اصل شہود
عشق ہے رازِ ازل عشق ہے سرِّ وجود (اقبال)

www.urduchannel.in

تقطیع :-

مفتعلن	فاعلان/فاعلن	مفتعلن	فاعلان
عشق ہ وح	ے شہود	عشق ہ اص	ے شہود
عشق ہ را	زے ازل	عشق ہ سر	ے وجود

نوٹ :- بحرِ بسیط مثمن میں دوسرا رکن صرف فاعلن ہو سکتا ہے۔ اور مربع مضاعف میں فاعلان بھی رکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا دوسرا رکن جب فاعلان ہو تو چوتھے رکن کا بھی فاعلان ہونا لازمی نہیں۔ لہٰذا بعض عروضیوں کا اس نکتہ پر اصرار بے معنی ہے۔ لہٰذا اقبال کے درج بالا شعر میں پہلے مصرعے کا پہلا حشو فاعلان اور مصرعۂ ثانی کا پہلا حشو فاعلن ہے۔

بحرِ عمیق :- وزن :- فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

شعر :- کیوں مرے سر منڈھی ہیں کل جہاں کی خطائیں
کیا یہی دل لگانے کی ملی ہیں سزائیں

تقطیع :-

فاعلن	فاعلاتن	فاعلن	فاعلاتن
کو مرے	سر منڈی ہے	کل جہا	کی خطائے
کا یہی	دل لگانے	کی ملی	ہے سزائے

بحرِ عمیق مسدّس سالم :-

وزن :- فاعلن فاعلاتن فاعلاتن

شعر :- آنے کو آ گئی فضلِ بہاری
میرے گھر میں وہی ہے سوگواری (نامعلوم)

تقطیع :-

فاعلن	فاعلاتن	فاعلاتن
آنَ کو	آ گئی فص	لے بہاری
میرَ گر	مے وہی ہے	سوگواری

بحرِ عمیق مربع سالم :- وزن :- فاعلن فاعلاتن

شعر :- کس کی پھیلی ضیائیں ؟ جگمگائی فضائیں (نامعلوم)

تقطیع :-

فا علن	فاعلاتن
کس کی پھے	لی ضیائیں
جگ مگا	ئی فضائیں

بحرِ مدید

بحرِ مدید مثمن سالم :- وزن :- فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

شعر :- دل مرا آتش فشاں دیکھئے کب تک رہے
میرے ہونٹوں پر فغاں دیکھئے کب تک رہے (کمال احمد صدیقی) ✓ P 237

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلن	فاعلاتن	فاعلن
دل مرا آ	تش فشا	دے کھئے کب	تک رہے
میرے ہو ٹو	پر فغا	دے کھئے کب	تک رہے

نوٹ :- عروض ضرب میں فعلن (ع بہ تحریک) منزال لایا جا سکتا ہے۔ یہ وزن مربع سالم محذوف کو مربع مضاعف کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

بحرِ مدید مربع سالم / مذال :- وزن :- فاعلاتن فاعلن / فاعلان

www.urduchannel.in

شعر:- آج ہم مجبور ہیں ❊ آج ہم مقہور ہیں (نامعلوم)

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلن
آج ہم مج	بور ہی
آج ہم مق	ہور ہی

بحر مدید مسدس سالم :- وزن :- فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

شعر :- ہیں ہوا برباد تو غم نہیں ہے
آپ کی پرسش کچھ بھی کم نہیں ہے (نامعلوم)

کمال احمد صدیقی P.240

تقطیع :-

فاعلاتن	فاعلن	فاعلاتن
مے ہُوا بر	باد تو	غم نہی ہے
آپ کی پُر	سش چ کچ	کم نہی ہے

بحر سریع : بحر سریع مسدس مطوی مطوی مکسوف / مطوی موقوف

شعر :- دیکھا دم نزع دل آرام کو ❊ عید ہوئی ذوق وے شام کو

وزن :- مفتعلن مفتعلن فاع/فع

تقطیع :-

مفتعلن	مفتعلن	فاعلن
دیک دمے	نزع دل آ	رام کو
عیدہُ ئی	ذوق دلے	شام کو

نوٹ :- مفتعلن کی جگہ مفعولن بھی لایا جاسکتا ہے

بحر سریع مخبون مکسوف :- وزن :- مستفعلن مستفعلن فعولن

شعر :- لے دل نہ جا زلفوں میں اس صنم کی
ہر چین اس کی قید ہے ستم کی (نامعلوم)

تقطیع :-

مستفعلن	مستفعلن	فعولن
لے دل نَ جا	زلفوم اُس	صنم کی
ہر چین اس	کی قید ہے	ستم کی

بحر مضارع

بحر مضارع مزاحف سالم :- وزن :- مفاعیلن فاع لاتن

شعر :- مقدر ہی کج ہوا ہے ❊ زمانے سے کیا گلہ ہے (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلن	فاع لاتن
مقدر ہی	کج ہوا ہے
زمانے سے	کا گلہ ہے

بحر مضارع مسدس سالم :- وزن :- مفاعیلن فاعِ لاتن مفاعیلن

شعر :- رہِ حق میں جان اپنی جو دیتا ہے ❊ کبھی مرتا ہی نہیں وہ زمانے میں (نامعلوم)

تقطیع :-

مفاعیلن	فاع لاتن	مفاعیلن
رہِ حق مے	جان اپنی	جُ دیتا ہے
کبھی مرتا	ہِ نہی وہ	زمانے مے

بحر مضارع مسدس اخرب مکفوف سالم :-

وزن :- مفعول (اخرب) فاعِ لات (مکفوف) مفاعیلن (سالم)

www.urduchannel.in

شعر:- پردہ اُٹھا جو اُس رخِ روشن سے
دن کا گماں ہے سارے زمانے کو (نامعلوم)

تقطیع:-

مفعول	فاع لات	مفاعیلن
پردا اُ	ٹاج اُس رُ	خ روشن سے
دن کا گ	ماہ سا رَ	زمانے کو

اس شعر کو رعایتی وزن:- مفعولْ فاع لاتن مفعولن میں بھی ڈبویا جاسکتا ہے۔

بحرِ مضارع مثمن سالم:- وزن:- مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن

شعر:- کہاں جائیں غم کے مارے ٹھکانا ان کا کہاں ہے
زمیں بھی ظلمت نشاں ہے فلک بھی ظلمت نشاں ہے (نامعلوم)

تقطیع:-

مفاعیلن	فاع لاتن	مفاعیلن	فاع لاتن
کہا جائے	غم کے مارے	ٹکانا اُن	کا کہاں ہے
زمی بی ظل	مت نشاہے	فلک بی ظل	مت نشاہے

بحرِ مضارع مثمن اخرب:- وزن:- مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن

شعر:- سورج کا ڈھونڈنا کیا تاروں کی روشنی میں
کوسوں کا فاصلہ ہے عرفاں و آگہی میں (سیماب)

تقطیع:-

مفعول	فاع لاتن	مفعول	فاع لاتن
سورج ک	ڈوڈ نا کا	تارو کِ	روشنی مے
کو سو کا	فاصلہ ہے	عرفا نو	آ گہی مے

بحرِ مضارع اخرب مکفوف محذوف/مقصور:-

وزن:- مفعول فاعِ لاتُ مفاعیلُ فاعلن/فاعلان

شعر:- بڑھتی ہے جن سے روز شریفوں کی آبرو
کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کمینوں کے شہر میں (عتیق احمد عتیق)

تقطیع:-

مفعول	فاعِ لاتُ	مفاعیلُ	فاعِ لُن
بڑتی ہے	جن س روزَ	شریفو کی	آب رُد
کچ ایسے	لوگ بی ہَ	کمینوک	شہر مے

بحرِ مضارع مثمن اخرب سالم اخرب محذوف/مقصور

وزن:- مفعولُ فاعلاتن مفعول فاعلن/فاعلان

شعر:- کیا سادہ لوح ہم ہیں پرستش کے منتظر
پیغام بھیجتے ہیں اُس بےخبر کے نام (نامعلوم)

تقطیع:-

مفعولُ	فاعلاتن	مفعولُ	فاعلن/فاعلان
کا سادَ	لوح ہم ہی	پرستش کِ	منتظر
پیغام	بھیجتے ہیں	اس بےخ	برکِ نام

بحرِ مقتضب:

بحرِ مقتضب مربع سالم:- وزن:- مفعولاتُ مستفعلن

شعر:- لے رہبر یہ بھی ہے خبر
گردش میں ہیں شام و سحر
(زار علامی)

www.urduchannel.in

تقطیع :-

مفعولات	مستفعلن
اے رہ رد یہ	بی ہے خبر
گردش مے ہَ	شام و سحر

بحر مقتضب مربع مرفوع مقطوع :- وزن :- مفعول / مفعولن

مرفوع / مقطوع

شعر :- کالی گھٹا امڈی ٭ لاجام لاساقی (نامعلوم)

تقطیع :-

مفعول	مفعولن
کالی گ	ٹا اُمڈی
لاجام	لاساقی

بحر مجتث مسدس مخبون سالم مربوع :- مفاعِلن فاعلاتن فعل

وزن :- مخبون سالم مربوع

شعر :- دعا برائے دعارہ گئی ہے ٭ دعا میں اب وہ اثر ہی نہیں (فراز)

تقطیع :-

فاعِ لن	فاعلاتن	فَعَلْ
دعا برا	ئے دعارہ	گئی
دعا م اب	وہ اثر ہی	نہی

بحر مقتضب مسدّس سالم :-

وزن :- مَفعُولَاتُ مُستَفعِلُن مُستَفعِلُن

شعر :- ہر تحسین سے ہر مذمّت سے گزر

اس بیکار شکر و شکایت سے گزر (نامعلوم)

کمال احمد صدیقی 218

تقطیع :-

مفعولات	مستفعلن	مستفعلن
ہر تحسین	سے ہر مذم	مَت سے گزر
اس بیکار	شکر و شکا	یت سے گزر

بحر مقتضب مثمن سالم :- وزن :- مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن

شعر :- جب دن رات خلوت میں ہے کیسے ساتھ چھوڑے گا وہ

کیوں ہے آج تم کو یقیں، میرا ہاتھ چھوڑ ـــــ ے گا وہ (شارق جمال)

تقطیع :-

مفعولات	مستفعلن	مفعولات	مستفعلن
جب دن رات	خلوَت مَ ہے	کے سے سات	چوڑے گ وہ
کو ہے آج	تم کو یقی	مے را ہات	چوڑے گ وہ

بحر مقتضب مثمن مطوّی :- وزن :- فاعلاتُ مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن

شعر :- زندگی ہے خواب، نہیں سب حقیقتیں ہیں اہم

غم اہم ہیں ان کو سمجھ تیری حسرتیں ہیں اہم (نامعلوم)

کمال احمد صدیقی 216

تقطیع :-

فاعلاتُ	مفتعلن	فاعلاتُ	مفتعلن
زندگی ہَ	خاب نہی	سب حقیق	تے ہَ اہم
غم اہم ہَ	اُن ک سمج	تیری حسر	تے ہَ اہم

بحر مقتضب مثمن مطوّی، مطوّی مسکن مطوّی، مقطوع / مطوّی مسکّن

وزن :- فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن

www.urduchannel.in

شعر:- غازۂ ریا کاری جن پہ جھلملاتا ہے
لگتے ہیں وہ چہرے سب کاغذی گلابوں سے (انورِ مینائی)

تقطیع:-

فاعلات	مفعولن	فاعلاتُ	مفعولن
غازۂ رِ	یا کاری	جن پہ جلم	لاتا ہے
لگتہ وہ	چہرے سب	کاغذی گ	لابو سے

بحرِ مجتث

مجتث مثمن سالم:- مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ

شعر:- اغیار سے گر ملا تو کیا کام قاتل ہمارا
اب لطف کیا، بے مروّت بس پھیر دے دل ہمارا (رند)

تقطیع:-

مستفعلن	فاعلاتن	مستفعلن	فاعلاتن
اغیار سے	گر ملا تُو	کا کام قا	تل ہمارا
اب لطف کا	بے مروّت	بس پھیر دے	دل ہمارا

بحرِ مجتث مثمن مخبون:- وزن:- مفاعِ لُنْ فَعِلاتن مفاعِ لُنْ فَعِلاتن

شعر:- عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے
کہ اپنے سائے سے سر پاؤں سے ہیں دو قدم آگے (غالب)

تقطیع:-

مفاعِ لن	فعِلاتن	مفاعِ لن	فعِلاتن
عجب نشا	طٔ س جلّا	دکے چلے	ہَ ہم آگے
کَ اپنَ سا	ے س سرپا	وَں ہَ دو	قدم آگے

پہلے مصرعے اور دوسرے مصرعے میں "ہم آگے" اور "قدم آگے" میں الفِ وصل کی حرکت 'م' کو دی گئی اور وہ ساقط ہو گیا۔ صرف ساکن الف (ا) تقطیع میں شمار کیا گیا۔ "میں ہم آ آگے میں" میں کی یائے اور نون غنہ ساقط کیا گیا۔

بحرِ مجتث مثمن مخبون:- اس بحر کے آہنگ میں صدر و ابتدا میں مفاعلن حشو میں فعِلاتن مفاعلن (فعِلاتن کی جگہ مفعولن بھی لایا جا سکتا ہے) عروض/ضرب میں فعِلان (مقصور) فعَلان (مقصور مسکن) فعِلُنْ (محذوف) اور فعَلُنْ (محذوف مسکن) کثرت سے مستعمل ہیں۔

بحرِ مجتث مخبون محذوف:-

وزن:- مَفاعِلُنْ فَعِلاتُنْ مَفاعِلُنْ فعلن

شعر:- کسی کے وعدے پہ اتنا جو انتظار کیا
ارے یہ کون دل تھا کہ اعتبار کیا (عزیز لکھنوی)

تقطیع:-

مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعِلُنْ
کسی کے وع	دپ اتنا	ج انتظا	ر کیا
ارے یے کو	نَ س دل تا	ک اعتبا	ر کیا

آخری رکن فعِلُنْ (بہ حرکت ع) ہے۔

بحرِ مشاکل مثمن سالم:-

وزن:- فاعِ لاتن مفاعی لن فاعِ لاتن مفاعی لن

شعر:- گردشِ بخت نے ہم کو وہ تماشے دکھائے ہیں
عمر بھر دیدۂ تر نے اشکِ حسرت بہائے ہیں (نامعلوم)

www.urduchannel.in

تقطیع :-

فاع لاتن	مفاعیلن	فاعِ لاتن	مفاعیلن
گردشِ بخ	تِ نے ہم کو	وہ تماشے	دکاءِ ہی
عمر بردی	دئے ترنے	اشکِ حسرت	بہائے ہی

بحرِ مشاکل مسدّس سالم :- وزن :- فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن

شعر :- چاند سورج میں نظارا اُسی کا ہے ؎ کوئی بھی جلوہ ہو اُسی کا ہے (نامعلوم)

تقطیع :-

فاع لاتن	مفاعیلن	مفاعیلن
چاد سورج	مَ نظّارا	اسی کا ہے
جلو کوئی	ب ہو جلوا	اُسی کا ہے

بحرِ مشاکل مربّع سالم :- وزن :- فاع لاتن مفاعیلن

شعر :- کون کہتا ہے زحمت ہے ؎ دردِ اُلفت تو نعمت ہے (زار)

تقطیع :-

فاعِ لاتن	مفاعیلن
کون کہتا	ہَ زحمت ہے
دردِ اُلفت	تُ نعمت ہے

بحرِ مشاکل مربع سالم مقبوض :-

وزن :- فاعِ لاتن مَفا عِلُن

شعر :- زندگی زندگی نہیں

روشنی روشنی نہیں (نامعلوم)

تقطیع :-

فاعِ لاتن	مَفا عِلُن
زندگی زِن	دگی نہی
روشنی رَوْ	شنی نہی

بحرِ منسرح مسدّس سالم : وزن :- مُستَفعِلُن مَفعُولاتُ مُستَفعِلُن

شعر :- آہنگِ نغمہ سن کر تو بتلاؤ تم

بالکل نیا ہے پیمانہ کچھ تو کہو (کمال احمد صدیقی)

P. 210

تقطیع :-

مستفعلن	مفعولات	مستفعلن
آہنگِ نغ	مَ سُن کرتُ	کچ تو کہو
بلکل نیا	ہے پیمانَ	کچ تو کہو

بحرِ منسرح مثمن مطوّی، مطوّی مسکون :

وزن :- مُفتَعِلُن فَاعِلُن مفتعلن فاعلن

شعر :- سلسلۂ ارتقا نشو نما مستقل

عالمِ موجود سے عالمِ امکان تک (نامعلوم)

کمال احمد صدیقی P. 212

تقطیع :-

مفتعلن	فَاعِلُن	مفتعلن	فاعلن
سلسلۂ	ارتقا	نشو نما	مستقل
عالم مو	جود سے	عالمِ ام	کان تک

بحرِ منسرح مربع مضاعف ۔ مطوّی ۔ مطوّی موقوف

وزن :- مفتعلن فاعلان ۔ مفتعلن فاعلان

www.urduchannel.in

شعر:- عشق ہے وصل تمام عشق ہے وصل دوام
عشق ہے ترکِ رسوم عشق ہے ترکِ قیود (نامعلوم)

تقطیع:-

مفتعلن	فاعلان	مفتعلن	فاعلان
عشق ہ وص	لے تمام	عشق ہ وص	لے دوام
عشق ہ تر	کے رسوم	عشق ہ تر	کے قیود

بحر منسرح مثمن مطوّی مطوّی منحور:-

وزن:- مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن فع
مطوّی مطوّی مطوّی منحور

شعر:- آہ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے
طاقتِ بیداد انتظار نہیں ہے (غالب)

تقطیع:-

مفتعلن	فاعلاتُ	مفتعلن	فع
آہ کہ مری	جان کو قَ	رار نہیں	ہے
طاقتِ بے	دادِ انتَ	ظار نہیں	ہے

بحر خفیف

بحر خفیف مثمن:-

وزن:- فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ

شعر:- کس کی آمد پر بوئے گل اس قدر سودائی ہوئی
پھر رہی ہے گلشن میں چاروں طرف اترائی ہوئی
(نامعلوم)

تقطیع:-

فاعلاتن	مستفعلن	فاعلاتن	مستفعلن
کس کی آمد	پر بوئے گل	اس قدر سو	دائی ہوئی
پھر رہی ہے	گلشن میں چا	رو طرف اِت	رائی ہوئی

بحر خفیف مسدس سالم:- وزن:- فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن

شعر:- غم حوادث کا اس قدر کر نہ اے دل
زیست میں آتے ہیں مراحل ہزاروں (نامعلوم)

تقطیع:-

فاعلاتن	مستفعلن	فاعلاتن
غم حوادث	کا اس قدر	کر نہ اے دل
زیست میں آ	تے ہی مرا	حل ہزارو

بحر خفیف مسدّس سالم (فاعلاتن):-

فَعِلَاتن مفاعلن فَعِلان
مخبون مخبون مخبون مقصور

فَعْلَان فَعِلُنْ فَعِلُنْ
مخبون مقصور مسکّن مخبون محذوف مسکّن

صدر و ابتدا میں فاعلاتن ۔ فعلاتن اور مفعولن لائے جا سکتے ہیں۔ عروض و ضرب میں فَعْلن ۔ فَعِلُن ۔ فَعْلان ۔ اور فَعِلان کی اجازت ہے۔

مثالیں:- (۱) ہدفِ صد عتاب ہیں ہم لوگ
منتظرِ انقلاب ہیں ہم لوگ
(2) مصحفِ رخ تو ہم بھی پڑھتے ہیں
مان! اہلِ کتاب ہیں ہم لوگ

P.254

www.urduchannel.in

(3) نرگسِ چشمِ نازمیں ہے خمار
اور مست و خراب ہیں ہم لوگ

(4) آپ ظلمت مآب لاکھ سہی
سرخیٔ آفتاب ہیں ہم لوگ

(5) تم ہو حسن میں مثال اپنی
عشق میں لاجواب ہیں ہم لوگ

1۔ پہلے شعر کا ثانی مصرع:	فاعلاتن	مفاعلن	فعلان
	منتظران	قلاب ہی	ہم لوگ
2۔ دوسرے شعر کا پہلا مصرع:	فاعلاتن	مفاعلن	فعلن
	مصحفِ رُخ	ت ہم بپڑ	تے ہیں
3۔ تیسرے شعر کا پہلا مصرع:	فاعلاتن	مفاعلن	فعلان
	نرگسِ چشِ	م نازمے	ہ خمار
4۔ چوتھے شعر کا پہلا مصرع:	فاعلاتن	مفاعلن	فعلن
	آپ ظلمت	مآب لا	کہ سہی
5۔ پانچویں شعر کا پہلا مصرع:	مفعولن	مفاعلن	فعلن
	تم ہو حُس	نَ مے مثا	لپنی

بحرِ قریب

بحرِ قریب مسدّس سالم: مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن

شعر:- محبت کی نظر کا یہ معجزہ ہے
سراپا درد بن کر دل رہ گیا ہے (نامعلوم)

تقطیع:-

مفاعیلن	مفاعیلن	فاع لاتن
محبت کی	نظر کا ہے	معجزا ہے
سراپا در	د بن کر دل	رہ گیا ہے

بحرِ قریب مسدس محذوف لآخر:- وزن:- مفاعیلن مفاعیلن فاعِلُن

شعر:- بہت بکھری ہوا لیکن کیا ہوا
چراغِ آرزو جلتا ہی رہا (معلوم)

تقطیع:-

مفاعیلن	مفاعیلن	فاع لُن
بہت بکھری	ہوا لیکن	کیا ہوا
چراغے آ	رزو جلتا	ہی رہا

بحرِ قریب مسدّس مقبوض لآخر:-

وزن:- مفاعیلن مفاعیلن مفتع لُن

شعر:- سبھی رستے میں گم ہو کر رہ گئے ہیں
یہاں آسودۂ منزل کون ہوا

تقطیع:-

مفاعیلن	مفاعیلن	مفتع لن
سبی رستے	مَ گم ہو کر	رہ گ ءِ ہی
یہا آسو	دۂ منزل	کون ہوا

بحرِ قریب مسدّس مقبوض مقبوض اہتم:-

وزن:- مفاعِلُن مفاعلن فعَلُن

www.urduchannel.in

شعر:- شرارِ حُسن کا اثر تو ہے ؛ مثالِ شمع جل رہا ہوں میں

تقطیع:-

مفاعلن	مفاعلن	فعلن
شرارے حُس	ن کا اثر	تو ہے
مثالے شم	ع جل رہا	ہُوں مے

بحرِ جدید

بحرِ جدید مسدس سالم:- وزن: فاعلاتن فاعلاتن مُستفعِلُن

شعر:- مسئلے ہوں گے عمل سے حل ایک دن
ہو گی پیدا کوئی صورت مشکل ہے کیا (نامعلوم)

تقطیع:-

فاعلاتن	فاعلاتن	مُس تفع لن
مسئلے ہُو	گے عمل سے	حل ایک دن
ہو گی پیدا	کوی صورت	مشکل ہَ کا

بحرِ جدید مسدس سالم مخبون ۔ مخبون مسبّغ:-

وزن فعلاتن فعلاتن مفاعِ لُن
فاعلاتن مخبون مخبون مسبّغ

شعر:- جو کبھی ایک گھڑی ہاں بھی ہو گئی
تو رہی پھر وہی دو دو پہر نہیں (انشا)

تقطیع

فعلاتن	فعلاتن	مفاعِ لُن
ج کبھی اے	ک گڑی ہا	ب ہو گئی
تُ رہی پر	وہ دو دو	پہر نہی

بحرِ جدید سالم مخبون مخبون مقصور:-

وزن:- فاعلاتن فعلاتن فعولن
سالم مخبون مخبون مقصور

شعر:- رازِ الفت کسی پر کیا کروں وا ؛ قابلِ شرح نہیں یہ کہانی (نامعلوم)

تقطیع:-

فاعلاتن	فعلاتن	فعولن
رازِ الفت	کِ س پر کا	کرو وا
قابلِ شر	ح نہی ے	کہانی

بحرِ متقارب

یہ بحر مثمن۔ مسدس۔ مربع۔ دوازدہ رکنی (بارہ رکنی)۔ چہاردہ رکنی (چودہ رکنی) استعمال کی جاتی ہے۔ شانزدہ رکنی (سولہ رکنی) کو مسمّط کر دینے سے حسین معلوم ہوتی ہے۔

بحرِ متقارب مثمن سالم:- وزن:- فَعُولُنْ فَعُولُنْ فَعُولُنْ فَعُولُنْ

شعر:- پھر کے راہ سے وہ یہاں آتے آتے
اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے

تقطیع:-

فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
پھرے را	ہَ سے وہ	یہا آ	ت آتے
اجل مر	رہی تُو	کہا آ	ت آتے

اسی وزن کو دوگنا (مضاعف) کر دیں تو وہ ہزگا ←

www.urduchannel.in

متقارب مثمن سالم مضاعف :-

وزن :- فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

شعر:- کیا ہم نے موقوف آہوں کا بھرنا تو کیوں کر یہ پہنچیں گی بابِ اثر تک
یہ وعدے کی شب ہے تم آؤ نہ آؤ ہمیں جاگنا ہے طلوعِ سحر تک

کامل احمد صدیقی P.112

تقطیع :-

فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
کیا ہم	نَ موقو	ف آہو	کَ برنا	تو کو کر	ے پہنچے	گِ باب	اثر تک
سے وعدے	کِ شب ہے	تم آؤ	نَ آؤ	ہمے جا	گنا ہے	طلوعے	سحر تک

بحرِ متقارب مثمن محذوف :- وزن :- فعولن فعولن فعولن فعَلُ

شعر:- گیا دورِ سرمایہ داری گیا
تماشا دکھا کر مداری گیا (حالی)

تقطیع :-

فعولن	فعولن	فعولن	فعل
گیا دو	رِ سرما	ے داری	گیا
تماشا	دکا کر	مداری	گیا

نوٹ :- فَعَلُ کے عوض فَعُوْلُ (مقصور) بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسے

شعر:- عیدن کے غم میں ہوا دن بسر
خدا جانے اب کیا دکھائے گی رات (سعید)

مصرعۂ ثانی کا آخری رکن فعول (گِ رات) ہے۔

بحرِ متقارب مثمن مقصور :-

وزن :- فعولن فعولن فعولن فعُوْلُ

شعر:- پلا ساقیا مجھ کو جامِ شراب
وہ پانی کہ ہو جس میں موتی کی آب (میر حسن)

تقطیع :-

فعولن	فعولن	فعولن	فعُوْلُ
پلا سا	قیا مجھ	کو جا مِ	شراب
وہ پا نی	کہ ہو جس	میں مو تی	کی آب

نوٹ :- فَعُوْلُ (مقصور) کی جگہ محذوف (فَعَلُ) بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ پچھلے شعر میں۔

بحرِ متقارب مثمن اثلم سالم :- وزن :- فعلن فعولن فعولن فعولن

اثلم سالم

شعر:- جام مئے عشق موند آنکھ پی جا
ہے ایک ہی گھونٹ کڑوا کسیلا (انشا)

تقطیع :-

فعلن	فعولن	فعولن	فعولن
جا مے	مے عش	قَ مودا	کَ پی جا
ہے اے	کَ ہی گو	ٹ کڑوا	کسیلا

بحرِ متقارب مثمن اثرم سالم :-

وزن :- فَعَلُ فعولن فعولن فعولن

شعر:- ایک گھڑی بھی نہ آرام پایا
ہم نے یونہی زندگی کو گنوایا (نامعلوم)

اس بحر کے اور بھی رعایتی اوزان ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر انہیں درج نہیں کیا گیا۔

www.urduchannel.in

تقطیع:-

فعلُ	فعولن	فعولن	فعولن
ایکَ	گڑی بی	نَ آرا	مَ پایا
ہم نَ	یُہی زن	دَگی کو	گوایا

بحرِ متقارب اثرم مقبوض سالم:- وزن:- فعلُ فعول فعول فعولن

اثرم مقبوض سالم

اِس بحر کے کئی رعایتی اوزان ہیں مگر یہ وزن ؎

فَعَلُنْ فَعَلُنْ فَعَلُنْ فَعَلُنْ

اثرم مقبوض مخنّق مقبوض مخنق سالم مخنق زیادہ مستعمل ہے۔

مثال ؎ صبر نے چاہی دل سے رخصت

تاب نے ڈھونڈی اک دم فرصت (میر)

تقطیع:-

فعلن	فعلن	فعلن	فعلن
صبرنے	چاہی	دل سے	رخصت
تابَ نے	ڈوڈی	اک دم	فرصت

اس بحر کی صرف چار ترتیبِ ارکان (اوزان) درج کی جاتی ہیں ان اوزان کا استعمال اردو شاعری میں کثرت سے ہوا ہے (1) فعلُ فعولن فعلُ فعولن (2) فعلُ فعولن فعلن فعلن (3) فعلن فعلن فعل فعولن (4) فعلن فعلن فعلن فعلن ـــ یہاں فعلُ فعولن عمل تخنیق سے فعلن فعلن ہو جاتے ہیں۔

وزن نمبر 1، 2، اور 3 کے لئے مصاریع دیئے جا رہے ہیں۔ قارئین اُن کی تقطیع کریں:-

1. خواب و خورش کا نام نہ آیا
2. آج کسی کو فرصت کب ہے
3. برقِ خرمنِ عالمِ امکاں

بحرِ متقارب مثمن اثرم مقبوض محذوف:-

وزن:- فعلُ فعولُ فعولُ فعل

اثرم مقبوض محذوف

اس بحر کے کئی اوزان ہیں جن کا خلط جائز ہے۔ رعایتی وزن فعلن فعلن فعلن فع کا آہنگ بہت مانوس ہے۔

ذیل میں مصنف کے دو شعر مع تین رعایتی اوزان درج ہیں:-

؎ دہشت دنگا دیکھیں گے — فعلن فعلن فعلن فع

خون خرابہ دیکھیں گے — فعلُ فعولن فعلن فع

؎ بستی بستی بہتا ہوا — فعلن فعلن فعلُ فعلُ

آگ کا دریا دیکھیں گے — فعلُ فعولن فعلن فع

بحرِ متدارک

یہ بحر مترنم اور کثیر الاستعمال ہے۔ مربع۔ مسدس۔ مثمن۔ بارہ رکنی چودہ رکنی اور سولہ رکنی استعمال کی گئی ہے۔ یہ بحر متقارب (فعولن) کا عکس ہے (لُن فَعُوْ = فاعلن) متقارب اور متدارک کے مزاحفات کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ یہ خیال رکھنا لازمی ہے کہ متقارب کے مزاحفات تخنیق کے عمل سے اور متدارک کے زحافات تسکین کے عمل سے حاصل کئے جاتے ہیں لہٰذا ان کے اوزان کو برتتے وقت احتیاط لازمی ہے۔

www.urduchannel.in

بحرِ متدارک مسدّس سالم :- وزن :- فاعلن فاعلن فاعلن

شعر:- عمر بھر کے لئے اک نظر
اک نظر کے لئے عمر بھر (شمیم جئے پوری)

تقطیع :-

فاعلن	فاعلن	فاعلن
عمر بھر	کے لئے	اک نظر
اک نظر	کے لئے	عمر بھر

بحرِ متدارک مثمن سالم :- وزن :- فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

شعر:- ہر کسی سے یہ دلدار ممکن نہیں ؛ سوزِ غم چاہیئے شاعری کے لئے (دلدار ہاشمی)

تقطیع :-

فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
ہر کسی	سے ے دل	دار مم	کن نہی
سوزِ نم	چا ہیئے	شاعری	کے لئے

بحرِ متدارک مثمن احذ لآخر :-

وزن :- فاعلن فاعلن فاعلن فع

شعر:- ذرّے ذرّے میں تو ضو فشاں ہے
قطرے قطرے میں تیرا نشاں ہے (ناوک حمزہ پوری)

تقطیع :-

فاعلن	فاعلن	فاعلن	فع
ذرّے ذر	رے مے تو	ضو فشا	ں ہے
قطرے قط	رے مے تے	را نشا	ں ہے

بحرِ متدارک مثمن مضاعف احذ لآخر

وزن : فاعلن فاعلن فاعلن فع فاعلن فاعلن فاعلن فع

شعر:- اے ہوا بھاگتے ساعتوں کی کچھ بھی باقی نہیں میرے اندر
طاقِ دل میں سسکتے ہوئے کچھ حسرتوں کے دئے رہ گئے ہیں (انور مینائی)

فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن	فع	فاعلن	فاعلن	فع
اے ہوا	بھاگتے	ساعتو	کچ بی با	کی	قی نہی	میرے اند	در
طاقِ دل	مے سک	تے ہوئے	حسر تو	کچ	کے دئے	رہ گئے	ہی

بحرِ متدارک سالم مقطوع لآخر :

وزن : فاعلن فاعلن فاعلن فعلن

شعر:- راہ میں ہو ملاقات ناممکن
ہو کبھی یہ کرامات ناممکن (کمال احمد صدیقی)
P. 129

تقطیع :-

فاعلن	فاعلن	فاعلن	فعلن
راہ مے	ہو ملا	قات نا	ممکن
ہو کبھی	مے کرا	مات نا	ممکن

بحرِ متدارک مسدّس مقطوع لآخر :-

وزن :- فاعلن فاعلن فع

شعر:- نیزہ پر سر لئے ہے
شمرِ جلّاد ہے ہے!
کمال احمد صدیقی
P. 130

www.urduchannel.in

فاعلن	فاعلن	فع
نیزہ پر	سر لئے	ہے
شمرِ جل	لا دہے	ہے

بحرِ متدارک مثمن جمیع مقامات :

وزن :- فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ

شعر :- کوئی مٹ گیا حرفِ غلط کی طرح
کوئی چھوڑ کے اپنی مثال گیا (انور مینائی)

تقطیع :-

فعلن	فعلن	فعلن	فعلن
کوئی مٹ	گیا حر	فِ غلط	کِ طرح
کوئی چھو	ڑ کے اپ	نی مثا	ل گیا

اس بحر کے چودہ رعایتی اوزان ہیں۔ ان اوزان میں فَعَلُنْ فَعْلُنْ اور فَعِلُنْ فَعْلُنْ کا خلط بھی روا ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف اک ہم وزن درج ہے۔

متدارک مخبون مسکّن :- فَعَلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ۔

یہ وزن متقارب کا بھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ متقارب میں اسے عملِ تخنیق سے حاصل کیا جاتا ہے اور متدارک میں عملِ تسکین سے۔ متقارب میں یہ وزن اثرم مقبوض مخنّق سالم مخنّق کہلائے گا۔

بحرِ متدارک مثمن مخبون مُضاعف :-

وزن :- فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَعِلُنْ

شعر :- ہمیں ساغر و بادہ کے دینے میں اب کرے دیر جو ساقی تو ہائے غضب
کہ یہ دور یہ عہدِ نشاط و طرب نہ رہے گا جہاں میں سدا نہ رہا
(شہنشاہ ظفر)

فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ
ہم سا	غرو با	دکے دے	ن م اب	کر دے	رج سا	قی ت ہا	ءغضب
کے دو	رے عہ	دِ نشا	ط و طرب	ن رہے	گ جہا	م سدا	ن رہا

بحرِ متدارک مثمن مقطوع المضاعف :-

وزن : فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ

شعر : اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

یہاں شعر میں کسی بھی مقام پر فَعْلُنْ اور فَعِلُنْ کا خلط جائز ہے۔

فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ
اقبا لَ بڑا اُپدے شک ہے من با تو مے مو لے تا ہے
فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ فَعْلُنْ فَعِلُنْ
گفتا رکے غازی تُ بنا کردا رکِ غا زی بن نَ سکا

www.urduchannel.in

اقسامِ نثر

نثر کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں (۱) نثر مرجّز (۲) نثر مقفّیٰ (۳) نثر مسجّع۔

نثر مرجّز :۔ وہ نثر جس میں شعر کی مانند وزن ہو اور قافیے کی کوئی قید نہ ہو۔ یا وہ نثر جس کے دونوں فقروں کے الفاظ ہم وزن تو ہوں مگر قافیہ نہ ہو۔ نیز حرکات و سکنات کے اعتبار سے الفاظ مساوی ہوں۔

مثلاً :۔ (باوزن فقرے) سنتے ہیں ازل سے سب۔ یہ مطلعِ نورانی۔ پر اس کے سوا اب تک۔ اس ساری غزل میں سے اک شعر نہیں پایا، لیکن مجھے ہاتھ آیا اس وقت غنّی موقع (آغا غنی کی نثر)

نثر مقفّیٰ :۔ یہ نثر مرجّز کے برعکس ہے۔ یعنی وہ نثر جو وزن سے عاری مگر قافیہ رکھتی ہو۔

مثلاً : معشوق کی ہنستی پیشانی میں بوستانِ مسرّت کی شان۔ عاشق کی جبین گلستانِ رنج کا عنوان۔ اس نثر کے دونوں فقرے لفظوں کے اعتبار سے عموماً مساوی ہوتے ہیں۔ بہ صورتِ استثنیٰ ایک فقرہ دوسرے فقرے سے اس قدر طویل نہ ہو کہ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔

نثر مسجّع :۔ مسجع کے معنی پرندوں کی خوش آواز ہے۔ کبوتر یا قمری کی آواز کو بھی مسجع کہتے ہیں۔

اگر کسی نثر کے دو فقروں کے آخری الفاظ ہم قافیہ ہوں تو وہ نثر مسجع کہلائے گی۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مسجّع متوازی (۲) مسجّع مطرف (۳) مسجّع موازنہ

مسجّع متوازی :۔ وہ ہے کہ فقروں کے آخر کے دو لفظ ہم وزن اور حروفِ آخر میں متفق ہوں۔ جیسے : نظر۔ سحر۔ وغیرہ۔

مثلاً :۔ بکاولی جس کوچہ و بازار میں جاتی۔ اسبابِ عیش مہیا کرتی (جاتی۔ کرتی)

مسجّع مطرف :۔ وہ ہے کہ فقرے کے آخری کلمات وزن میں مختلف اور آخری حرف کے لحاظ سے متفق ہوں۔ مثلاً۔ اگر حکم ہو تو چند روز کے واسطے ہم جنسوں کی صحبت میں جاؤں۔ اور ان کے آب و صال سے اس آگ کو بجھاؤں۔ "جاؤں" اور "بجھاؤں" ہم وزن لیکن حرفِ آخر ایک ہے۔

مسجع موازنہ :۔ وہ ہے کہ دونوں فقروں کے الفاظ آخر میں وزن کے اعتبار سے ایک ہوں مگر حرف آخر مختلف ہو۔

دیکھ روح، یہ ایک جوہر لطیف ہے اور مجھ کو بہت عزیز ہے۔ "لطیف" اور "عزیز" ہم وزن لیکن حرف آخر مختلف ہے۔

www.urduchannel.in

علمِ کلام

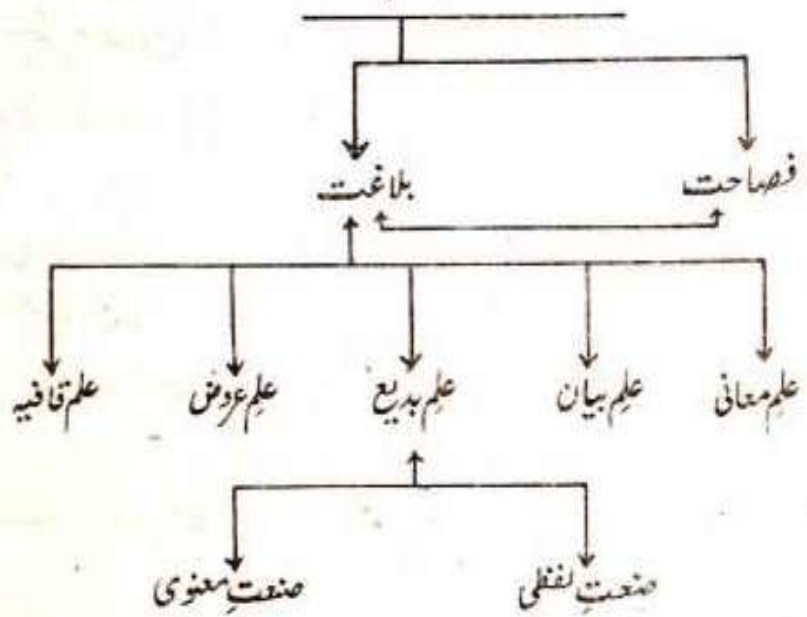

فصاحت :- اصطلاح قواعد میں صاف سادہ، درست اور بامعنی کلام کو کہتے ہیں۔ اہلِ زبان کی زبان ہی فصیح زبان ہوتی ہے۔ فصاحت چونکہ سماعی ہے۔ اس لئے زمانے کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ وہ الفاظ و تراکیب جو ماضی میں مستعمل تھے۔ ان میں کچھ، حال میں متروک ہو ہی جاتے ہیں۔ چند ماہرانِ فصاحت و بلاغت نے فصاحت کو بلاغت سے الگ سمجھا ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے۔ فصاحت، بلاغت کے لئے اور بلاغت فصاحت کے لئے لازم بھی ہے اور ملزوم بھی۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصوّر محال ہے۔ زمانے کے تغیر کا تقاضہ یہی ہوگا کہ حال میں مستعمل کئی

الفاظ و تراکیب مستقبل میں متروک ہو جائیں گے۔ جیسے پر (بمعنی مگر) اور سو (بمعنی اسلئے) اب متروک ہیں۔

علمِ بلاغت :- لغوی معنی تیز زبانی، اور مجازی معنی کلام کو دوسروں تک پہنچانے میں درجۂ کمال پر پہنچنا ہیں۔ وہ طریقۂ بیان جو موقع کی مناسبت اور مطالب کے اعتبار سے ہو، علم بلاغت کہلائے گا۔ یہ علم معانی کی ادائیگی میں خطا اور عبارت کو بداسلوبی سے بچاتا ہے۔ علم بلاغت میں ان امکانات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ ایک ہی معنی کو کئی طریقوں سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ بلاغت پانچ شقوں پر منقسم ہے۔ 1۔ علم معانی 2۔ علم بیان 3۔ علم بدیع 4۔ علم عروض 5۔ علم قافیہ ـــ شمس الرحمٰن فاروقی نے علم عروض اور علم قافیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ان سے پہلے بلاغت کی صرف تین شاخیں متعین تھیں ـــ علم معانی، علم بیان اور علم بدیع ـــ!

علمِ معانی :- وہ علم ہے جس سے مقتضائے حال کے اعتبار سے کلام کی مطابقت معلوم ہو۔ مقتضائے حال سے مراد مناسب مقام پر مناسب الفاظ کا استعمال۔ کلمات کے موزوں استعمال سے معنیٔ مقصود حاصل ہوتے ہیں۔ تعریف کی جگہ تعریفی الفاظ اور ہجو کی جگہ تعریضی الفاظ نہ لائے جائیں ـــ علم معانی سے کلامِ فصیح اور کلامِ غیر فصیح میں تمیز کی جاتی ہے۔ کلامِ فصیح کے ذیل میں محاورہ، روزمرّہ ضرب الامثال وغیرہ کا درستی اور موزونیت سے برتنا لازمی ہے۔

علمِ بیان :- علم بیان کی مختلف عروضیوں نے مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ چند تعریفیں درج ہیں ـــ (1) علم بیان وہ علم ہے جس کے ذریعہ معانی کے اظہار کے لئے نئے نئے انداز اپنائے جائیں۔ کسی بات کو اس طرح ادا کیا جائے کہ ایک معنی دوسرے معنی سے زیادہ واضح اور دل پذیر ہوں ـــ علم بیان میں

www.urduchannel.in

وہ مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

(دلالت :۔ کسی پہچانی ہوئی شئے کے توسط سے اس انجانی چیز کو معلوم کرنا جس کا تعلق پہچانی ہوئی شئے سے ہو)۔ (2) علم بیان وہ علم ہے جس میں ایک مطلب کو مختلف طریقوں سے اس طرح ادا کیا جائے کہ بعض سے مطلب بہ آسانی سمجھ میں آجائے اور بعض سے غور و فکر کے بعد دیر سے سمجھ میں آئے (3) لفظ کو لغوی معنی کے علاوہ کسی تعلق کی بنا پر غیر لغوی معنی میں استعمال کرکے کلام میں دلکشی پیدا کرنا علم بیان کہلاتا ہے۔ کہیں ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند بنا کر اپنے مطلب کو خوبصورت پیرائے میں ادا کرنا اور کہیں ایسا انداز اپنانا کہ قاری اپنی ذہنی استطاعت سے کام لے کر مدعائے شاعر کو سمجھنے میں کامیاب ہو جائے ـــ جیسے برف باری کے عوض شاعر یا ادیب "ریزہ ریزہ کفن برس رہا ہے" یا "سفید آبگینوں کی بورش ہو رہی" ہے استعمال کرتا ہے۔ "سورج اندھا ہے" کہہ کر شاعر یا ادیب ارباب اقتدار کی من مانی اور ان کے استحصالی امور مراد لے سکتا ہے ـــ علم بیان۔ (1) تشبیہ (2) استعارہ (3) مجاز مرسل اور (4) کنایہ۔ پر مشتمل ہے۔

تشبیہ :۔ جب دو چیزیں ایک یا کئی باتوں میں مشترک ہوں، اور دونوں چیزوں کا صفتی لحاظ سے ایک معنی میں متفق اور دوسرے معنی میں منحرف ہونا لازمی ہے۔ ورنہ تشبیہ کمزور ہو جائے گی۔ دونوں چیزوں کے درمیان وصفی اعتبار سے نسبت ہوتی ہے۔ اور دونوں کا ہم جنس ہونا لازمی ہے۔ جیسے

؎ تیرا چہرہ صبح کا تارا لگتا ہے
صبح کا تارا کتنا پیارا لگتا ہے (کیف بھوپالی)

'چہرہ' اور "صبح کا تارا" میں وصفی اعتبار سے یعنی 'حسن' اور سفیدی کے لحاظ سے مماثلت ہے مگر حقیقی طور پر دونوں مماثل نہیں۔

1. مشبّہ :۔ جس چیز کو مرکزِ تشبیہ قرار دیتے ہیں وہ مشبّہ ہے۔ لہٰذا محبوب کا چہرہ مشبّہ ہے۔

2. مشبّہ بہ :۔ جس چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ مشبہ بہ ہے۔ اس طرح "صبح کا تارا" مشبہ بہ ہے۔

3. وجہ شبہ :۔ خوبصورتی یعنی وصفی اعتبار سے صبح کے تارے کی چمک وجہ شبہ ہے۔

4. غرضِ تشبیہ :۔ اظہارِ خوبصورتی یعنی تارے کی چمک کا اظہار۔

5. حروفِ تشبیہ :۔ "لگتا ہے" حروف تشبیہ ہیں۔

اداتِ تشبیہ :۔ اُن حروف کو کہتے ہیں جو تشبیہ کے اظہار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ سا۔ مانند۔ جوں۔ نظیر۔ گویا۔ مثال۔ آسا۔ وغیرہ الفاظ ادات تشبیہ ہیں۔

تشابہ :۔ اگر مشبہ اور مشبہ بہ وصفی اعتبار سے مساوی درجے کے ہوں تو اسے تشابہ کہتے ہیں۔ مثلاً۔ ؎

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں (اقبال)

چاروں خلیفوں کو ہم مرتبہ کہنا "تشابہ" ہے۔

تشابہ میں اک یہ بھی صورت ہوتی ہے کہ مشبہ بہ کو مشبہ اور مشبہ کو مشبہ بہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ؎ خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہیں فقیر
اور وہ جانتے ہیں مسندِ کمخواب کو خاک (ظفر)

طرفینِ تشبیہ :۔ مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفینِ تشبیہ کہتے ہیں۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو حواسِ ظاہری سے

www.urduchannel.in

متعلق ہوں اور دوسرے وہ جو حواسِ باطنی یا عقل سے متعلق۔ حواسِ ظاہری جو حواسِ خمسہ (باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ) سے شناخت کئے جائیں وہ حسّی کہلاتے ہیں اور جو عقل سے دریافت کئے جائیں وہ عقلی۔ طرفین تشبیہہ حسّی کی پانچ صورتیں اور طرفینِ تشبیہہ عقلی کی چار صورتیں ہیں۔

طرفینِ تشبیہہ حسّی:- 1۔ بصری 2۔ سمعی 3۔ شامّی 4۔ مذوقی 5۔ لمسی۔

حسّی بصری:- جن طرفینِ تشبیہہ کو باصرہ (دیکھنے کی قوت) سے محسوس کیا جائے وہ حسّی بصری ہیں۔ مثلاً:

؎ جلوہ دیکھا تری رعنائی کا ؛ کیا کلیجہ ہے تماشائی کا (داغ)

حسّی سمعی:- طرفین تشبیہہ کا تعلق سننے سے ہو تو وہ تشبیہہ سمعی کہلائے گی۔ مثلاً:- دشتِ خاموش کی اجڑی ہوئی راہوں سے مجھے
جادہ پیماؤں کے قدموں کی صدا آتی ہے (جوش ملیح آبادی)

حسّی شامّی:- طرفینِ تشبیہہ اگر سونگھنے سے متعلق ہوں تو وہ تشبیہہ شامّی کہلائے گی۔ مثلاً

؎ وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا
اب عطر بھی ملیں تو پسینے کی بو نہیں (نامعلوم)

حسّی مذوقی:- طرفینِ تشبیہہ اگر چکھنے یا ذائقے سے متعلق ہوں تو وہ تشبیہہ مذوقی ہوگی۔ مثلاً

؎ نمک خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری
ناطقہ بند ہیں سُن سُن کے بلاغت میری (انیس)

حسّی لمسی:- طرفینِ تشبیہہ اگر چھونے سے متعلق ہوں تو وہ تشبیہہ حسّی

لمسی کہلائے گی۔ مثلاً ؎ نبض پر کیا ہاتھ تو نے رکھ دیا
خود بہ خود بیمار اچھا ہو گیا (اعجاز صدیقی)

طرفینِ تشبیہہ عقلی

وہ طرفینِ تشبیہہ جنہیں۔ خیال۔ تصوّر۔ یا جذبے کے ذریعہ محسوس کیا جائے۔

مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی:-

شعر:- اگر نہ روکتا احساسِ خوش لباسی تو
حیات تجھ کو میں بیوہ کی چوڑیاں لکھتا (ظہیر غازی پوری)

حیات مشبہ اور بیوہ کی چوڑیاں مشبّہ بہ دونوں عقلی ہیں۔

مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسّی:-

شعر:- وہ پھول سی کھلتی ہوئی دیدار کی ساعت
وہ دل سا دھڑکتا ہوا اُمّید کا ہنگام (فیض احمد فیض)

مصرعۂ اوّل میں دیدار کی ساعت مشبہ عقلی اور اس کا پھول کی مانند کھلنا مشبہ بہ حسّی ہے۔

مشبہ حسّی اور مشبہ بہ عقلی:- مشبہ کو حس سے اور مشبہ بہ کو عقل سے محسوس کرنا جیسے ؎ مڑ کے دیکھا تھا کہ دریا ایک قطرہ بن گیا
آنکھ جھپکی تھی کہ ساحل پر سفینہ آگیا (عدم)

"مڑ کے دیکھنا" مشبہ حسّی ہے اور دریا کا قطرہ بن جانا مشبہ عقلی ہے۔ بعینہٖ مصرعۂ ثانی میں آنکھ جھپکنا، مشبہ حسّی اور ساحل پر سفینے کا آجانا مشبہ عقلی ہے۔ اس شعر میں مشبہ کو مشبہ بہ سے زیادہ فوقیت دی گئی ہے اور یہی

www.urduchannel.in

اصولِ تشبیہ ہے۔

غرضِ تشبیہ :- اس کا تعلق زیادہ تر مشبّہ سے ہے۔ اس کی کئی صورتیں نکلتی ہیں۔ مثلاً شعر میں مشبہ کے امکانات کا اظہار ہو اور اسے ممنوع بھی ٹھہرایا جائے مشبّہ کے اوصاف جیسے سرخی۔ سفیدی۔ وغیرہ کا اظہار مقصود ہو۔ اس کے علاوہ مشبّہ کی طاقت۔ کمزوری۔ جسامت۔ ذہانت وغیرہ کا اظہار کیا جائے۔

شعر :- جیوں شمع جمع ہوں اگر اہلِ سخن ہزار
آپس میں چاہیئے کہ کبھی گفتگو بھی ہو

اہلِ سخن شمع کے آس پاس جمع ہوں اور بات چیت بھی نہ ہو۔ لہٰذا شعر کا مطلب فوراً واضح نہیں ہوتا۔ شمع کا اپنے آپ میں جلنا مگر خموش رہنا۔ ضبطِ گریہ کی زندہ مثال ہے۔ اور شمع اہلِ سخن کو یہی سبق دینا چاہتی ہے۔ مشبّہ اہلِ سخن اور مشبّہ بہ شمع، دونوں کے درمیان وجہِ شبہ کی جدت سے شعر بلاغت کا عمدہ نمونہ بن گیا۔

دو شعر اور :- ہماری خاکساری سے بھی دنیا خوش نہیں ہوتی (مشبّہ کی کمزوری)
غبارِ راہ بنتے ہیں تو آنکھوں میں کھٹکتے ہیں (نامعلوم)

میں تلخیٔ مزاج کا قائل نہیں مگر (ظہیر غازی پوری)
میری زباں پہ گھلا ہوا برگِ نیم ہے (مشبّہ کا وصف : تلخیٔ مزاج)

اقسامِ تشبیہ :-

1. تشبیہِ جمع :- جب شبہ واحد اور مشبّہ بہ متعدد ہوں۔

؎ کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ ؛ کوئی جنت کوئی کعبہ کوئی گلشن سمجھا (نامعلوم)

کوچۂ محبوب شبہ واحد اور 'جنت' 'کعبہ' 'گلشن' متعدد مشبّہ بہ ہیں۔

2. تشبیہِ تسویہ :- جب مشبّہ کئی اور مشبہ بہ ایک ہو۔

؎ بدن کو جان کو دل کو جگر کو آگ لگی ؛ غمِ فراق مرے گھر کے گھر کو آگ لگی (حسرت موہانی)

متعدد مشبّہ بہ کے طور پر بدن۔ جان۔ دل اور جگر مستعمل ہیں۔ اور گھر مشبّہ بہ واحد ہے۔

3. تشبیہِ قریب :- جب طرفینِ تشبیہ میں قریبی نسبت ہو اور مشبّہ بہ سامنے کی چیز ہو اور آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ اس تشبیہ میں عموماً وجہِ شبہ واحد ہوتی ہے۔ اسے تشبیہِ مبتذل بھی کہا گیا ہے۔ کیوں کہ تشبیہ معمولی اور کم درجہ کی ہوتی ہے۔ مگر شاعرانہ تصرف سے کمال پیدا کیا جا سکتا ہے اور تشبیہ میں ندرت پیدا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً۔

؎ خیالِ زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر (شاہ نصیر)

اس شعر میں زلف کو سانپ سے تشبیہ دینے کے علاوہ سانپ کے نشان کو لکیر اور خیالِ زلف کو لکیر سے تشبیہ دے کر جدّت پیدا کی گئی ہے۔

تشبیہِ بعید :- (تشبیہِ غریب) وہ تشبیہ جس میں وجہِ شبہ غور و فکر کے بعد سمجھ میں آئے۔ اگر وجہِ شبہ کئی تراکیب سے منسلک ہو تو وہ تشبیہ زیادہ بلیغ و لطیف ہوگی۔ مثلاً۔

؎ تشبیہ رگِ گل سے انہیں دوں تو ہے زیبا
ڈورے ہیں تری آنکھ کے اے رشکِ چمن سُرخ

آنکھ کے ڈوروں کو رگِ گل سے تشبیہ دینے سے ایک تو سرخی وجہِ شبہ ہے اور دوسرے یہ کہ ڈوروں کا حسن اور نفاست معشوق کی جوانی کے نشے کا خوبصورت اظہار ہے۔

وجہِ شبہ مرکب :- شعر:- پتلی کا رعب سب پہ عیاں ہے خدائی میں
بیٹھا ہے شعر پنجوں کو ٹیکے ترائی میں (انیس)

آنکھ پتلی۔ گنجان پلکیں۔ نظر کی تیزی، یہ سب وجہِ شبہ کی طرف اشارہ ہیں۔

www.urduchannel.in

مشبہ کو مشبہ بہ سے دور کا تعلق :-

شعر:- بس کہ سودائے خیالِ زلفِ وحشت ناک ہے
تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے (نامعلوم)

اندھیری رات کی وحشت زلفِ سیاہ کی وحشت سے مناسبت رکھتی ہے حالانکہ رات کے دل اور سیاہ کنگھے میں ظاہراً کوئی مناسبت نہیں۔ دلِ شب کو کٹا ہوا تصور کیا اور اس کا چاک سیاہ کنگھے کی مانند نظر آیا۔

تشبیہِ خیالی :- یہ تشبیہ مشترکہ احساس کے باعث قوتِ تخیل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ مرکب کی حیثیت سے خیالی دنیا سے ماخوذ ہوتی ہے۔ مگر اس کا رشتہ بالواسطہ ہماری دنیا سے ہوتا ہے جیسے "زمرد کے پر" اور "یاقوت کی چونچ" وغیرہ

شعر:- گیسوئے مشکیں رُخِ محبوب پر آنے لگے
چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے

چشمۂ خورشید میں سانپوں کا لہرانا خیالی بات ہے مگر چشمہ، خورشید اور سانپ الگ طور پر اپنا وجود رکھتے ہیں اور احساسِ مشترک کے ذریعہ خیال میں آتے ہیں۔

تشبیہِ وہمی :- قوتِ تخیل کے بل پر قیاسی تشبیہ ایجاد کی جاتی ہے وہ تشبیہ وہمی کہلاتی ہے۔

شعر:- صندل اس کی ہے مانگ میں کیا خوب
راہِ ظلمات میں یہ دلدل ہے (نامعلوم)

اس شعر میں راہ ظلمات میں دلدل کا تصور وہم ہے۔

تشبیہِ ملفوف :- مشبہ اور مشبہ بہ پے بہ پے آئیں تو یہ تشبیہ ملفوف کہلائے گی۔ شعر:- ڈوپٹہ سر پہ ہے بادلے کا گلاب پاش ان کے ہاتھ میں ہے
(شاہ نصیر) نہ کیونکہ چمکے نہ کیوں کہ برسے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں

یہاں سر، بادلے کا ڈوپٹہ اور گلاب پاش تینوں مشبہ ہیں اور فلک، بجلی اور باراں مشبہ بہ۔

تشبیہِ مفروق :- پہلے ایک مشبہ اور ایک مشبہ بہ بعینہٖ پھر ایک مشبہ اور ایک مشبہ بہ اور یہ سلسلہ اسی طرح چلے۔ مثلاً ؎

زلف سنبل، رخ ہے گل اور چشم بادام سیاہ
قد ہے سروِ بوستان و لب ہے یاقوتِ یمن (صہبائی)

زلف، رخ اور چشم کے لئے بالترتیب سنبل، گل اور بادام کی تشبیہات لائی گئی ہیں۔ مصرعۂ ثانی میں قد کے لئے سروِ چمن اور لب کے لئے یاقوتِ یمن، بلیغ تشبیہات ہیں۔

تشبیہِ مشروط : تشبیہِ قریب یا تشبیہِ مبتذل میں کوئی شرط لگانے سے یہ تشبیہات بلیغ ہو جاتی ہیں۔ اور تشبیہِ مشروط کہلاتی ہیں۔ مثلاً :

؎ رخسار کو قمر جو کہوں اس میں داغ ہے
خورشید ہے تو کیا ہے وہ دن کا چراغ ہے (انیس)

چاند میں داغ ہے اس لئے معشوق کے رخ سے اس کی تشبیہ معمولی ہے۔ خورشید بھی رخسارِ معشوق کی تشبیہ قرار نہیں پاتا کیونکہ یہ صرف دن کو روشنی دیتا ہے جب کہ رخسارِ معشوق راتوں میں بھی چمکتا ہے۔

تشبیہِ موکد :- وہ تشبیہ جس میں حروفِ تشبیہ غائب ہوں۔ مثلاً

؎ عارض کے قریں زلف سیہ فام ہوئی ہے
نکلا ہے ابھی چاند ابھی شام ہوئی ہے (شمیم کرہانی)

عارض کو چاند سے اور کالی زلف کو شام سے تشبیہ دی ہے مگر ادات تشبیہ مذکور نہیں۔

www.urduchannel.in

استعارہ (METAPHOR)

استعارہ کے معنی ہیں کسی چیز کو عاریتاً طلب کرنا۔ جب کسی لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر اُسے مجازی معنی میں استعمال کریں تو حقیقی اور مجازی معنوں میں کوئی نہ کوئی ربط ہوگا۔ اگر یہ ربط تشبیہہ کا ہے تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ لہٰذا استعارہ مجاز کی اک شکل ہے۔ انگریزی میں اسے METAPHOR کہتے ہیں۔ جس طرح تشبیہہ میں طرفینِ تشبیہہ، مشبہ اور مشبہ بہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح استعارے میں طرفینِ استعارہ مستعار لہ (مشبہ) اور مستعار منہ (مشبہ بہ) ہوتے ہیں۔ تشبیہہ کی وجہِ شبہ استعارے میں وجہ جامع کہلاتی ہے۔

تشبیہہ اور استعارے کا فرق :- دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تشبیہہ میں مشبہ کو مشبہ بہ کی مانند قرار دیتے ہیں۔ اور استعارہ میں مشبہ کو راست طور پر مشبہ بہ قرار دیتے ہیں۔ جیسے: تشبیہہ میں "آنکھیں نرگس جیسی ہیں" کہتے ہیں اور استعارہ میں "آنکھیں نرگس ہیں" کہتے ہیں۔ لہٰذا تشبیہہ غُلو ہی استعارہ ہے۔ تشبیہہ میں لغت کی کار فرمائی ہے مگر استعارہ خود وضع کیا جاتا ہے جس کا تعلق لسانی سیاق و سباق سے ہوتا ہے۔ استعارہ مرہونِ لغت نہیں ہوتا۔ استعارے کو تشبیہہ پر ہر طرح سے فوقیت حاصل ہے۔ یہ شعر کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر پہنچاتا ہے۔ یہ شعر دیکھئے

؎ یہ چاندنی ہے بدن کی کہ تاج کا مرمر
یہ گیسوؤں کی گھٹا ہے کہ رات ساون کی

اس شعر میں بدن کو تاج کے مرمر سے اور گیسوؤں کو ساون کی رات سے تشبیہہ دی گئی ہے مگر بدن کو چاندنی اور گیسوؤں کو گھٹا کا استعارہ کرنے سے شعر بلاغت اور فصاحت

کے کس معیار پر پہنچا ہے یہ اہلِ ذوق کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

استعارے کی اقسام :-

۱۔ استعارہ بالتصریح :- وہ استعارہ جس میں مستعار منہ کا مذکور ہو اور مستعار لہٗ غائب ہو۔ جیسے ؎ ربط ہے شمع کو پروانوں سے
آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانوں سے (نامعلوم)

اس شعر میں مستعار منہ شمع اور پروانے کا ذکر ہے مگر مستعار لہٗ یعنی عاشق و معشوق کا مذکور نہیں۔

استعارہ بالکنایہ :- وہ استعارہ جس میں مستعار منہ کا ذکر نہ ہو مگر اس کے تلازمات بیان کئے جائیں۔ مثلاً۔ بھدی آواز سے گانے والے کے متعلق یہ کہیں کہ اُس نے "ڈھینچو ڈھینچو شروع کی" تو اس کو گدھے کی آواز سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ گانے والے کو صریحاً گدھا نہیں کہا۔ یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔

شعر: نہیں ممکن کہ کلکِ فکر لکھے شعر سب اچھے
برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا (ناسخ)

اس شعر میں فکر کو ایک منشی سے تشبیہہ دی ہے اور مشبہ بہ (منشی) کا مذکور نہیں ہے۔ لیکن کلک (قلم کی نوک) مذکور ہے جو منشی کے لئے ضروری اور مناسب ہے۔

استعارۂ وفاقیہ :- وہ استعارہ جس میں مستعار لہٗ اور مستعار منہ کا اجتماع ایک شخص میں ممکن ہو۔ مثلاً زندگی کا زندہ دلی سے اور ظلم کا جہالت سے استعارہ کریں تو یہ عین ممکن ہے کہ زندہ دلی اور جہالت دونوں ایک فرد میں جمع ہو جائیں۔

؎ یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلّہ سارا
یہ داعی نے للکار کر جب پکارا

داعی حالانکہ چرواہے کو کہتے ہیں مگر شعر میں حضور صلعم کی ذاتِ اقدس مراد

www.urduchannel.in

ہے۔ نیز لفظ کلمہ سے مراد حضرت محمدؐ کو اپنا رہبر تسلیم کرنے والے مسلمان ہیں۔

استعارۂ عنادیہ :- وہ استعارہ جس میں مستعار لہٗ اور مستعار منہ کا اجتماع ایک شخص میں ناممکن ہو۔ یہ استعارۂ وفاقیہ کے برعکس ہے۔ شعر ؎

وہاں تو سیم و زر اُن کی نظر میں خاک نہیں
یہاں ہم ایسے تونگر کہ گھر میں خاک نہیں (نامعلوم)

اس میں مفلسی کا استعارہ تونگر سے کیا ہے۔ اور یہ دونوں یعنی مفلسی اور تونگری ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہ استعارہ اکثر طنز و تعریض کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

استعارۂ تمثیلیہ :- وہ استعارہ جس کی وجہ جامع کئی ہوں۔

شعر:- تھی لاگ اس کی تیغ کو ہم سے سو عشق نے
دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا

تلوار کے گلے پر رکھنے کو گلے ملنے سے استعارہ کیا ہے۔ یہاں مخالفت، دشمنی۔ لگاؤ، موافقت یہ سب وجہ جامع ہیں۔ درحقیقت اس استعارے کا مقصد۔ ردّ و قبول۔ اور فکر و تردّد کی مجموعی حیثیت کی ترجمانی ہے۔ مثلاً:

شعر:- پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پسِ جامِ شراب
لب پہ توبہ ترے دل میں ہوسِ جامِ شراب

مجازِ مُرسل :- جب کسی لفظ کو حقیقی معنی کے علاوہ مجازی معنی میں استعمال کریں اور حقیقی و مجازی معنی میں تشبیہہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو اسے مجازِ مرسل کہتے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ چند درج ذیل ہیں۔

کُل کہہ کر خبر مراد لینا :- شعر:-

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا میرا
اور ترا دانتوں میں وہ اُنگلی دبانا یاد ہے (حسرت موہانی)

یہاں دانتوں میں اُنگلی دبانا کہہ کر اُنگلی مراد لی ہے۔

جزو کہہ کر کُل مراد لینا :-

شعر:- سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گُل کے بدلے
گالیاں دے ہے پسِ مرگ بھی قُل کے بدلے (فیض علی خاں محبی)

یہاں 'قُل' جزو ہے سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کا۔

سبب کہہ کر مسبّب مراد لینا :- جیسے۔ امسال سوکھا پڑا ہے کہہ کر برسات نہ ہونا مراد لینا وغیرہ۔ شعر:- غضب آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے (نامعلوم)

یہاں 'ہاتھوں' سے مراد قدرتِ الٰہی (مسبّب) ہے۔ اور ہاتھ 'سبب' ہے

مسبّب کہہ کر سبب مراد لینا :- مثلاً ہن برستا ہے کہہ کر کثرتِ دولت مراد لیں۔ شعر:- ؎ رطب و یابس سے زمانے کے نہ آگاہ تھے ہم
حق بجانب تھے کہ نادان ہی واللہ تھے ہم

اس شعر میں رطب و یابس (تر و خشک) سے زمانے کا تغیر مراد ہے جو تلخ بھی ہے اور شیریں بھی۔

ظرف کہہ کر مظروف مراد لینا :-

؎ جام نثر مایا صراحی کو پسینہ آگیا
آپ کو بھی بات کرنے کا قرینہ آگیا (عدم)

جام کا لغوی معنیٰ شراب پینے کا پیالہ ہے مگر جام کے مرادی معنی شراب کے لئے جاتے ہیں۔ یعنی ظرف (جام) کہہ کر مظروف (شراب) مراد لینا۔

مظروف کہہ کر ظرف مراد لینا :- شعر:- نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی (اقبال)

www.urduchannel.in

نشہ شراب میں ہوتا ہے۔ لہٰذا شراب ظرف ہے اور نشہ مظروف۔ بلکہ مظروف نہاں ہے۔

کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی ہیں چھپا ہوا اشارہ یا چھپی ہوئی بات۔ کنایہ صراحت کے بجائے اختصار کا حامل ہوتا ہے۔ اس میں ملزوم کہہ کر لازم مراد لئے جاتے ہیں۔ اور لازم معنی کے علاوہ حقیقی معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں کنایے سے موصوف کی ذات صفات یا اُن کی نفی و اثبات مراد لئے جاتے ہیں کنایہ اور استعارہ میں فرق یہ ہے کہ کنایہ حقیقی و مجازی دونوں معنوں میں آسکتا ہے مگر استعارہ میں صرف مجازی معنی مراد لئے جاتے ہیں۔

کنایۂ قریب :- موصوف کی کوئی خاص صفت کے ذکر سے موصوف مراد لیں۔ جیسے "آتش نم" کہہ کر شراب مراد لیں۔

شعر:- جب بھی برسی ہے کبھی تازہ اُمیدوں کی پھوار
میرے احساسات انور آتش نم ہو گئے

کنایۂ بعید :- جب کئی صفتیں موصوف کی ذات سے منسلک ہوں۔ اور ان تمام صفات سے موصوف کی ذات مراد لی جائے۔ لازم و ملزوم میں کچھ واسطوں کی مدد سے بھی کنایہ بعید مراد لے سکتے ہیں۔ جیسے سخی مہمان سے متعلق یہ کہیں کہ اُس کے چولہے سے بہت راکھ نکلتی ہے۔ شعر:-

صبح آیا جانبِ مشرق نظر
اک نگارِ آتشیں رُخ سر کھلا (غالب)

اس شعر میں ملزوم "نگارِ آتشیں رُخ" سے مراد لازم "سورج" ہے۔ اس کی خصوصیت بھی شاعر نے بیان کی ہے کہ یہ سرکھلا (مدور) ہے اور مشرق کی طرف نکلتا ہے۔

کنایۂ تعریض :- موصوف کے لئے جو الفاظ استعمال کئے جائیں ان کے معنی اُلٹے (برعکس) لئے جائیں۔ اور شعر میں موصوف کا ذکر نہ ہو مگر اشارۃً موصوف کی ذات مراد لی جائے۔ شعر:- ہم ہی بدنام ہیں بھوکے بھی ہمیں ہیں بے شک
ہم ستم کرتے ہیں اور آپ کرم کرتے ہیں (نامعلوم)

"ہم" سے حقیقتہً عاشق نہیں بلکہ معشوق مراد ہے۔ اور "آپ" سے معشوق اور ہم سے عاشق مراد لئے گئے ہیں۔ "ہم ستم کرتے ہیں" سے مراد "آپ ستم کرتے ہیں" اور "آپ کرم کرتے ہیں" سے مراد "ہم کرم کرتے ہیں" لئے گئے ہیں۔ لہٰذا اس شعر میں معشوق محذوف ہے۔

صنائع معنوی

علم بدیع :- یہ بلاغت کا اہم جُز ہے۔ کلام بہ تقاضائے حال ہو اور فصاحت و بلاغت سے ہمکنار ہو۔ اس کے لفظی اور معنوی محاسن معلوم ہو سکیں تو وہ علم بدیع کہلائے گا۔ علم بدیع میں صنعتیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ صنعت کے مرادی معنی کلام میں حسن و جمال لطف اور معنی زیادہ پیدا کرنے کے ہیں۔ حالانکہ شعر کے لئے صنائع کی ضرورت نہیں۔ مگر اس کے حسن و لطافت و معنی کے لئے صنعت لازمی جز ہے۔ صنعت سے شعر کا جمالیاتی حسن نکھرتا ہے اور تاثیر شعر میں اضافہ ہوتا ہے۔

صنعتِ تضاد (صنعتِ طباق) کلام میں ایسے دو معنی آئیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ دونوں معنی اسم۔ فعل۔ یا حروف ہو سکتے ہیں۔

شعر:- دنیا نے زندگی کو تماشا بنا دیا
کانٹے کو پھول پھول کو کانٹا بنا دیا (قتیل شفائی)

اس شعر میں 'پھول' اور 'کانٹا' ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اسم ہیں۔

www.urduchannel.in

شعر:- ساحل پہ لائے اور سفینے ڈبو دئے
یوں زندگی نے ہم کو ہنسایا کہ رو دئے (شمیم جئے پوری)

یہاں 'ہنسنا' کا 'فوراً رونا' ہے اور یہ دونوں فعل ہیں۔

ایہامِ تضاد :- کلام میں ذو معنی الفاظ لائے جائیں۔ ایک معنیٔ مقصود اور دوسرا معنی غیر مقصود۔ مگر معنیٔ غیر مقصود کا تعلق معنیٔ مقصود سے تضاد کا ہو۔ مثلاً

؎ لکھ کر زمیں پہ نام ہمارا مٹا دیا
اُن کا تو کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا (داغ)

زمیں پر نام لکھ کر مٹا دینا اور خاک میں ملا دینا بظاہر ہم معنی ہیں۔ مگر اوّلذکر فعل سے عاشق کے وجود کو دھکّا نہیں پہنچتا۔ اور وہ خاک میں نہیں ملتا۔ لہٰذا حقیقی معنوں میں ان دونوں افعال میں تضاد پایا جاتا ہے۔

ادماج :- شعر میں ایسے الفاظ یا تراکیب کا استعمال ہو جن سے شعر ذو معنی ہو جائے اور ایک مقصد سے دوسرا مقصد ظاہر ہو۔ شعر سے دو مفاہیم جو ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جا سکے۔ مثلاً

؎ مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم (غالب)

یہ شعر ذو معنی ہے۔ وطنِ غیر میں بہ حالتِ غریبی اگر موت آجاتی تو شرم کی کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ وہاں جان پہچان کے لوگ بہت کم یا بالکل نہیں تھے۔ مگر وطن میں بے کسی کی حالت میں موت واقع ہو تو واقعی شرم و ذلت کی بات ہے کیونکہ وطن میں شناسا زیادہ تھے جو شاعر کی بے کسی سے بخوبی واقف تھے۔

ایہامِ یا توریہ :- کلام میں اک لفظ ایسا واقع ہو جس کے دو معنی ہوں ایک معنیٔ قریب اور دوسرے معنی بعید۔ قاری کا خیال معنی قریب کی طرف جائے اور

شاعر کی مراد معنیٔ بعید ہوں۔

شعر:- میکش کو ہوس ایاغ کی ہے ؛ پروانے کو لو چراغ کی ہے (نامعلوم)

لفظ 'لو' کے دو معنی ہیں ایک لگاؤ یا شوق دوسرے 'شعلہ'۔ قاری کا ذہن فوری معنی 'شعلہ' کی طرف جاتا ہے حالانکہ شاعر نے لگاؤ یا شوق کے معنوں میں 'لو' کو استعمال کیا ہے۔

ایہامِ تناسب :- شعر میں دو الفاظ ایسے استعمال کریں کہ ان کے معنی میں مناسبت نہ ہو۔ لیکن ایک لفظ کے دوسرے معنی ایسے ہوں کہ دوسرے لفظ کے معنی سے مناسبت رکھتے ہوں۔ جیسے ؎

نہ کیوں کر بیدِ مجنوں تازہ ہو مثلِ دلِ لیلیٰ
کہ ہر جا دشتِ وحشت میں مرے آنسوں کا تھا لاتھا (امانت)

بیدِ مجنوں ایک مشہور درخت ہے یہ قیس کے معنی نہیں دیتا۔ لیکن لیلیٰ مجنوں کے معنی سے مناسبت رکھتی ہے۔

ایہامِ توریہ اور ایہامِ تناسب میں فرق یہ ہے کہ ایہامِ توریہ میں ایک لفظ یا ترکیب کے دو معنوں میں معنیٔ بعید مراد لئے جاتے ہیں اور ایہامِ تناسب میں دو لفظوں یا ترکیبوں میں پہلے لفظ یا ترکیب کے دوسرے معنی کی نسبت پہلے لفظ (یا ترکیب) سے ہوتی ہے۔ لہٰذا پہلے لفظ کے پہلے معنی کا تعلق دوسرے لفظ سے نہیں ہوتا۔

مراعاۃ النظیر :- شعر میں ایک ہی قبیل کے الفاظ و تراکیب کا استعمال کرنا جن میں تضاد کے علاوہ مناسبت بھی ہو۔ جیسے۔

؎ مئے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہیں
جی میں آتا ہے لگا دیں آگ مئے خانے کو ہم (نظیر اکبر آبادی)

شعر میں شراب خانے کے تلازمات کا مذکور ہے۔ مگر ساقی کی عدم موجودگی

www.urduchannel.in

تضاد کی کیفیت کو نمایاں کر رہی ہے۔

صنعتِ اشتقاق :- شعر میں اک ایسے لفظ کی اضافتیں آئیں جن میں اصل لفظ کے حروف ترتیب کے ساتھ پائے جائیں۔ نیز معنی کے لحاظ سے بھی یہ الفاظ باہمی طور پر متفق ہوں۔

الفاظ اگر حروف کے لحاظ سے متفق ہوں اور ترتیب وار نہ ہوں تو یہ صنعت اشتقاق کی نہ ہوگی۔ مثلاً "راگ" اور "اگر" بہ اعتبارِ حروف متفق تو ہیں مگر ترتیب سے نہیں ہیں۔ ؎ دن کٹا فریاد سے اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی

'کٹا'، 'کٹی'، اور 'کٹنے' یہ الفاظ مصدر کٹنا سے مشتق ہیں لہٰذا یہ صنعتِ اشتقاق ہے۔

صنعتِ توشیح :- اس صنعت کے تحت کچھ ایسے اشعار لکھے جاتے ہیں جن کے اک ایک حرف سر ہر مصرع یا شعر جمع کرنے سے کوئی نام یا عبارت پیدا ہو۔ اگر اشعار زیادہ ہوں تو کوئی شعر برآمد ہو۔ مثلاً ؎

کر چکا جب تمام میں یہ کتاب ایسی تاریخ کا خیال ہوا
نام ہو ساتھ ایک صنعت کے تاکہ شائق جہان ہو اس کا
اس لئے لکھ کے قطعۂ تاریخ رغبتِ دل سے خوب فکر کیا
یک بیک یہ بہ صنعتِ توشیح خوب برجستہ نام ہاتھ آیا

(ظاہر دہلوی)

ان اشعار کے مصرعوں کے ابتدائی حروف ترتیب وار جمع کرنے سے "کانِ تاریخ" نام نکلتا ہے۔

صنعتِ موصل :- اس صنعت کو متصّل الحروف بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ صنعت

ہے جس میں عبارت یا نظم کے سب حرف مل کر لکھے جائیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں دو حرفی موصل۔ سہ رخی موصل۔ چہار حرفی موصل وغیرہ۔

دو حرفی موصل : غمِ فرقت سے کوفت ہے جی پر
ہم سے غافل ہے تُو بُتِ کافر (نالۂ شوق)

سہ حرفی موصل : ظلم کیا کیا جفائیں کیا کیا ہیں
عشق میں بھی بلائیں کیا کیا ہیں (نالۂ شوق)

چہار حرفی موصل : چپکے چپکے کبھی مجھے کہنا
ہمپہ کیسا پھبا سبھی گہنا (نالۂ شوق)

پنج حرفی موصل : ؎ جنّت نبی نے بخشی تشفی یقین نے
(جنتبنینبخیتشفییقیننے)

صنعتِ مقطع :- وہ صنعت جس میں تمام حروف الگ الگ لکھے جائیں
؎ درد و داغ و رخِ زرد اور وہ دل
؎ روک دو درد اور وہ آزاد

صنعتِ طباق :- (تضاد یا مطابقت)

ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں کہ جن کے معنی مجملاً ضد اور مقابل کی حیثیت رکھتے ہوں۔ ضد سے مراد انتہا درجے کا اختلاف نہیں ہے۔ جیسے نور کا ضد ظلمت وغیرہ بلکہ تقابل حقیقی و اعتباری ہو۔ جیسے حرکت و سکوں۔ بینائی اور نابینائی وغیرہ ؎ انقلابوں کی گھڑی ہے
ہر نہیں ہاں سے بڑی ہے (جان نثار اختر)

دوسرے مصرع میں 'ہاں' اور 'نہیں' میں تضاد ہے۔

؎ مجھے کیا بیٹھے روتے ہیں احباب کریں سامان اب اُٹھانے کا (نظام رامپوری)

www.urduchannel.in

پہلے مصرع میں 'بیٹھے' فعل اور دوسرے میں 'اٹھانا' مصدر ہے۔ نیز دونوں میں تضاد ہے۔

؎ اب اُن کا کیا بھروسہ وہ آئیں یا نہ آئیں
آ اے غمِ محبت تجھ کو گلے لگائیں (نامعلوم)

پہلے مصرع میں "آئیں" اور "نہ آئیں" اثبات و نفی ہے جو تضاد کی اک مثال ہے۔ ؎ خزاں میں مجھ کو رلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیوں کر کہ سوگوار ہوں میں (اقبال)

'رُلانے' اور 'خوشی' میں تو تضاد نہیں بلکہ رونے اور ہنسنے میں تضاد ہے اور 'ہنسنے' کے ساتھ 'خوشی' کو علاقہ ہے۔

صنعتِ عکس :- مصرع میں الفاظ یا تراکیب کی ترتیب بدل دینے سے وہ دوسرا مصرع بن جائے۔ صنعتِ عکس میں پہلے معنوی پھر لفظی تغیّر واقع ہوتا ہے عکس کی ادائیگی دو لفظوں میں، دو فقروں میں یا پھر ایک بیت میں واقع ہوتی ہے، جو ردّ العجز علی الصّدر سے بالکل الگ ہے۔

دو لفظوں کی مثال :-

وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ
کہ ہو گئے میرے دیوار و در، در و دیوار (غالب)

'دیوار و در' کو مصرعِ ثانی کے آخر میں الٹ دیا گیا ہے۔

؎ ہم یہ کہہ کر سارے جھگڑوں سے کنارے ہو گئے
تم ہمارے ہو گئے اور ہم تمہارے ہو گئے (امجد حیدر آبادی)

مصرعِ دوم میں "تم ہمارے ہو گئے"۔ دراصل ہم تمہارے ہو گئے' کا عکس ہے۔

پورے شعر کی مثال :- ؎ عمر بھر کے لئے اک نظر، اک نظر کے لئے عمر بھر
(شمیم جے پوری)

بعض اشعار کے الفاظ یا تراکیب کے اُلٹ پھیر سے بحر و وزن کی تبدیلی ہوتی ہے۔ مثلاً ؎ جانی مرے بتاؤ مجھ سے خفا ہوئے کیوں

وزن :- مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلاتن

؎ جانی بتاؤ مرے مجھ سے ہوئے کیوں خفا
وزن : مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

؎ بتاؤ مرے جانی ہوئے کیوں خفا مجھ سے
وزن : فعولن مفاعیلن - فعولن مفاعیلن

صنعتِ جمع :- شعر میں دو یا دو سے زائد چیزوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ان کا اک سلسلہ نظر آئے۔ چیزیں ایک یا اس سے زیادہ معنی میں جمع ہوں مثلاً ؎ شمعِ نظر، خیال کے انجم، جگر کے داغ
جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں (فیض)

صنعتِ تفریق :- شعر میں ایک طرح کی دو چیزوں کا ذکر ہو مگر دونوں میں فرق بھی ظاہر ہو تو اسے صنعتِ تفریق کہتے ہیں۔ مثلاً

؎ عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں زندہ رہے (نامعلوم)

بلبل کا عشق 'گُل' سے ہے اور پروانے کا شمع سے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پروانہ شمع پر جان دیتا ہے اور بلبل گل کے فراق میں زندہ رہتی ہے۔

صنعتِ تقسیم :- شعر میں چند ایک اشیاء کا ذکر کرنے کے بعد یکے بعد دیگرے ہر اک کے مناسبات کا مذکور بھی ہو۔ مثلاً ؎
نہ دل ہے نہ ہمّت نہ قسمت نہ آنکھیں
نہ ڈھونڈا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا (داغ)

www.urduchannel.in

دل، ہمّت، قسمت اور آنکھوں کے متواتر مناسبات نہ ڈھونڈا، نہ پایا، نہ سمجھا، نہ دیکھا، ہیں۔

حسنِ تعلیل :- کسی صفت کو ثابت کرنے کے لئے کسی شئے کا ایسا سبب بتائیں جو فی الحقیقت وہ اُس کا سبب نہ ہو۔ چاہے بیان کردہ وصف کا ثبوت ظاہر نہ ہو۔ مگر ثبوت واقعہ اور فطرت سے مطابقت رکھتا ہو۔ اور اک شاعرانہ جدّت ونزاکت پیدا ہو۔ شعر ؎ مڑ کے دیکھا تھا کہ دریا ایک قطرہ بن گیا

آنکھ جھپکی تھی کہ ساحل پر سفینہ آگیا (عدم)

دریا کا قطرے میں سمٹ جانے کا جواز محبوب کی تاثیرِ نظر پر دال ہے حالانکہ محبوب کی یہ صفت نہیں ہے۔ شاعر نے جو جواز پیدا کیا ہے وہ فطرت اور واقعے کے اعتبار سے مناسب ہے۔ شعر میں لفظی نزاکت بھی ہے۔

لف ونشر :- لف کے معنی لپیٹنا اور نشر کے معنی بکھیرنا ہیں۔ شعر میں اوّل چند چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد ان کے متعلقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اشیا کی پہلی ترتیب لف اور ثانوی ترتیب نشر ہے۔

یہاں رخسار کے لئے گُل۔ قد کے لئے سرو اور چشم کے لئے نرگسِ بیمار کی تشبیہات استعمال کی ہیں۔

تجاہلِ عارفانہ :- کسی نکتے کے سبب شعر میں اصل مدعا کو پوشیدہ رکھنا لہٰذا شاعر جانتے بوجھتے ہوئے اصل مدعا سے بے خبری کا اظہار کرتا ہے۔

شعر ؎ موت کا ایک دن معیّن ہے

نیند کیوں رات بھر نہیں آتی (غالب)

یہاں شب میں نیند نہ آنے کا سبب بیان نہیں کیا گیا۔ حالانکہ شاعر بخوبی واقف ہے کہ ہجرِ یار میں نیند نہیں آرہی ہے۔

مُبالغہ :- کسی فرد یا شئے کی انتہائی تعریف یا انتہائی مذمت کرنا کہ توصیف یا برائی کا اس سے بہتر اظہار ممکن نہ ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ تبلیغ :- وہ مبالغہ ہے جو عقل اور عادت دونوں کے اعتبار سے ممکن ہو۔

شعر :- ؎ سو بھی جا اے دلِ مجروح بہت رات گئی

اب تو رہ رہ کے ستاروں کو بھی نیند آتی ہے (عدم)

انتظارِ یار میں شب کا بیشتر حصّہ گزر جانے کے بعد زخمی دل کو سو جانے کی تلقین کرنا قرینِ عقل وعادت ہے اور یہ محسوس کرنا کہ ستارے بھی بجھنے والے ہیں عقل وعادات کے اعتبار سے ناممکن نہیں۔

2۔ اغراق :- وہ مبالغہ جو عقل کے لحاظ سے ممکن اور عادت کے اعتبار سے ناممکن ہو۔ شعر ؎ مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے

رستم جو نہ آوے تو وہیں اُس کا سر آوے (ناسخ)

یہ ممکن ہے کہ رستم سے زیادہ بہادر شخص اُس کا سر کاٹ لے۔ مگر یہ عادتاً ممکن نہیں کیونکہ عہدِ رستم میں اس سے بہادر شخص کوئی اور نہیں دیکھا گیا۔

غلو :- وہ مبالغہ جو عقل اور عادت دونوں کے لحاظ سے ناممکن ہو۔ مثلاً

شعر :- پیدا نہ ہو زمیں سے نیا آسماں کوئی

دل کانپتا ہے آپ کی رفتار دیکھ کر (یاس یگانہ)

عقل اور عادت سے یہ ممکن نہیں کہ محبوب کی تیزیٔ رفتار سے جو دھول اٹھے وہ اک اور آسماں بنا دے۔

تذبیج :- شعر میں رنگوں کا ذکر تضاد کے طور پر آئے تو اسے تذبیج کہتے ہیں۔ یہ ایہام یا کنایہ کی صورت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ شعر ؎

زرد ناسخ کا تو نقشہ ہو چکا ؛ اب شفق تو بھی دکھا کالی گھٹا (ناسخ)

www.urduchannel.in

یہاں 'زرد' اور شفق کی لالی میں تضاد ہے۔

حشو :- حشو کے معنی بھرتی کرنا یا بھراؤ کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ہیں شعر کا وزن پورا کرنے کے لئے بیکار اور زائد الفاظ کا استعمال کرنا۔ یہ عمل فصاحت کے خلاف ہے اور شعر میں عیب ہے۔ حشو کی تین قسمیں ہیں (1) حشوِ ملیح (2) حشوِ متوسط (3) حشوِ قبیح۔

حشوِ ملیح :- وہ بیکار لفظ یا الفاظ جنہیں شعر سے نکال دینے پر بھی شعر کے معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔ مگر یہ لفظ/ (الفاظ) شعر کے حسن کو بڑھائے۔

شعر ؎ اے مری جاں کے شفق آزار کھل
شیاءُ اللہ حرفِ دل اک بار کھل (حکیم منظور)

شیاءُ اللہ۔ معاذ اللہ۔ اللہ اللہ وغیرہ الفاظ شعر کے لطف کو بڑھاتے ہیں لہٰذا یہ حشوِ ملیح ہیں۔

حشوِ متوسط :- وہ زائد و بیکار الفاظ جن کے نکال دینے سے شعر کے معنی میں فرق نہ آئے۔ مگر ان کی موجودگی سے بھی شعر ناگوار نہ ہو اور کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

؎ ابر ہوں دھوپ ہوں صحرا ہوں سمندر ہوں میں
مختلف روپ ہیں میرے کہ سخنور ہوں میں (نذیر فتح پوری)

جزو ردیف میں "زائد ہے مگر قافیے کی مجبوری نے شاعر سے 'میں' کہلوایا ہے اس طرح 'میں' حشوِ متوسط ہے۔

حشوِ قبیح :- شعر میں وہ زائد و بیکار الفاظ جن کے نکال دینے سے معنی میں فرق نہ آئے۔ اور ان کا نکال دینا ضروری ہے۔

؎ صرف آگ پیتا ہوں جس طرح سے جیتا ہوں
اس طرح سے جینے میں الجھنیں بہت سی ہیں (نامعلوم)

دونوں مصرعوں میں "طرح" کے ساتھ "سے" حشو ہے۔

تلمیح :- شعر میں کوئی مذہبی، حکایتی یا علمی اصطلاح کو استعمال کرنا۔

مثلاً ؎ افراسیاب، عمرو خضر، شہرزاد اسد
شوکیس میں کھلونے سجے داستان بھر (سلیم شہزاد)

افراسیاب داستانِ امیر حمزہ کا عظیم جادوگر، اور عمرو عیار بھی اسی داستان کا انوکھا کردار، شہرزاد اور اسد داستانِ الف لیلیٰ سے متعلق کردار اور خضر خشکی میں بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے والے پیمبر۔ ان تمام تلمیحات کو شاعر نے پیکروں کی شکل میں شوکیس کے کھلونوں کے طور پر سجے ہوئے بتایا ہے۔

صنعتِ لفظی :-

شعر میں لفظی خوبیاں بیان کرنا جس سے وہ (شعر) حسنِ ظاہری باوصف جاندار ہو جائے۔ اور معنوی حسن میں بھی قدرے اضافہ ہو۔

صنعتِ تجنیس :- "تلفظ یا تحریر میں الفاظ مماثل ہوں۔ مگر بہ اعتبار معنی مختلف ہوں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔

تجنیس تام :- ایسے دو لفظ جو اعداد ترتیب، حرکت و سکنات، نوعیت کے لحاظ سے مماثل ہوں۔ مگر معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ ہوں۔ اس کی دو ذیلی قسمیں ہیں۔

(الف) تجنیسِ مماثل :- اگر دونوں لفظ ایک ہی نوعیت کے ہوں۔

(اسم، فعل یا حرف) شعر ؎ ہمدم کے لئے 'ہم' رم سے گئے 'ہمدم نہ ملا
مرہم کے لئے 'مرہم' بھی گئے 'مرہم نہ ملا (
پہلے مصرع میں ہمدم کا ہکار اور دوسرے [illegible]

www.urduchannel.in

الگ معنوں کو ظاہر کرتی ہے۔

(ب) تجنیسِ مُتَوَفی :- اگر الفاظِ تجنیس مختلف نوعیت کے ہوں۔ یعنی ایک اسم آئے تو دوسرا فعل یا حرف ۔ ایک فعل آئے تو دوسرا اسم یا حرف وغیرہ۔

ہر چند کہ ناوں کا اثر ہے دم باز
ہر چند ہے وا ماندہ دعا کا شہباز
جب تک نہیں ہوتا ترا دروازہ باز
دستک دینے سے ہم نہ آئیں گے باز (ناوک حمزہ پوری)

پہلے دو مصرعوں میں لفظ 'باز' دم باز' اور 'شہباز' کے ساتھ مرکب ہے۔ اور الگ الگ معنی دیتا ہے۔ 'دم باز' دم نکلنے کے معنوں میں اور 'شہباز' پرندے کے معنی میں مستعمل ہے۔ باقی دو مصرعوں میں 'باز' کھلنے اور بیزار نہ ہونے کے معنوں میں آیا ہے۔ پہلے مصرعے میں "دم باز" فعل' دوسرے مصرعے میں "شہباز" اسم' تیسرے مصرعے میں باز فعل' اور آخری مصرعے میں حرف ہے۔

تجنیسِ مرکب :- دونوں لفظوں میں ایک مفرد اور دوسرا مرکب ہو تو اسے تجنیسِ مرکب کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

تجنیسِ متشابہ :- مرکب لفظ دو کلموں کی ترکیب ہوتا ہے۔ تحریر میں اس کا ایک لفظ (مفرد لفظ) مرکب سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً۔

فقط موتیوں کی لڑی پائے زیب
کہ جس کے قدم سے گہر پائے زیب (نامعلوم)

پہلے مصرعے میں 'پازیب' پاؤں کے زیور' اور دوسرے مصرعے میں "پائے زیب" زینت پانے کے معنوں میں ہے۔

تجنیسِ مفروق :- مرکب لفظ (جو دو کلموں سے لکھا جاتا ہے) کا ایک

لفظ دوسرے مفرد لفظ کا مخالف یا ضد ہوتا ہے۔ مثلاً۔

شعر۔ کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات
یقیں ہے صبح تک دے گی نہ جینے (ذوق)

جی نے' پہلے مصرعے میں مرکب لفظ اور دوسرے مصرعے میں مفرد لفظ "جینے" نفی 'نہ' سے ملکر 'جینے' کا ضد ہو گیا ہے۔

تجنیسِ مرفو :- ایک مفرد لفظ (پورا کلمہ) کا جز دوسرے مفرد لفظ سے ملکر کوئی اور مفرد لفظ (جو شعر میں موجود ہو) بن جائے تو اسے تجنیس مرفو کہتے ہیں مثلاً شعر۔ غُل تھا کہ اب مصالحتِ جسم و جاں نہیں
لو تیغِ برق دم کا قدم درمیاں نہیں (دبیر)

تجنیسِ خطی :- دونوں لفظوں کی خارجی صورت ایک سی ہو مگر حرکات اور سکنات اور معنی کے اعتبار سے دونوں الگ ہوں۔

منہ غرقِ عَرَق دیکھ کے خورشید ہوا تر
ابرو سے ٹپکتا ہے بڑا تیغ کا جوہر (دبیر)

یہاں 'غرق' اور 'عرق' دونوں الفاظ ظاہری طور پر یکساں مگر حرکات و سکنات اور معنوی لحاظ سے الگ ہیں۔

تجنیسِ زائد :- (ناقص) : دو متجانس لفظوں میں سے ایک لفظ کے اوّل یا درمیان یا آخر میں ایک حرف زیادہ کر دینا۔ مثلاً۔

اُس کے قامت پہ قیامت کا کروں گر میں خیال
کب قیامت نے بھلا پائی ہے یہ حشر کی چال

پہلے مصرعے میں قامت کے الف سے پہلے یائے اضافت بڑھا کر "قیامت" لایا گیا۔

www.urduchannel.in

تجنیس مکرر :- کوئی بھی قسم کی تجنیس پیدا کرنے والے متجانس الفاظ شعر میں مکرر آئیں۔ مگر یکے بعد دیگرے آئیں تو اسے تجنیسِ مکرر کہتے ہیں ؎

علی کا دبدبہ و رُعب و جرأت و صولت
حسنؑ کا حُسن حُسینِ حسیں کی سب شوکت (انیس)

تجنیسِ قلب :- دونوں لفظوں کے حروف شمار اور نوعیت کے اعتبار سے یکساں مگر ترتیب میں مختلف یا برعکس ہوں اس کی دو صورتیں رائج ہیں۔

1۔ مقلوبِ کل :- یہ اُن کلمات میں واقع ہوتا ہے جن کے حروف ترتیب وار اُلٹے واقع ہوں۔ جیسے ؎ ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بھر کے نعرہ
جو زمیں پہ پھینک مارے قدحِ شراب اُلٹا (نامعلوم)

پہلے مصرعے میں بارش کو اُلٹا کرنے سے "شراب" جو مصرعۂ ثانی میں ہے حاصل ہوتا ہے۔

2۔ مقلوبِ بعض :- اُن کلمات میں واقع ہوتا ہے جن کے بعض حروف کی ترتیب اُلٹ جائے۔ جیسے۔ کلام۔ کمال۔ قیل قال وغیرہ۔

شعر :- قوّتِ ملّت و دیں قامعِ کفر و الحاد
حامیِ شرعِ نبی ماحیِ شرک و بدعت (نامعلوم)

مصرعۂ ثانی میں لفظ حامی کی بے ترتیبی "ماحی" کے طور پر آئی ہے۔

ردّ العجز علی الصّدور :- پہلے اس امر کا اعادہ ضروری ہے کہ شعر کے پہلے مصرعے اور دوسرے مصرعے کے ابتدائی ارکان کو صدر و ابتدا اور اختتامیہ ارکان کو عروض و ضرب کہتے ہیں۔ شعر کے درمیانی ارکان حشوین کہلاتے ہیں۔

ردّ العجز :- کی تعریف یہ ہے کہ مصرعے کے ایک رکن میں جو لفظ آئے وہی لفظ دوسرے رکن میں آئے۔ اس صنعت کی چار اقسام ہیں۔

1۔ شعر کے صدر میں جو لفظ آئے وہی ضرب (عجز) میں بھی آئے۔ جیسے
؎ خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہم نے جان لیا مدّعائے خط (نسیم دہلوی)

2۔ مصرعۂ اوّل کے حشو میں جو لفظ مذکور ہو وہی ضرب (عجز) میں لائیں
شعر ؎ آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف
ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت (نامعلوم)

3۔ جو لفظ ابتدا (مصرعۂ ثانی کا رکنِ اوّل) میں ہو وہی عروض (عجز) میں لائیں۔ جیسے۔ ؎ یک بیک گھبرا کے وہ اُٹھا پکار
مار تیرے ہاتھ میں ہے اس کو مار (نامعلوم)

دوسرے مصرعے کے ابتداء میں 'مار' کے معنی سانپ اور عروض میں "مارنے" کے ہیں۔

4۔ جو لفظ عروض میں آئے وہی ضرب (عجز) میں واقع ہو ؎
فضا میں رنگ جب منظر بہ منظر تھا
سمندر پُر غضب منظر بہ منظر تھا (سلیم شہزاد)

صنعتِ تکرار :- ایسے دو لفظ جو ہم معنی ہوں شعر میں ساتھ ساتھ آئیں تو یہ صنعتِ تکرار ہوگی۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ صرف ایک مثال پر مکتفی ہوں۔

؎ نور ہی نور ہے جس سمت اٹھاؤ نظریں
حسن ہی حسن ہے تا حدِّ نظر آج کی رات (نامعلوم)

لزوم مالا یلزم :- کسی ایسی بات کو ضروری مان لینا جو ضروری نہ ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ صرف ایک صورت درج کی جاتی ہے۔ جب کئی مخصوص الفاظ شعر میں آئیں۔

www.urduchannel.in

شعر ؎ نوعِ بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک
عشق نے کر دیئے عیاں آتش و باد و آب و خاک (شاہ نصیر)

آتش ۔ آب ۔ خاک ۔ اور باد الفاظ مکرر لائے گئے ہیں

مہملہ یا غیر منقوطہ :- شعر میں تمام الفاظ نقطوں کے بغیر ہوں۔

مثلاً ؎ ہم طالعِ ہُما مراد ہم رسا ہوا
طاؤسِ کلکِ مدح اڑا اور ہما ہوا (دبیر)

افراد :- شعر میں لفظ کے حروف الگ الگ طور پر لکھے اور پڑھے جائیں۔

مثلاً ؎ رہے گا چار سو ستر برس انشا زمانے میں
کہ اس پر سج رہا ہے ع وش وق کا جوڑا (انشا)

یہاں ع ش اور ق کو عین شین اور قاف پڑھنا چاہیئے۔

ذوقافیتین :- (ذوالقافیتین) ۔ اسکو صنعتِ ذوالقوافی بھی کہتے ہیں

شعر میں دو یا دو سے زیادہ قافیے لائے جائیں ۔ مثلاً

؎ کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا
کہیں دل میں جنون ہو کے رہا (میر)

جامع الحروف :- وہ شعر جس میں تمام حروف تہجی آجائیں۔

مثلاً ؎ مظہرِ فیض و عطا منعمِ ذی جود و سخا
صلح کل مشرب و ثابت قدم روزِ وفا

ترصیع :- جب دونوں مصرعوں کے الفاظ (ترتیب وار) باہمی طور پر باوزن ہوں ۔ شعر: تیرا انداز سخن شادؔ زلف الہام
تیری رفتارِ قلم جنبشِ بالِ جبریل (غالب)
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶

صنعتِ متلوّن :- کسی شعر کے ایک سے زیادہ اوزان رکھنے کو صنعتِ متلوّن کہتے ہیں۔ عنوان چشتی نے مندرج شعر کے ایک سو دس اوزان بتائے ہیں۔

؎ میں قیدِ جفا میں ہوں کہ وہ ہیں
میں دامِ بلا میں ہوں کہ وہ ہیں

اس شعر کے تین اوزان درج ہیں۔

1۔ مفعولن مفاعیلن فعولن 2۔ مفعولن مفاعیلُ فعولن۔
3۔ مفعولن مفاعلن فعولن۔

واسع الشفتین :- شعر میں ایسے الفاظ لانا جن کو پڑھنے سے دونوں لب جُدا جُدا رہیں۔ ؎ جی سے کہہ دو کہ آہِ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے (امین بنارسی)

واصل الشفتین :- وہ شعر جس کے ہر لفظ کی ادائیگی میں لب سے لب ملیں ۔ شعر ؎ میرا ممدوح امیر ابنِ امیر ابنِ امیر
ہیں کمر بستہ مکیں خادم مدحت پیما (نظام)

تنسیق الصّفات :- موصوف کی کئی صفات کا پے بہ پے مذکور ہو تو یہ صنعت تنسیق الصفات کہلائے گی۔ شعر میں جو بھی مراد لی جا سکتی ہے ؎
ہے ہے مرے سعید و رشید و متین جواں
خوشرو جواں غریب جواں مہ جبیں جواں (انیس)

تلمیع :- (ذولسانین) شعر میں جب ایک مصرع ایک زبان میں اور دوسرا مصرع کسی دوسری زبان میں ہو تو یہ صنعتِ تلمیع کہلائے گی۔ اسے صنعتِ ذولسانین بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ؎ زہرا ہیں کلیدِ قفلِ بابِ جنت
مفتاحِ قرینِ سعادت زہرا (ناوک حمزہ پوری)

دوسرا مصرع عربی فارسی زبان میں ہے۔

www.urduchannel.in

عیوبِ شعر

عیوبِ شعر کا تعلق علمِ معانی سے ہے۔ درج ذیل باتوں کی وجہ سے شعر میں عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ شعر کو ان عیوب سے پاک رہنا لازمی ہے۔

1۔ شترگربہ :- شتر کے معنی اونٹ اور گربہ بمعنی بلّی۔ ایک ہی چیز کو تعظیم اور تحقیر کے ساتھ کہنا۔ یعنی شعر میں اٹکل بے جوڑ بات کہنا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ بحث صرف پہلی قسم سے ہے۔

شترگربہ صیغی :- ایک شخص یا ایک چیز کے لئے کہیں واحد یعنی "تو" اور کہیں جمع یعنی "تم" اور "آپ" کہنا۔ یا اپنے لئے ایک جگہ "میں" اور دوسری جگہ "ہم" کہنا۔ مثلاً ؎ دل دے کے تم کو جان پر اپنی بُری بنی

شیریں کلامی آپ کی میٹھی چھری بنی (نامعلوم)

پہلے مصرعے میں ایک ہی شخص کو "تم" (مخاطب کو) اور مصرعۂ ثانی میں "آپ" لکھا ہے۔ اگر کہنے والے دو ہوں اور ایک خود کو "میں" کہے اور دوسرا اُسے "آپ" یا "تم" کہے تو شترگربہ نہ ہوگا۔ شعر ؎

میں نے کہا کہ تیری ادا پہ نثار ہوں

اُس نے کہا کہ آپ کرم ہم پہ کیجئے (ابرِ احسنی)

شاعر خود کو "میں" اور محبوب کو تیری (تو) کہہ رہا ہے۔ لیکن محبوب خود کو "ہم" اور مخاطب (شاعر) کو "آپ" اور "کیجئے" کہہ رہا ہے۔ لہٰذا شترگربہ نہیں ہوا۔

اجتماعِ ردیفین :- مطلع اور حسنِ مطلع کے علاوہ جب ردیف کسی شعر کے پہلے مصرعے میں آجائے تو اس عیب کو اجتماعِ ردیفین کہتے ہیں۔

مثلاً ؎ مہرباں ہیں گھٹائیں ساون کی

خوب قسمت ہے اس مہینے کی (اوج ناصری)

یہاں ردیف "کی" پہلے مصرعے کے آخر میں واقع ہے۔ لہٰذا اجتماعِ ردیفین واقع ہوا۔ اگر ردیف کا کوئی جزء مصرعۂ اولیٰ کے آخری رکن کا بھی جز ہوگا تو یہ جزوی اجتماعِ ردیفین ہوگا۔ مگر آج اسے عیب تصوّر نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ؎

کوئی بتائے کہ آرائشِ چمن کے لئے

ہم اپنے خون میں کب تک رہیں نہائے ہوئے (عتیق احمد عتیق)

"ہوئے" ردیف ہے۔ پہلے مصرعے میں "کے لئے" کے باعث جزوی اجتماعِ ردیفین واقع ہوا۔

تعقیدِ لفظی :- شعر میں الفاظ اگر متصل نہ آئیں اور اپنے مقام سے دور جا پڑیں تو یہ عیب تعقیدِ لفظی ہے۔ اکثر ردیف و قوافی کی مجبوریوں سے ایسا ہوتا ہے اس عیب سے کلام پوری طرح خالی نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ نثر کی طرح شعر میں اوّل فاعل پھر مفعول اور پھر فعل نہیں لائے جا سکتے۔ تاہم بعض جگہ ان کی بے ترتیبی سماعت پر ناگوار گزرتی ہے۔ مثلاً :

؎ دسترس میں ہیں عناصر کے ارادے کس کی

خود بکھرتا ہی رہا کوئی بکھرنے والا (پروین شاکر)

یہاں "کس کی دسترس" کے ٹکڑے اس طرح ہوئے ہیں کہ ان کے مابین بہت فاصلہ ہے اور یہ سماعت پر گراں ہے۔

ذم :- اگر شعر میں کوئی ننگا یا بیہودہ پہلو نکلتا ہو یعنی فحش پہلو نمایاں ہو تو اسے ذم کہتے ہیں۔ مثلاً ؎ تمام شب تجھے تنہا برہنہ دیکھیں گے

ہم آج پھر تری ہمّت کو آزمائیں گے (مراتب اختر)

www.urduchannel.in

غرابت :- شعر میں نامانوس، غیر مروج اور بعید از فہم الفاظ کے استعمال کو غرابت کہتے ہیں۔ مثلاً ؎ حروفِ قلب کی تاثیر کیا ہوئی یارب

صدائے درد بھی لحنِ شغال میں گم ہے (نامعلوم)

"شغال" ثقیل اور نامانوس ہے۔ لہٰذا یہ غرابت کا عیب ہوا۔ محاورات کی توڑ پھوڑ سے بھی غرابت نمایاں ہوتی ہے۔

ابتذال :- ذلیل مضمون کو نظم کرنا یا تہذیب و اعتقاد کے خلاف کوئی لفظ یا مضمون باندھنا ابتذال ہے۔ مثلاً

؎ پندِ واعظ سنتے سنتے کان اپنے بھر گئے

کیا عبادت کو یہیں ہیں سب فرشتے مر گئے (نامعلوم)

تنافر :- تنافر کے معنی نفرت پیدا کرنے کے ہیں۔ شعر میں ایسے الفاظ یا حروف جمع کرنا جن کے سننے سے نفرت اور کراہت معلوم ہو۔ اور شعر کی روانی میں رکاوٹ محسوس ہو۔ مثلاً ؎ خدا کے واسطے اب بام سے نیچے اُتر آؤ

اس مصرعے میں "آ آ" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جو تنافر ہے

تطویل :- ایک لفظ یا چند الفاظ اس طرح نظم کرنا کہ زائد الفاظ کو نکال دینے سے معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔ جیسے ؎

چلا چل چلا چل چلا چل چلا چل

بہت دور منزل ابھی ہے مسافر

اگر شعر میں دو مرتبہ "چلا چل" ہوتا تو اس تکرار سے حسن پیدا ہو جاتا۔ چلا چل کے چار مرتبہ آنے سے تطویل کا سقم پیدا ہو گیا۔

توالیٔ اضافت :- شعر میں مسلسل چار اضافتوں سے ثقالت پیدا ہو جاتی ہے اور معنوی الجھاؤ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اساتذہ نے تین اضافتیں روا رکھی ہیں۔

؎ اک نگارِ چمنِ وادیٔ فردائے بہار

گل بدست و مہ و انجم بہ جبیں آئے گا (سلام مچھلی شہری)

یہاں "نگارِ چمنِ وادیٔ فردائے بہار" نے ثقالت پیدا کی ہے اور معنوی اُلجھاؤ بھی۔

اجازہ :- جائز رکھنے اور چھوڑ دینے کے معنی دیتا ہے۔ حرفِ روی مختلف مگر قریبِ مخرج ہو تو اجازہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے اختلاط کا قافیہ۔ رات اور "ازتکار" کا قافیہ اعتراض یا ندھنا۔ ؎

کسی کو قیدِ مسلسل پہ اعتراض نہیں

یہ وہ سزا ہے کہ جس کا کوئی جواز نہیں (مظفر حنفی)

غلو :- اس کا تعلق حرفِ روی سے ہے۔ مطلع کے پہلے مصرع میں حرفِ روی ساکن اور دوسرے میں حرکت کے ساتھ آئے تو غلو ہو گا۔ مثلاً ؎

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا ؛ بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا (حافظ شیرازی)

خراب میں "ب" ساکن اور "تا بکجا" میں "ہ" متحرک۔ لہٰذا غلو کا عیب وارد ہوا۔

سناد :- اسے جاننے کے لئے حرف وخیل اور حرفِ تاسیس کا جاننا لازمی ہے۔

دو شعر :- اے جذبۂ دل جب میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے

منزل کی طرف دو گام چلوں اور سامنے منزل آجائے

آتا ہے جو طوفاں آنے دو کشتی کا خدا خود حافظ ہے

مشکل ہی نہیں خود موجوں میں بہتا ہوا ساحل آجائے (نامعلوم)

قوافی "مقابل" اور "ساحل" میں "ب" اور "ح" وخیل ہیں۔ ان سے پہلے "الف" دونوں قوافی میں تاسیس ہے۔ لہٰذا تاسیس کے مختلف ہونے سے "سناد" کا عیب ظاہر ہوتا ہے۔ مطلع میں "ساحل" اور "منزل" قوافی ہیں۔ حروف تاسیس الف (مقابل) اور "ن"

www.urduchannel.in

قوس ہیں۔ لہٰذا اختلاف ظاہر ہوا۔ مگر ان دونوں جدید بلکہ روایتی شاعروں کے ہاں بھی ایسی کئی مثالیں مل جاتی ہیں۔ لہٰذا اسناد کو عیب میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

ایطا (شایگاں)

ایطا : (معنی : پامال کرنا) ایطا کا تعلق 'مطلع اور حسنِ مطلع' سے ہے۔ ایسے قافیہ کو دہرانے کو کہتے ہیں جس میں لفظی تکرار معنی کے ساتھ ظاہر ہو۔ مگر معنی مختلف ہو جائیں تو ایطا نہیں۔ مثلاً :

؎ مکینِ لامکاں تھے مسند آرائے جہاں ہم تھے
وہاں مطلق عروجِ آدمیت تھا جہاں ہم تھے

مصرعِ اوّل میں 'جہاں' بمعنی دنیا اور دوسرے میں بمعنی 'جگہ' مستعمل ہے۔ لہٰذا ایطا نہیں ہے۔ ایطا کی دو قسمیں ہیں 1۔ ایطائے جلی 2۔ ایطائے خفی۔

ایطائے جلی :- قافیہ دو لفظوں والے لفظ سے بنا ہو اور آخری ٹکڑا الگ کر دینے سے جو بچ رہے گا وہ ہم قافیہ نہ ہوگا۔ نیز لفظی و معنوی تکرار بھی ظاہر ہو گی۔ مثلاً

؎ دیا دل اس کو جس نے اس کا قدرداں دیکھا
اُسی کے ہو رہے جس کو مزاج داں دیکھا (حفیظ جونپوری)

قوافی 'قدرداں' اور 'مزاج داں' میں۔ آخری ٹکڑا 'داں' نکال دینے سے 'قدر' اور 'مزاج' باقی رہا۔ دونوں میں نہ صرف حرفِ روی الگ ہیں اور ہم قافیہ بھی نہیں۔ لہٰذا ایطائے جلی واقع ہوا۔ ایطائے جلی کی مختلف صورتیں :-

1۔ حرفِ روی مختلف :- دیکھوں، سمجھوں ـــ دونوں میں 'و' اور 'ں' اضافی ہیں۔ انہیں خارج کرنے سے دیکھ اور سمجھ میں حرفِ روی 'کھ' اور 'جھ' مختلف ہیں۔ لہٰذا اختلافِ روی واقع ہوا۔ ایسی کئی مثالیں مل جاتی ہیں۔ مثلاً :

'نکالوں' اور 'اتاروں' میں 'وں' زائد خارج کرنے سے 'نکال' اور 'اتار' میں 'ل' اور 'ر' ترتیب وار حروف روی ہیں لہٰذا ایطا۔

2۔ نگاراں، غزالاں : دونوں میں 'اں' جمع کی علامت ہے۔ 'نگار' اور غزال میں 'ر' اور 'ل' حروفِ روی ہیں۔ نیز یہ مختلف ہیں۔ لہٰذا ایطا۔

3۔ سجے اور بنے :- دونوں میں 'ے' یائے مصدری ہے اور حروفِ روی 'ج' اور 'ن' مختلف ہیں۔ لہٰذا ایطا۔

4۔ روشنی، برہمی :- دونوں میں 'ی' یائے مصدری ہے۔ 'روشن' اور 'برہم' میں حروفِ روی بھی مختلف ہیں۔ لہٰذا ایطا۔

5۔ آدمی، روشنی :- آدمی میں یائے نسبتی ہے اور روشنی میں یائے مصدری مگر دونوں میں یائے کی ترکیب مختلف ہے۔ لہٰذا ایطا عیب وارد نہیں ہوتا۔

6۔ گریاں اور عزیزاں :- گریاں میں آں فاعلی ہے اور عزیزاں میں 'آں' جمع کی علامت۔ لہٰذا ایطا واقع نہیں ہوتا۔

7۔ کھانا، سونا :- دونوں میں مصدر کی علامت 'نا' کو دور کرنے سے 'کھا' اور 'سو' بچ رہا۔ اس طرح حروفِ روی مختلف ہو گئے۔ لہٰذا ایطا۔

8۔ بھلا۔ کہا۔ جلا اور گیا وغیرہ :- حروفِ وصل دور کرنے کے بعد ایک لفظ بے معنی اور دوسرا بامعنی ٹھہرے تو ایطا کا عیب وارد نہیں ہوتا۔ بھلا اور کہا سے الف زائد نکالنے سے 'بھل' اور 'کہہ' باقی رہا۔ اس طرح ایک بے معنی اور دوسرا بامعنی لفظ ہے۔ جلا اور گیا میں 'جل' اور 'گے' باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح کی کئی مثالیں تلاش کی جا سکتی ہیں جس میں ایطا وارد نہیں ہوتا۔

ایطائے خفی :- ایطائے خفی وہ ہے کہ حرفِ وصل یعنی زائد کی تکرار صاف طور پر ظاہر نہ ہو، غور کرنے کے بعد ہی معلوم ہو۔ حرفِ روی دور کرنے کے

www.urduchannel.in

بعد دونوں بامعنی الفاظ باقی رہ جائیں تو ایطائے خفی۔

مثلاً ؎ معطّر اس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا

حبابِ بحر، یہ اک شیشۂ گلاب ہوا (ناسخ)

آب اور گلاب میں (آب = اَ + اْ + ب، گلاب = گل + اَ + اْ + ب)

'اب' زائد نکال دینے سے "اَ" اور گل باقی رہے جو مختلف ہیں۔ لہٰذا ایطائے خفی۔ مگر ان دونوں متعدد جدید شاعر قوافی با اعتبارِ صوتیات باندھنے لگے ہیں۔ لہٰذا ایطا کے عیب کو عیب ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

علامتیت (SYMBOLISM)

علامت کے مفہوم سے متعلق ڈاکٹر رفعت اختر خاں لکھتے ہیں "جارج ولی نے پوئٹک پروسیز میں اور سی۔ لیس۔ لیوس نے اللگیری آف لو Allegory of Love میں اس قدر لکھا ہے کہ لفظ علامت ایک اسم ہے جو یونانی فعل سمبالین (SYMBOLLEIN) سے مشتق ہے جس کے معنی کشیدہ اتفاق مقابلہ اتحاد اور باہم متحد کرنے کے ہیں۔ لیکن جدید ترین تحقیق کے مطابق لفظ سمبل بطور ایک ادبی اصطلاح کے جرمن زبان کے اک فعل سمبالین سے ماخوذ ہے جس کے معنی "ملانا" یا "ساتھ رکھنا" کے ہیں۔ اور اس سے متعلقہ اسم سمبالین کے معنی نشان (مارک) یا نشان (ٹوکن) یا اشارہ (سائن) کے ہیں جسے معاہدہ کرنے والے فریقین منقسم سکے کی شکل میں بطور عہد نامہ اپنے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے بنیادی طور پر اس کے معنی ملانا یا ایک کرنے کے ہیں کیوں کہ جب مختلف اشیا متحد ہو جاتی ہیں تو ان کے اندر وحدت کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔"

(علامت کی تفہیم" کتاب: نئے زاویے)

علامت کا مخرج اور اس کا مفہوم درج بالا سطور سے واضح ہو جاتا ہے کسی مغربی نقاد نے کہا ہے کہ کسی شئے سے متعلق تعریفوں کی کثرت اس شئے کے مفہوم کو مبہم بنا دیتی ہے۔ علامت کا یہی حال ہے۔ اس کی اتنی تعریفیں سامنے آئی ہیں کہ اس کا مفہوم واضح ہونے کے بجائے مبہم سا ہو گیا ہے۔ انیس اتفاق صاحب نے علامت کی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں کہ "علامت سے مراد وہ بیان ہے جس کے اندر مختلف معانی کا ایک ذخیرہ ہو اور جو اپنے استعمال میں

www.urduchannel.in

کسی دوسری شئے کی نمائندگی کرے۔ یعنی اس بیان (علامت) کے ذریعے جو کچھ کہا جائے اس سے کچھ زیادہ اور کچھ الگ معنی مراد لئے جائیں۔ علامت ہمارے ذہن کو معنی کی کئی جہتوں کی طرف منتقل کرتی ہے اور اس کی خوبی یہی ہے کہ ان میں سے ہر جہت کے لئے موزوں قرار پائے۔ علامتی اظہار بجائے خود بیانِ واقع ہوتا ہے لیکن اس بیانِ واقع کے ظاہری یا اُوپری مفہوم سے ذہن اس مفہوم کے مماثل کسی اور مفہوم کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ یہ بیانِ واقع کسی شئے کا بھی ہوسکتا ہے کسی وقوعے کا بھی اور کسی صورتِ حال کا بھی" (علامت، مطبوعہ شش ماہی "جواز")

علامت بالواسطہ اظہار کی اک صورت ہے اور اصطلاحِ عروض میں یہ علم بیان کے ذیل میں آتی ہے۔ عرفی شیرازی نے علامت کی تعریف میں لکھا ہے کہ ؎ تحقیق آنست کہ لفظِ علامت است بالذات۔ یعنی ہر لفظ اپنی جگہ علامت ہے۔ لہٰذا علامت کی اصطلاح بہت قدیم ہے۔ تغیرِ وقت اور اقدارِ زمانہ کے اعتبار سے علامت کے مختلف مفاہیم سامنے آتے ہیں۔ علامت جامد نہیں متغیر ہے۔ یونگ نے علامت کی نفسیاتی تعریف یوں کی ہے کہ "علامت شعور اور لاشعور کے اشتراک سے اُبھرتی ہے"۔ مگر کیسیرر، لینگر اور اربن کے مطابق علامت اک غیر شعوری اور خود کار عمل ہے۔ لہٰذا یونگ نے علامت کی تعریف میں "شعور" کے اضافے سے اِسے مزید وسعت دی ہے۔ علامت کی اُلجھی ہوئی تعریفوں کے پیشِ نظر شارب ردولوی کی یہ شکایت بجا ہے کہ علامت کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ گفتگو اشاریت کے بارے میں ہے، استعارے کے بارے میں یا علامت کے بارے میں، چوں کہ ان تینوں میں معنوی مماثلت ہے اور لغت کے مترادفات انہیں ایک دوسرے کے قریب کردیتے ہیں۔ علامت کی آسان تفہیم کے لئے لفظ نرگس کی مثال دی جاسکتی ہے۔ اس لفظ سے علامت کثیر المعنی ہونے

کا ثبوت ملتا ہے۔ نرگس صرف پھول ہی نہیں۔ رنگ کے اعتبار سے سفید بھی ہے۔ اور اس کا اطلاق نشاط و طرب، فرحت و کیف، اور امن و سکون پر کیا جاسکتا ہے۔ خوشبو کو ایک فرد کی دوسروں کے لئے ہمدردی اس کا جذباتی ربط اور جذبۂ اعانت، اپنی خوبیوں اور قابلیتوں کو دوسروں میں پیدا کرنے کی کوشش، وغیرہ کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ ویسے نرگس محبوب کی آنکھوں کے لئے بلیغ تشبیہ ہے۔ نرگس کے تصور سے قاری کے ذہن میں اپنے آنگن میں اُگائے ہوئے نرگس کے پودوں کی یاد بھی تازہ ہوسکتی ہے۔ کسی اور کے ذہن میں اداکارہ نرگس کا تصور بھی ابھر سکتا ہے۔

علامتیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (1) سادہ علامت (2) پیچیدہ علامت۔ جو علامت ایک لفظ پر مشتمل ہوتی ہے وہ سادہ علامت ہے جیسے گھر، شجر، آگ، سایہ، ریت، وغیرہ۔ یہ علامتیں جو اسماء، افعال، یا صفات وغیرہ ہوتی ہیں، معنوی اعتبار سے کثیر الجہت ہوتی ہیں۔ مثلاً گھر پناہ اور سکونِ قلب کی علامت کے علاوہ ذہنی انتشار اور پریشانی کی علامت بھی ہوسکتا ہے پیچیدہ علامت تصورِ شئے کے عمل سے نمودار ہوتی ہے۔ مثلاً چیلوں اور کوّوں کا شور مچانا، سایوں کا چیخنا، اور کسی جانور کا رات بھر چیخنا وغیرہ۔ یہ تمام علامتیں، دہشت، خوف، آفت، اور انتشار کی علامتیں ہیں۔ لہٰذا پیچیدہ علامت کسی شئے کا طویل عمل ہے لہٰذا یہ سادہ علامت سے زیادہ وسیع معنوں کی حامل ہوسکتی ہے۔

علامت اور استعارہ:

علامت استعارے سے زیادہ وسیع مفہوم کی حامل، اور موثر ہے۔ استعارہ میں مجرد سے مجسم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یا مجسم سے مجسم کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ مثلاً۔ ؎

میرا ئیں، ہو نہیں سکتا مرے اندر تقسیم ۔ قطرہ قطرہ کہیں ہوتا ہے سمندر تقسیم

(ظہیر غازی پوری)

www.urduchannel.in

میں مجرد ہے جو مجسم "سمندر" اور "قطرہ قطرہ" کی طرف رجوع کر رہا ہے۔ علامت ہمیشہ مجرد سے مجسم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ مثلاً۔

اب ہے چہرے پر نقابِ مصلحت ۔ کوئی چہرہ دل کا آئینہ نہیں (علقمہ شبلی)

"مصلحت" مجرد اور "نقاب" مجسم ہے۔ لہٰذا "نقابِ مصلحت" کی ترکیب علامت ہوئی ——— کسی فرد کے چہرے پر خوف اور اس پر طاری دہشت کو "دنگوں" کی علامت تصور کر سکتے ہیں۔

اگر "زید شیر ہے" کہہ کر اسے استعارہ کہیں تو غلط ہوگا۔ کیوں کہ زید حقیقت میں شیر نہیں ہے۔ استعارہ میں مبالغہ شرط ہے۔ "زید شیر ہے" میں مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ براہِ راست اظہار کی صورت موجود ہے۔ اگر میں نے شعر دیکھا "کہیں تو استعارہ ہوگا۔ کیوں یہاں شعر کے معنی بہادر شخص کے ہیں اور شیر زید پر دلالت کر رہا ہے۔ لہٰذا استعارے میں مستعار لہ محذوف ہوتا ہے اور مستعار منہ مذکور۔ یعنی صرف شیر کہہ کر زید مراد لے سکتے ہیں۔ ؎

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیرِ کفن کانپ رہا ہے (انیس)

"شیر" سے مراد حضرت امام حسینؓ ہیں۔

علامت اور تمثیل : تمثیل کہانی یا حکایت ہے۔ شعر میں بیانِ واقعہ ہے یہ غیر مادی احساسات کو لائقِ تصور پیکروں میں ڈھالتی ہے۔ یعنی مجرد تصور کی پیکر سازی تمثیل ہے۔ شہرِ آرزو، ستم کا پیڑ، فکر کے قدم، حادثوں کی صلیب۔ وغیرہ ترکیبوں میں مجرد تصورات کو مجسم کیا گیا ہے۔ مگر علامت مجرد خیال کا مجسم استعارہ ہے۔

شعر ؎ اب اُمید کے پنچھی آسماں نہ دیکھیں گے
آگ سی برستی ہے وقت کے سحابوں سے (انور مینائی)

یہاں اُمید کے پنچھی تمثیل اور وقت کے سحابوں سے آگ کا برسنا علامت ہے جو مجرد "وقت" کی استعاراتی تجسیم ہے۔ آگ کی علامت۔ یاس۔ نا اُمیدی ہراس۔ خوف۔ بھوک۔ قحط سالی۔ غیض و غضب۔ قہر وغیرہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ لہٰذا تمثیل اور علامت دونوں قریبی ربط کے حامل ہیں۔ تمثیل میں استعاراتی تجسیم نہیں ہوتی اور علامت میں یہ پائی جاتی ہے۔ تمثیل کسی حکایت، تلمیح، یا داستان کے کرداروں کی مختصر نمائندگی بھی کرتی ہے۔ اور یہ بیانِ واقعہ کے اثرات سے مزین ہوتی ہے۔ اور علامت اس کی متحمل نہیں ہوتی۔ حالانکہ علامت کا کینوس تمثیل سے زیادہ وسیع ہے۔

علامت اور نشان :- علامت اور اصل میں کوئی نہ کوئی مماثلت ہوتی ہے مگر نشان اور اصل میں مماثلت کا ہونا لازمی نہیں۔ مثلاً ریل کے اسٹیشن سے روانہ ہونے کا نشان یا اشارہ سبز جھنڈی ہے۔ مگر یہی سبز جھنڈی مسلمانوں کی مذہبی توقیر کی علامت بن سکتی ہے۔ میلاد کے جلسے میں یا کسی ولی کے مزار کے پاس سبز جھنڈی کا لہرانا مذہبی علامت ہے۔ نشان میں علّت و معلول کا ربط لازمی ہے مگر علامت میں ان کا کوئی باہمی رشتہ نہیں ہوتا مثلاً

؎ کہنے کو مشتِ پر کی اسیری تو ہے مگر
خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا (نامعلوم)

"مشت پر کی اسیری" علت اور "چمن کا خاموش ہو جانا" معلول ہے۔ لہٰذا دونوں میں معنوی ربط ہے۔ اشیاء کے نام بھی متعلقہ "ملازمات" کے ساتھ علامت بن سکتے ہیں۔ مثلاً ؎ ربطِ آب و سراب گہرا ہے ۔ ہر سمندر کی تہہ میں صحرا ہے (قمر اقبال)

www.urduchannel.in

اس شعر میں لفظ "صحرا" نہ صرف سراب کا کنایہ ہے بلکہ لاحاصلی اور مایوسی کی علامت بھی ہے۔

علامت اور رنگ :- رنگوں سے علامتوں کا تعلق گہرا ہے۔ سفید رنگ مسرّت۔ شادمانی۔ حُسن۔ امن۔ سچائی وغیرہ کی علامت ہے۔ سیاہ رنگ اس کے برعکس دکھ۔ تردّد۔ انتشار۔ فساد۔ جھوٹ۔ استحصال وغیرہ معنوں میں مستعمل ہے۔ سرخ رنگ۔ غصّہ۔ ظلم۔ فریاد۔ قہر و غضب۔ تشدّد قتل و فساد وغیرہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ سبز رنگ خلوص و محبت۔ امن و سکوں۔ نشاط و اُمنگ۔ عنایت وغیرہ علامتوں کے طور پر برتا جاتا ہے۔ مگر پیلا رنگ کورس کے اک جُز اُوبھت رس (AWESOME) کے طور پر مستعمل ہے۔ ہندو دیومالائی اعتبار سے وشنو کے بدن کا رنگ نیلا ہے۔ اس لئے آسمان بھی نیلا دکھائی دیتا ہے۔ نیلا آسمان اور نیلا سمندر شعر میں مثبت احساسات و جذبات کے علاوہ شوق و تجسس کے پیکروں کی حیثیت سے بھی لائے جاتے ہیں۔ سانپ کے ڈسنے سے بھی بدن نیلا ہو جاتا ہے۔ چند شعر ؎

؎ لہروں کی اُجلی ریت پہ عکسِ گناہ تھے
سورج کی آنکھ میں بھی سمندر سیاہ تھے (باقی)

؎ چیختے چلّاتے اندیشوں کی آنکھیں سرخ تھیں
جسم کی ناپختہ سڑکوں سے گزرنا چھوڑیے (ظفر اقبال)

؎ ایک نیلا رنگ باقی رہ گیا ہے آنکھ میں
ڈوبتا منظر اسے آنکھوں میں بھر لے جائے گا (باقی)

؎ ہے تا حدِّ نظر نیلا سمندر
بدن میں پھڑپھڑاتا ہے کبوتر (فاروق شفق)

؎ سُن کے اک گم شدہ دستک مجھے پہروں تنہا
کالے جنگل سے گزرنے کا خیال آتا ہے (مصوّر سبزواری)

؎ قتل ہوتے جا رہے ہیں نیلے پیلے شوخ رنگ
پیشِ منظر بن نہ جائے ہے جو پس منظر ابھی (مظہر امام)

؎ لفظ لفظ شاخِ فن جب ہری نہیں ملتی
ذہن و دل کو شادابی واقعی نہیں ملتی (ظہیر تماپوری)

پیکریت اور علامتیت

پیکریت کو لفظی مصوری کہتے ہیں۔ پیکر اور امیج دونوں معنوی اعتبار سے مماثل ہیں۔ مادّی احساسات کے نقوش کو ذہن میں نئے انداز سے تخلیق کرنے کو پیکر یا امیج کہتے ہیں۔ پیکر کی نفسیاتی تعریف کے طور پر پیکر کسی سابقہ حسّی یا تخیلی تجربے کا ذہنی اعادہ ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے پیکر کی تعریف میں لکھا ہے کہ "ہر وہ لفظ حواس خمسہ میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ کو متوجہ اور متحرک کرے پیکر ہے یعنی حواس کے اس تجربے کی وساطت سے ہمارے متخیلہ کو متحرک کرنے والے الفاظ پیکر کہلاتے ہیں۔"

(شعر غیر شعر اور نثر۔)

شاعری میں حواسِ خمسہ سے منسلک مندرج پیکر تراشے جاتے ہیں
(1) لمسی (2) بصری (3) سمعی (4) مشامی (5) مذوقی چند مثالیہ شعر۔

؎ خوشبو اڑی تو درد کی وادی مہک اٹھی
پتے ہلے تو اُس کا پنچھی مہک اُٹھا (مشامی۔ سمعی پیکر)

؎ ہم مرنہ سکے چاٹ کے ہیرے کی کنی بھی (مذوقی)

www.urduchannel.in

؎ چلے تو پاؤں کے نیچے کچل گئی کوئی شئے
نشے کی جھونک میں دیکھا نہیں کہ دنیا ہے (شہاب جعفری) (حسنی)

؎ کانٹے چھوڑ گئی آندھی
لے گئی اچھے اچھے پھول (ناظر کاظمی)

؎ تری صدا کا ہے صدیوں سے انتظار مجھے (سمعی)
مرے لہو کے سمندر ذرا پکار مجھے (راج نارائن راز)

علامت اور پیکر میں مماثلت نہیں ہے۔ علامت اختصارِ لفظی کا تقاضا کرتی، اور اشاریہ ہوتی ہے۔ اور کنایے کی خصوصیت بھی رکھتی ہے علامت پیکر ہوسکتی ہے مگر پیکر تراشی میں کوئی بھی پیکر علامت نہیں بن سکتا۔ لفظی مصوری، صورت گری اور سیدھے سادے پیکروں کی تراش خراش کے لئے شاعر علامت کی بہ نسبت پیکریت کی طرف زیادہ مراجعت کرتا ہے۔ مزید برایں پیکریت کی وسعتیں علامتوں کی حدوں سے زیادہ پھیلی ہوتی ہیں۔

اسطوری علامت نگاری :- اسطورہ (MYTH) کا تعلق تلمیحات، تمثیلات، محاکات، تشبیہات۔ استعارات اور صنمیات و خرافات سے بھی ہے۔ قدیم اسطور سازی میں فکر و فن کی ہمہ داری اور پیچیدہ سائیکی کا فقدان نظر آتا ہے۔ جدید معاشرے کے پیچیدہ مسائل کے فنی اظہار پر اسطور نگاری کا عمل کافی وسیع ہے۔ صنمیات و خرافات کے مطالعے سے شاعر از خود اسطور سازی کے نئے نئے پیکر تراش سکتا ہے۔ مگر فنی طریقہ کار اور حسنِ سلیقہ شرط ہے۔

چند مثالیہ شعر ؎

؎ دل کی بستی بھی شہرِ دلی ہے کہ جو بھی گزرا ہے اُس نے لوٹا ہے (بشیر بدر)

؎ شاعر نے دلی کے اجڑنے کا اطلاق شہرِ دل پر کیا ہے۔ اس شعر سے عذرا کے علاوہ دلی پر تاریخی استبداد کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔

؎ منتظر ہوں کہ مری کشتیٔ گم گشتہ پر (سلیم شہزاد)
شاخِ زیتون لئے کوئی پرندہ اُترے

یہاں "کشتیٔ گم گشتہ" اور "شاخِ زیتون"۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اور برسوں کے سمندری سفر کے بعد پرندے کی چونچ میں شاخِ زیتون کے دکھائی دینے کی طرف اشارہ ہے۔ شاعر انتہائے یاس میں اُمید کی اک کرن کی توقع کر رہا ہے۔

؎ طلسمِ ہوش رُبا توڑنے چلا تھا مگر (سلیم شہزاد)
ہوا کے دوش پہ آتے ہی اس کا تخت گرا

یہاں افراسیاب کے "طلسمِ ہوش رُبا" کی اسطوری علامت سے عہدِ نو کے مصائب سے لڑ کر ہارنے یا کسی گمبھیر مسئلے سے اُلجھ کر پسپا ہوجانے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اسطور سازی کے طور پر کئی تلمیحات و تمثیلات کو از سرِ نو مفاہیم نو سے وابستہ کیا جاسکتا ہے مثلاً صاحب قران۔

شہزاد۔ من وسلویٰ۔ انتم سکارا۔ افراسیاب۔ نراشنس حجرۂ ہفت بلا۔ طلسمِ ہوش ربا۔ ضحاک۔ کپالنی۔ اُروشی۔ سسی فس۔ یاجوج ماجوج۔ سدِ سکندری۔ ناد گوڈو۔ عمرو عیار۔ جانِ عالم کا طوطا وغیرہ اسطوری علامات استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ ویسے بیشتر مذکورۂ بالا علامات کو عہدِ نو کے شعراء نے جدید معنوں میں استعمال کیا ہے۔

www.urduchannel.in

حواشی

1. مسلّماتِ فن ـــــ ڈاکٹر زار علامی ـــــ ۱۹۸۸ء
2. آہنگ اور عروض ـــــ کمال احمد صدیقی ـــــ ۱۹۸۸ء
3. درسِ بلاغت ـــــ شمس الرحمٰن فاروقی ـــــ ۱۹۸۱ء
4. آفتابِ عروض ـــــ آفتاب حسن راٹے پوری ـــــ ۱۹۸۶ء
5. تفہیم العروض ـــــ علامہ نادم بلخی ـــــ ۱۹۸۵ء
6. عروض میں نئے اوزان کا وجود ـــــ شارق جمال ـــــ ۱۹۹۱ء
7. تفہیم العروض ـــــ شارق جمال ـــــ سنہ ؟
8. احتساب العروض ـــــ ڈاکٹر کندن امادی ـــــ ۱۹۹۱ء
9. میری اصلاحیں (حصہ دوم) ـــــ علامہ ابراحسنی ـــــ سنہ ؟
10. ضروریاتِ شعروادب ـــــ فرحت قادری ـــــ ۱۹۸۳ء
11. قواعد العروض ـــــ قدر بلگرامی ـــــ ۱۲۸۸ء
12. بحر الفصاحت ـــــ بحم الغنی ـــــ سنہ ؟
13. آئینۂ بلاغت ـــــ مرزا عسکری ـــــ ۱۹۳۶ء
14. زرِ کامل عیار ترجمہ۔معیار الاشعار ـــــ مظفر علی اسیر ـــــ ۱۸۷۳ء
15. حدائق البلاغت ـــــ امام بخش صہبائی ـــــ سنہ ؟
16. شعر چیزے دیگر است ـــــ عمیق حنفی ـــــ ۱۹۸۳ء
17. عروضی و فنی مسائل ـــــ ڈاکٹر عنوان چشتی ـــــ ۱۹۸۵ء

18. نسیم البلاغت ـــــ نسیم دہلوی ـــــ سنہ ؟
19. روحِ بلاغت ـــــ علامہ اخلاق دہلوی ـــــ سنہ ؟
20. منتہی العروض ـــــ سیّد محمود ـــــ ۱۹۸۵ء
21. جواہر العروض ـــــ جوہر مرادآبادی ـــــ سنہ ؟
22. فرہنگ مہذب اللغات ـــــ جلد: ۷ ـــــ ۱۹۷۰ء
23. فرہنگ آصفیہ ـــــ آصف دہلوی ـــــ ۱۹۷۳ء
24. سرمایۂ بلاغت ـــــ رتن پنڈوری ـــــ ۱۹۸۳ء
25. اضافی تنقید ـــــ ڈاکٹر کرامت علی کرامت ـــــ ۱۹۷۷ء
26. "غزل اور اقسام غزل" ـــــ ڈاکٹر گیان چند ـــــ مطبوعہ: کوہسار جرنل
27. "علامت" ـــــ انیس اشفاق ـــــ مطبوعہ: شعر و حکمت
28. جدید شاعری کی ابجد ـــــ سلیم شہزاد ـــــ ۱۹۸۳ء

www.urduchannel.in

"SHAHKARE -ARUZ-O- BALAGHAT"

The book "SHAKARE-ARUZ-O-BALAGHAT" Written by JANAB ANWAR MINAI, Head of the Department of Urdu, Al-Ameen College Kolar, will go a long way in meeting the needs of M.A., Urdu students of Indian Universities, and also the students whose Optional Subject is Urdu in B.A., Course, and who have to write the Cometative Examinations in Urdu prosody.

Janab Anwar Minai, is an arduous of Urdu Language and I hope that this book will prove to be most up-to-date on the subject.

Mumtaz Ahmed Khan

3-07-1995

Dr. Mumtaz Ahmed Khan,
Founder. Al-Ameen Movement,
BANGALORE.

"عاشق ہے تو معشوق کو ہر رنگ میں پہچان"

ادب ایک ایسا معشوق ہے جو ہزار روپ دھارتا رہتا ہے اور ہر روپ میں اس کی پہچان ضروری ہے۔ اس میں نہ تنگ نظری کی گنجائش ہے نہ تنگ نظروں کی ستائش۔ قارئین معنی آفریں تنقید اور تبصروں سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

فن شاعری سے ناواقفیت شاعر کی تخلیقات میں دلکشی نہیں پیدا کرتی۔ اس لئے علم العروض کا جاننا استاد اور طالب العلم دونوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ معلومات نصابی کتابوں میں شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر انور مینائی کی "شہکار عروض و بلاغت" اس سمت میں رہنمائی کی طرف ایک بہترین کوشش ہے۔ خدا کرے کہ ان کی یہ کتاب علمی معیاری تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے نصابی کتاب کی شکل میں تسلیم کر لی جائے۔

مجھے امید ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف مبتدی شعراء بلکہ مستند اساتذہ بھی استفادہ کریں گے اور تلامذہ کی اصلاح میں مدد لیں گے۔

انور مینائی تحریک الامین سے وابستہ ایک فرض شناس استاد نقاد اور شاعر و ادیب ہیں۔ ان کی یہ عروضی کاوش لائق صد تحسین ہے۔ لمحظۂ انعقاد

ابراہیم خلیل اللہ 22-8-95

امتنان

یہ کتاب
الامین ایجوکیشنل سوسائٹی
بنگلور
اور
الامین انجمن تعلیمی ادارے
کولار
کے
زرِ اعانت سے شائع ہوئی